دور حاضر کا مدعی مہدویت و مسیحیت

شکیل بن حنیف

ایک تعارف و تجزیہ

از

جناب مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری
نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند

ناشر
کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند

تفصیلات

نام کتاب دور حاضر کا مدعی مہدویت ومسیحیت شکیل بن حنیف
ایک تعارف وتجزیہ

مصنف: جناب مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری

اشاعت اوّل: فروری ۲۰۱۶ء

قیمت: /=

تعداد: ۱۱۰۰

کمپوزنگ: مرکز التراث الاسلامی دیوبند 9457219272

ناشر: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند

ملنے کے پتے:

☆ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند

☆ مکتبہ دار العلوم دیوبند

www.darululoomdeoband.com

فہرست مضامین

عرض مؤلف	۶
عرض حال: حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب ناظم کل ہند مجلس	۸
مقدمہ	۱۰
دورحاضر کے حالات	۱۱
جھوٹے مدعیان مہدویت کی بہتات	۱۲
فتنوں کی نسبت شریعت اسلامیہ کا اصول	۱۴
نادیدہ قوتوں کی کرشماتی دنیا، مائکروچپس	۱۶
شکیل بن حنیف کا اعتراف	۱۷
عہد قدیم کی شہادت	۲۰
صوفیاء اور اہل کشف کی شہادت	۲۲
اسلام میں عقیدۂ مہدی ونزول عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت	۲۵

باب اوّل:

فتنوں کا ایک اور تازہ ایڈیشن شکیل بن حنیف	۲۸
سچے مہدی کو پرکھنے کا معیار	۲۹
شکیل بن حنیف	۳۲
شکیل کا نام ونسب	۳۳
ناقص تعلیم	۳۵
مشغلہ	۳۷

دعویٰ سے قبل حالات زندگی کو دیکھا جائے	۳۹
زندگی کے پوشیدہ راز	۳۹
زبان و بیان	۴۴
عذر گناہ بدتر از گناہ	۴۸
جہالت و ناخواندگی	۵۱
ایک امکانی عذر کا پیشگی جواب	۵۳

باب دوم:

مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام	۵۵
محمد بن عبداللہ المہدی	۵۵
قرآنی آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ثبوت	۶۳
حدیث	۶۷
باب سوم:	
شکیل بن حنیف کے مغالطے۔	۶۹
مغالطہ نمبر ۱	۷۰
جوابات	۷۰
مغالطہ نمبر ۲	۷۶
جوابات	۷۷
مغالطہ نمبر ۳	۷۸
جوابات	۷۸
مغالطہ نمبر ۴	۸۶
جوابات	۸۷

مغالطہ نمبر۵	۹۰
جوابات	۹۱
مغالطہ نمبر۶	۹۵
جوابات	۹۵
مغالطہ نمبر۷	۹۷
جوابات	۹۸
مغالطہ نمبر۸	۱۰۰
جوابات	۱۰۱
مغالطہ نمبر۹	۱۰۴
جوابات	۱۰۵
مغالطہ نمبر۱۰	۱۰۷
جوابات	۱۰۷
مغالطہ نمبر۱۱/ایک عمومی اشکال	۱۱۱
جوابات	۱۱۱
استفتاء جواب دارالافتاء دارالعلوم دیوبند	۱۲۳ ۱۳۲
خلاصہ کلام۔ شکیل بن حنیف کی تحریک ایک فتنہ ہے مذہب نہیں	۱۵۳
شکیل بن حنیف اور قادیانیت میں فرق	۱۵۵
فتنۂ شکیل بن حنیف کے سد باب کے طور و طریق	۱۵۵
قابل توجہ گذارش	۱۵۸

عرض مؤلف

الحمدُ للہ وحدہ والصلوٰۃُ و السلامُ علیٰ من لانبی بعدہ .اما بعد!

محمد شکیل بن حنیف کی فتنہ پردازی کی اطلاعات ایک عرصہ سے مرکزی دفتر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کومل رہی ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ دہلی کی زیرنگرانی دہلی میں میٹنگ بھی بلائی گئی اور شکیل کے ارتدادی سرگرمیوں کے سدباب کی فکر کی گئی لیکن فتنے کی سنگینی وخطرنا کی کا اتنا احساس کسی کونہیں تھا جتنا اب ہورہا ہے۔اُس وقت رسمی بیانات وغیرہ پراکتفا کیا گیا اوراندازہ یہ تھا کہ یہ فتنہ اپنی موت آپ مرجائے گا۔ لیکن اب مسلسل ہندستان کے کئی علاقوں سے شکیل کے ارتدادی سرگرمیوں کی خبریں مل رہی ہیں۔اسی سلسلے کی ایک تحریری رپورٹ پر حضرت مہتمم صاحب زیدمجدہم اور مربی و مشفقی حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب دام ظلہم ناظم مجلس کا حکم صادر ہوا کہ راقم سطور اس قسم کے فتنوں کے خیالات ونظریات کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے تردید وتعاقب کے لئے کچھ ایسا تحریری موادفراہم کرے جس سے اہل علم بوقت ضرورت گفتگو کے میدان میں کام لے سکیں۔

راقم سطور نے اپنے بڑوں کے حسب حکم زیرنظر کتاب میں فتنوں کے اسی تازہ ایڈیشن، شکیل بن حنیف کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے۔آغاز کتاب میں چندعنوانات پر مشتمل ایک تمہید ہے اس کے بعد اس کا باب اوّل ہے جو شکیل کے لیے خاص ہے۔کتاب کا دوسرا باب مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور مسئلہ ظہور مہدی پر مشتمل ہے اور ان لوگوں کے لیے ہے جو ان موضوعات پر احادیث نبویہ کی روشنی میں کچھ جاننا چاہتے ہیں۔ابواب الفتن کے نام سے حدیث شریف کی تمام کتابوں میں یہ احادیث مبارکہ مل جائیں گی اس لیے ان کے متن اور راویوں سے کوئی بحث نہ کرتے ہوئے ہماری کوشش ہوگی کہ ان جھوٹے دعویداروں کے

دعاوی کا احادیث مبارکہ کی روشنی میں جائزہ لیا جائے اور بس! جن لوگوں کو مزید معلومات حاصل کرنی ہوں وہ اس موضوع کی بڑی کتابوں، بالخصوص مسیح موعود کی پہچان، علامات قیامت اور التصریح بما تواتر فی نزول المسیح وغیرہ کی جانب رجوع کر سکتے ہیں۔

تیسرے باب میں ''شکیل کے مغالطے'' کے عنوان سے وہ لوگ ہمارے مخاطب ہیں جو شکیل بن حنیف کے فتنے میں مبتلا ہو چکے ہیں یا وہ مسلمان ہیں جو اس فتنے میں مبتلا لوگوں سے کسی طرح پریشان ہیں۔ راقم سطور نے ان ابواب میں کوشش یہ کی ہے کہ اپنی جانب سے نہ کچھ کہا جائے بلکہ ان جھوٹے دعویداروں کے اقوال وتحریرات ہی کا آئینہ ان کے ماننے والوں کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو لوگ اسلام دشمن طاقتوں کے آلۂ کاران فتنہ پروروں کی نسبت ''علم حدیث سے گہری واقفیت اور موجودہ زمانے کے حالات میں ان کی وسیع النظری'' کے ڈھول پیٹ رہے ہیں وہ کس قدر غلط فہمی کا شکار ہیں۔ پھر اخیر میں خلاصۂ کلام اور ماحصل درج ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبولیت سے نوازے، آمین۔ **اِن اُرِیدُ اِلّا الاصلاح مااستطعتُ و ما توفیقی الا باللہ عَلیہِ توکلتُ وَ اِلیہِ اُنیب .**

شاہ عالم گورکھپوری

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ موافق ۳۱/ جنوری ۲۰۱۶

عرض حال

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب مدظلہ

استاذ حدیث وناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امت محمد یہ کے مسلمہ عقائد میں سے ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم ؑ کے دو عقیدے بھی ہیں، احادیث شریفہ میں بیان کردہ علامات کے ساتھ اپنے اپنے زمانہ میں یہ دونوں شخصیتیں الگ الگ ،امت کے اخیر زمانہ کے لوگوں کے سامنے آئیں گی اور باتوفیق لوگ اُن کو مانیں گے؛ اہل حق کے نزدیک ابھی تک ان میں سے کسی کی علامات ظاہر نہیں ہوئی ہیں، اسی لیے حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کو'' المہدی المنتظر '' کہا جاتا ہے۔ پھر انہی سچے مہدی کے زمانہ میں حضرت مسیح بن مریمؑ کا آسمان سے نزول ہوگا اور لوگ ان پر صحیح صحیح ایمان لائیں گے۔ مگر کچھ ضال ومضل کے قسم کے لوگ ملت اسلامیہ میں وقفہ وقفہ سے ایسے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں جواُن علامات کوزبردستی اپنے اوپر فٹ کر کے مہدویت ومسیحیت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ نزول عیسیٰؑ کا انکار کرتے ہیں اوراپنے بارے میں مسلمانوں کو ورغلاتے رہتے ہیں کہ وہ مہدی ومسیح ہم ہی ہیں، لہٰذا ہمیں اگر مہدی ومسیح نہیں مانو گے توتم مسلمان نہیں۔

اسی طرح کا ایک آدمی شکیل بن حنیف نام کا تقریباً پندرہ سالوں سے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اپنے دجالی فتنہ (دعویٔ مہدویت ومسیحیت وانکارنزول عیسیؑ) کا پرچار کررہاہے۔ اورمختلف علاقوں اورصوبوں میں سادہ لوح اوردینی تعلیم سے ناواقف مسلمان اس خطرناک فتنہ کا شکار ہورہے ہیں۔ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داران

ورفقاء کار اس فتنہ کے تعاقب کے لیے شروع ہی سے متوجہ رہے ہیں چنانچہ جمعیۃ علماء ہند، مدارس اسلامیہ، اور دعوت وتبلیغ کے حضرات سے رابطہ کر کے دہلی، حیدرآباد، اورنگ آباد (مہاراشٹر) وغیرہ میں بھی متعدد اجلاس عام یا تربیتی کیمپ منعقد کیے گئے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ شکیل بن حنیف کے دعاوی پر مشتمل لٹریچر مستند طریقوں سے دستیاب ہوجائے تاکہ اس کی روشنی میں اس کا بھرپور رد کیا جائے۔ اس مقصد سے خصوصیت کے ساتھ جناب مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری، نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے بڑی محنت شاقہ سے کام لیا اور دستی، مطبوعہ، یا نیٹ وغیرہ سے جو تحریری باوثوق مواد حاصل ہوسکا اس کو جمع کر کے تفصیل سے اس فتنہ کا تعاقب کیا اور اس مجموعہ کا نام ''دور حاضر کا مدعی مہدویت ومسیحیت شکیل بن حنیف ایک تعارف وتجزیہ'' رکھا۔ اسکے بعد مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند کی ہدایت کے مطابق مسودہ کو حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری صدر المدرسین وشیخ الحدیث وناظم اعلیٰ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت اور راقم الحروف نے بنظر غائر دیکھا، جس کے بعد مجلس نے اس کی طباعت کی اجازت دی۔

اس تعاقب کے دوران جناب مولانا شاہ عالم صاحب وغیرہ نے دارالعلوم دیوبند کے مفتیان کرام سے مذکورہ مواد کی روشنی میں استفتاء بھی کیا جس کا مفصل ومدلل جواب دارالافتاء سے دیا گیا ہے اور اُس میں شکیل بن حنیف اور اس کے متبعین کو کافر ومرتد قرار دیا گیا ہے؛ اخیر میں وہ بھی شریک اشاعت کیا جارہا ہے۔ خداوند کریم اس محنت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو زیغ وضلال سے بچانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

محمد عثمان منصور پوری

مقدمۃ الکتاب

حَامِداً و مُصلیاً و مُسلماً. أمّابعد ! قال تعالیٰ :

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الاِسْلامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْه ج وَهُوَ فِی الآخِرَةِ مِنَ الخٰسِرِیْنَ .(آل عمران ۸۵)

ترجمہ: اور جوکوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین، سواس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا یعنی نجات نہ پائے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ تمام اصول وقوانین کو مان کراس پر عمل کرنے کا نام ''اسلام'' ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے قوانین واصول میں سے کسی ایک چیز کا بھی اگر کوئی انکار کردے تو اسی کا نام کفر یعنی ''غیر اسلام'' ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ماننے کی بات تو کرتے ہیں لیکن بے جا تاویل وحجت کے ذریعہ مانتے ہیں تو ایسے لوگوں کو ''زندیق'' کہا جاتا ہے یعنی ایسے لوگ اسلام کوتو مانتے نہیں البتہ اپنی من گھڑت بات کو باطل اور بے جا تاویلات کا سہارا لے کر اسلام منوانا چاہتے ہیں۔اسی کو دور حاضر کی تعبیر میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ خودضدی اور شدت پسند ہوتے ہیں لیکن الزام مسلمانوں پر تھوپتے ہیں، دین میں ایسے ہٹ دھرم لوگوں کو زندیق کہا جاتا ہے۔

آیت کریمہ میں یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کے حصول کے لیے جو اصول وقوانین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے ہیں یہ وہی اصول وقوانین ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کو دیئے گئے ہیں۔اگر کوئی شخص اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا قانون واصول کو اپناتا ہے تو وہ اللہ

کے نزدیک مقبول نہیں مردود ہے۔مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی خسارہ اٹھائے گا۔

دین کے بنیادی اصول وقوانین میں نہ کبھی تبدیلی ہوئی اور نہ کبھی اختلاف ہوا، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کا دین ایک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس اصولی دین کے ماننے والے مسلمانوں میں بھی کبھی کوئی اختلاف نہیں ہوا، مسلمانوں میں ہزاروں فروعی اختلافات ہونے کے باوجود آپ دیکھیں گے کہ دنیا کا ہر مسلمان اس اصول پر متفق ہے کہ وہ جس طرح اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والتسلیم سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کے تمام انبیاء پر ایمان لاتا ہے۔

مسلمانوں کے اس بے مثال اتحاد سے یہود ونصاریٰ کا خوف و ہراس، حسد اور بغض جگ ظاہر ہے۔اس اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے پہلے بھی انھوں نے سازشیں کی ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔اسی سلسلے کی ایک ناپاک کڑی جگہ جگہ جھوٹے مدعیان مہدویت کا کھڑا ہونا بھی ہے۔اب یہ مسلمانوں پر منحصر ہے کہ وہ کس طرح یہود ونصاریٰ کو ان کے ناپاک منصوبوں میں ناکام بنائیں گے؟ نیز اس سلسلہ میں ہر مسلمان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور کس طرح وہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے گا؟۔

دورحاضر کے حالات

عرب ہو یا عجم، ہر آنے والا دن اسلام اور اس کے مخلص پیروکاروں کے لیے ایک نیا فتنہ لے کر آرہا ہے، ہر نئی رات دین وایمان کی نسبت پہلے سے زیادہ ظلمت وتاریکی لے کر آرہی ہے اور حدیث پاک میں وارد جملہ ’’انی لأری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر (حدیث اسامہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ) ‘‘ کے مطابق فتنوں کا ایک حیرتناک منظر علماء اسلام کے سامنے ہے۔ظہور فتن کے ان بھیانک حالات میں ایسا بھی نہیں کہ

اہل علم اور علماء نے فتنوں کے سد باب میں کوئی کمی و کسر اٹھا رکھی ہے لیکن فتنوں کا حال یہ ہے کہ ختم ہونا تو دُور کی بات اُن کا سلسلہ ٹوٹنے کا بھی نام نہیں لیتا۔

اگر حالات اور تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایشیاء میں منحوس انگریزوں کی آمد کے بعد سے فتنوں کے ظہور و خروج میں تموّج کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے۔ اس میں ''دعوئ مہدویت'' کو لے کر اٹھنے والوں نے تو کمال ہی کر دیا ہے کہ ایک ہی خطے میں ایک ہی وقت میں کئی کئی مدعیان مہدویت اپنی اپنی بساط کے مطابق خلق خدا کو گمراہ کرنے میں قسمت آزمائی کرتے پھرتے ہیں اور خود آپس میں بھی ان میں کا ہر ایک، خود کو سچا اور دوسرے کو کاذب و جھوٹا قرار دیتا ہے اور اہل فکر و نظر کے لیے حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ اس نام سے فتنے پیدا ہوتے اور اپنی موت مرتے جاتے بھی ہیں لیکن ہر نئے فتنے کا شکار کچھ نہ کچھ مسلمان ضرور ہو جاتے ہیں۔ بلکہ دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے کہ ان فتنوں کا شکار ہونے والے افراد اچھے خاصے پڑھے لکھے دانشور ہوتے ہیں، وہ سوجھ بوجھ والے بھی ہوتے ہیں؛ لیکن خدا معلوم ان کی دانشوری کہاں کھو جاتی ہے جو اپنے ماسبق جھوٹے مدعیان کی موت و زیست، شکست و ریخت سے سبق حاصل نہیں کرتے اور آسانی سے نئے نئے فن کاروں کے ہاتھوں ایمان بیچ بیٹھتے ہیں۔

جھوٹے مدعیان مہدویت کی بہتات

پڑوسی ملک سے شائع ہونے والے روزنامہ امت کراچی، ۴/اپریل ۲۰۱۳ء کی مطبوعہ ایک رپورٹ کے مطابق ایران میں گذشتہ کچھ عرصے سے بڑی کثرت سے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے والے سامنے آچکے ہیں۔ ایرانی معاشرے پر ان مذموم دعووں سے زبردست منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ فریب کاری اور جعل سازی اتنی بڑھ چکی ہے کہ اس کے آگے بند باندھنے کے لیے ایرانی حکام اور ذمہ دار ادارے

پریشان ہیں۔ایران کے مختلف جیلوں میں اس وقت ساڑھے تین ہزار سے زائد ایسے افراد ہیں جنھوں نے گذشتہ چھ برسوں کے دوران امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔جیلوں سے باہران ساڑھے تین ہزار کذابوں کے لاکھوں حواری موجود ہیں جبکہ گذشتہ تیرہ دنوں کے اندر ایرانی سیکورٹی اہل کاروں کے ہاتھوں بیس ایسے جھوٹے دعوے داروں کی گرفتاری عمل میں آئی ہے جنھوں نے ''مھدی المنتظر '' ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اخیر میں اخبار نے اس کا بھی انکشاف کیا کہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ سب کے سب یہودی ہیں۔تفصیلی رپورٹ کے لیے ملاحظہ کیجئے روزنامہ امت کراچی مورخہ ۴/اپریل ۲۰۱۳ءمیگزین رپورٹ۔

اسی طرح ہمارا ہندوستان بھی اس قسم کے سودائیوں سے خالی نہیں رہتا تقریباً ہر سال کسی نہ کسی علاقے میں بنام مہدی موعود، دو چار قسمت آزمانے والے پیدا ہو ہی جاتے ہیں۔کچھ کی دکان صبح سے شام تک چل کے بند ہوجاتی ہے کچھ دو چار مہینے اور گذار لیتے ہیں اسی درمیان کچھ ایسے بھی ہیں جو ہزاروں اپنے پیروکار پیدا کر لیتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے اور کیا کہا جائے ایسے بدنصیبوں کو جو پیدا ہوتے ہیں مسلمان گھرانے میں لیکن آئے دن پیدا ہونے والے فتنوں کا شکار ہو کر اپنا دین وایمان کھو بیٹھتے ہیں۔

سید محمد جونپوری، ملا محمد اٹکی، علی محمد باب، مرزا یحی صبح ازل، بہاء اللہ ایرانی، مرزا غلام احمد قادیانی، صدیق دیندار، گوہر شاہ پاکستانی، وغیرہ جھوٹے مدعیان مہدویت کے پیروکاروں کی ابھی کمی نہیں، یہ سارے گرو گھنٹال دعویٔ مہدویت کے گل کھلا کر دنیا میں ذلیل وخوار ہوئے، وقت نے انکے کذاب ہونے پر واضح مہر لگادی، مگر جب وہ گئے تو اپنے اتباع واذناب چھوڑ گئے۔آج شب وروز کا ہر لمحہ اُن کی جھوٹی دعویٔ مہدویت کا منہ چڑا رہا ہے مگر اُن کے پیروکاروں کا حال یہ ہے کہ اب بھی ان میں سے ہر ایک اپنے

گروکی صداقت اوراپنے ماسوا کے کاذب ہونے کا جھنڈا بلند کرتا رہتا ہے۔خدا معلوم ابھی کون سی کسر رہ گئی تھی کہ ایک صاحب ''محمد شکیل بن حنیف'' نامی دربھنگہ بہار سے دعویٔ مہدویت ومسیحیت کے میدان میں آٹپکے۔کذب وافترا میں یہ صاحب اپنے پہلوں سے کس قدر چھوٹے یا کس قدر بڑے ہیں یہ تو وقت بتائے گا؛لیکن دعاوی میں ان کی بتدریج شاطرانہ چال اورخفیف العقلی بتاتی ہے کہ یہ بھی کچھ گل کھلانے والے ہیں۔ان کے دعاوی، ماقبل کے مدعیان سے بالکل جداگانہ اوراپنے اندرمکروفریب کا نیاانداز رکھتے ہیں۔ظاہرسی بات ہے کہ جب شکل کے کانے اورعقل کے اندھے مرزا قادیانی جیسوں کے پیروکار ہوسکتے ہیں توان کی جھولی میں دوچار بدنصیب پڑجائیں تو کس بات پرحیرت کی جائے۔ہاں حیرت اورافسوس اُن مسلمانوں پرضرور ہے جوترقی کی دوڑ میں شامل ہونے کے لیےاپنی اولادکودینی عقائدوتعلیمات سے جاہل رکھتے ہیں لیکن ایسے فتنوں کا شکار ہونے سے نہیں روک پاتے۔دیکھنے میں یہ آرہاہے کہ ایسے نوجوانوں کا طبقہ دنیاوی تعلیم میں توآسمان پرکمندیں ڈالنے والا ہوتاہے لیکن دینی مزاج وتعلیم سے بیگانگی کے سبب پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بڑی آسانی سے کہیں مرزا قادیانی کااورکہیں شکیل بن حنیف کا پیروکار بن کرجہنم کا ایندھن بن رہاہے۔

فتنوں کی نسبت شریعت اسلامیہ کا اصول

ناظرین کرام اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ ایک طرف فتنہ پرور یہودیوں کے''تازہ ایڈیشن'' کہیے یا یہ کہہ لیجئے کہ ایمان کے غارت گروں کی تحریریں ایسی ہیں کہ جن کا جواب تو دور یہ تحریریں بذات خودان کے مخبوط الحواس ہونے کی بہترین شاہد ہیں۔عقل یہ کہتی ہے کہ ان کا جواب خاموشی میں ہی مضمر ہے اس لیے کہ تحریروں کوپڑھ کرنہیں سمجھ میں آتا کہ دنیا کا کوئی پڑھا لکھا یا جاہل سے جاہل مسلمان ان کے قریب ہوگا۔دوسری

طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی تحریروں کے مطابق ۱۹۹۱ء سے یعنی آج بیس بائیس سال سے زائد کا عرصہ گذرنے کو ہے جس میں یہ فتنے زیرزمین اپنے ہاتھ پاؤں پھیلانے میں مصروف ہیں۔حنیف پنجابی (ممبئی) اگرچہ اپنے دعوؤں سے دست بردار نہیں، اب تھک ہار کر اپنے بزنس میں مشغول ہے البتہ شکیل بن حنیف کے پیچھے پوری رازداری کے ساتھ ایسی نادیدہ قوتیں کام کررہی ہیں کہ جگہ جگہ سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ پہلے تبلیغی جماعت سے وابستہ وہ مسلمان اس کا شکار ہوئے جن پر تبلیغی جماعت سے اپنی وابستگی کے دوران ہی اس نے منصوبہ بندی کے تحت محنت کررکھی تھی۔لیکن اب یونیورسٹی اور کالج کے مسلمان لڑکے زیادہ تر اس کا شکار ہوتے چلے جارہے ہیں۔آخر کالج کے لڑکوں کو جاہل محض تونہیں مانا جاسکتا! اس حقیقت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اب زیادہ دنوں تک اسے نظرانداز کرنا خلاف مصلحت ہوگا۔

ادھر یہ بھی مصدقہ اطلاعات ہیں کہ یہ جدید مہدی اپنے گھروندے سے باہر نکلتا ہی نہیں کہ اس کو اسکی فہم وفراست کا آئینہ دکھایا جائے۔اس کا پہلا اصول یہ ہے کہ اس کے ہاتھ پر بکنے والا شخص کسی بھی عالم دین سے رابطہ نہیں رکھے گا، نہ کسی عالم سے بات کرے گا۔اس نے اس راز کو پہلے سے بھانپ لیا ہے کہ باہر نکلنے کے بعد اس کی حقیقت وحیثیت ہر خاص وعام پر واضح ہوجائے گی۔چنانچہ اپنے لیے اس نے یہی حکمت تجویز کررکھی ہے کہ کسی زبان وتحریر پر علماء اسلام کے آہنی پنجوں سے بچنے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ زیرزمین رہ کر اپنی دکان چلائے جاؤ۔

ان حالات میں اس فتنے کو اپنی موت مرنے کا انتظار اس لیے نہیں کیا جاسکتا کہ اگر بعجلت ممکنہ اس کے جمگھٹے کو نہ توڑا گیا تو قادیانیت کی طرح یہ بھی آنے والے دنوں میں مسلمانوں کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنے گا۔تحقیق سے یہ معلوم ہورہا ہے کہ خود اس

فتنے میں کوئی دم خم نہیں صرف مسلمانوں کی خاموشی سے اس کو فائدہ پہنچ رہا ہے جیسا کہ قادیانیت یا اور دیگر فتنوں کے بارے میں بھی دیکھا جاچکا ہے۔ جو طبقہ، مسئلہ ظہور مہدی، نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، اور خروج دجال وغیرہ سے واقف نہیں وہی لوگ اس فتنے کا شکار ہورہے ہیں۔شکیل کے پیروکار بھی علماء سے ملنے یا گفتگو کرنے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوتے۔وہ سمجھ رہے ہیں کہ خاموشی سے جو فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے وہ منظر عام پر آ کر نہیں اٹھا سکتے۔

علاوہ ازیں شریعت کا اصول و مزاج بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کے ساتھ آگ کی چنگاری جیسا معاملہ کیا جائے کہ پورے معاشرے کو خاکستر کر دینے میں معمولی سی چنگاری بھی اپنے اندر وہی قوت رکھتی ہے جو بڑی سے بڑی آگ میں ہے جب شرعی مزاج یہ ہے تو فتنوں کو چھوٹے بڑے سے موازنہ کرنا یا ان کے خلاف کوئی منصوبہ بندی نہ کرنا بذات خود دانشمندی کے خلاف ہے۔احادیث شریفہ میں بارہا فتنوں سے خدا کی پناہ مانگنے کی تاکید کر کے امت کو یہی پیغام دیا گیا ہے۔اب جب کہ شکیل بن حنیف کا فتنہ ہونا اور اس کی فتنہ پردازی واضح ہوگئی تو اس کے تعاقب وتردید میں لیت ولعل کرنے کی یا خاموش بیٹھنے کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔

نادیدہ قوتوں کی کرشماتی دنیا

آج کل جگہ جگہ یہ پڑھنے کو ملے گا کہ اسلام دشمن تنظیموں کی ماورائی طاقتوں اور نادیدہ قوتوں کا شکار ہو کر بہت سے لوگ مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کر بیٹھتے ہیں لیکن یہ ماورائی قوتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔سیاسی اور سماجی اداروں میں بھی یہ قوتیں کرشماتی انداز میں اپنا کام کرتی رہتی ہیں اور لوگ سمجھ نہیں پاتے کہ یہ کیا ہو گیا اور کیسے ہو گیا! لیکن جو کچھ ہو رہا ہوتا ہے دنیا اسے انگشت بدنداں ہو کر دیکھتی رہتی ہے۔

حنیف، یا شکیل بن حنیف یا دیگر دور حاضر کے سودائیوں کے حالات کو دیکھا جائے تو پورے اعتماد و وثوق کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان جیسوں کو تخریبی قوتوں کے ذریعہ اپنا شکار بنایا جاتا ہے اور شکار ہونے والا یہ سمجھتا ہے کہ اُسے خدائی احکامات مل رہے ہیں، فرشتے اُس سے باتیں کر رہے ہیں، ذمہ داریاں سونپی جارہی ہیں گویا کہ کسی نادیدہ مخلوق سے وہ اپنا گہرا رشتہ سمجھتا ہے لیکن وہ کبھی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کسی ایسی قوت کا شکار اور آلۂ کار بن چکا ہے جس کو اس میدان میں بڑی مہارت حاصل ہے۔ اسی لیے حقیقت کی دنیا میں وہ ذلیل ہوگا، رسوا ہوگا، لاجواب ہوگا، سب کچھ ہوگا مگر اپنے دعاوی سے دست بردار کبھی نہ ہوگا۔ اور یہی تو وجہ ہے کہ ہمہ وقت فتنوں سے خدا کی پناہ مانگنے کی تاکید احادیث مبارکہ میں آئی ہے!

شکیل بن حنیف کا اعتراف

چنانچہ اس تناظر میں شکیل بن حنیف کا ایک اعتراف بھی پڑھتے چلئے جو بہت حد تک اس عقدہ کو واضح کرتا ہے۔ کسی نے اس کے حالات زندگی کو معلوم کیا تو اپنے مخصوص لب و لہجے میں جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

> اعتراض۔ اللہ نے مجھے اس کام کی ذمہ داری کس طرح سونپی؟۔
>
> جواب۔......اب بتاؤ کہ اگر میں اس بہتان باز کو کوئی ایسی بات کہوں جس کا گواہ میرے اور اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو یہ کیسے یقین کریگا کہ میں نے صحیح کہا یا غلط؟ ویسے بھی میری زندگی کے صرف چند مواقع ہی ایسے ہیں جو کہ اللہ کی مصلحت سے راز میں ہیں اور میں کسی کو نہیں بتاتا۔ (سنبھلی کے اعتراض کا جواب ص ۳۹)

''اللہ نے کس طرح سونپی'' کا جواب تو پھر بھی نہ بنا، سوال اپنی جگہ اب بھی قائم ہے۔ ہاں اس بے تکے جواب سے یہ مسئلہ ضرور حل ہوگیا کہ اس کا صحیح جواب اسکے پاس نہیں ہے۔ پراسرار زندگی رکھنے والا اسلام دشمن تنظیموں کا ہر آلۂ کار اسی قسم کی باتیں بناتا

ہے۔انبیاء کی زندگی کو اس موقع سے سامنے لانا تو ان کی توہین کے مترادف ہوگا، اللہ کے سادہ سچے عام بندوں کی زندگی کو دیکھئے کہ کس طرح آئینہ کے مثل صاف ستھری ہوتی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ ''زندگی کے چند مواقع راز میں ہیں اور میں کسی کو نہیں بتاتا''۔ مخفی راز اور مسلمانوں کے لیے رہبر و مہدی بننے کا دعویٰ؟ استغفر اللہ۔ سچ ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اسلام دشمن طاقتوں نے اپنی کرشماتی سازشوں میں ترقی اب یہاں تک کر لی ہے کہ مذہبی دعاوی لے کر مذہب پسند لوگوں میں کھڑا ہونے کے لیے پہلے سے کسی کا مذہبی رنگ و روپ میں ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ اس خدمت کے لیے وہ جس کو چاہتے ہیں میدان میں اتار کر تجربہ کر لیتے ہیں۔آوارہ، عیاش، بدمعاش، نوعمر، بوڑھا، الغرض کسی عمر کا ہو کسی طرح کا ہو معاشرے میں اس کا وقار تو دور کی بات ہے سفلہ اور کمینہ صفت لوگوں سے بھی گیا گذرا ہو لباس وضع قطع سب کچھ انگریزی ہو دینی تعلم دینی ماحول و معاشرہ سے کوسوں دور ہو خاندان میں بھی دور دور تک کوئی مذہب سے وابستہ نہ ہو، ایسے لوگ بھی دھڑلّے سے مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ کچھ نہ کچھ احمق مسلمان ان کے دام فریب کا شکار ہو ہی جاتے ہیں اور بیشتر شکار ہونے والے دنیاوی تعلیم کی اعلی سے اعلی ڈگری بھی رکھتے ہیں ۔خود شکیل بن حنیف کی صورت دیکھئے ۔ننگی عورتوں کے درمیان ایک الکٹرانک مہدی کی شکل دیکھئے ہجڑوں جیسے لمبے لمبے بال، نسوانی شکل، لیکن ان کے دام فریب میں آنے والے ایک سے ایک دانشور، انجینئر، ڈاکٹر، ماسٹر وغیرہ ملیں گے۔اور ان کی تقریریں اور تحریریں بھی پڑھیے، الامان والحفیظ؛ لگتا یہ ہے کہ بس مسلمان یہی ہیں اور پوری دنیا سے مسلمانیت ختم ہو چکی ہے۔ **اللھم احفظنا منھم۔**

اور حد ہوگئی کہ صرف مسلمانوں اور شیعوں کی بھی تخصیص نہیں رہی اب تو عیسائیوں اور انگریزوں میں بھی، عیسیٰ اور امام مہدی بننے لگے ہیں۔ اپنے اس فن کا تجربہ عیار دانشوروں نے صنف نازک عورتوں پر کیا تو اُن میں بھی ایک لمبی تعداد مل رہی ہے، فاحشہ بدکار عورتیں بھی اب اس میدان میں مقدر آزمانے لگی ہیں اور مہدویت کا دعویٰ کررہی ہیں؛ محسوس تو یہ ہورہا ہے کہ ان کے تجربہ کا دائرہ شاید انسانوں سے آگے بڑھ کر اب جانوروں پر بھی ہونے لگے اور جانور بھی مہدویت کا دعویٰ کرنے لگیں یا کسی کے حق میں بول اٹھیں گے کہ فلاں مہدی ہے، فلاں مسیح ہے۔ پھر شکیل کے ماننے والے کہاں جائیں گے وہ غور کریں؟۔

بایں ہمہ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اسلام دشمن طاقتوں کی حد درجہ فتنہ پردازی سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے ایمان ویقین میں اضافہ بھی ہوتا جارہا ہے کہ یہی وہ سبب تھا جس کے پیش نظر رسول اللہ علیہ وسلم نے بار بار دجال کے شر سے پناہ مانگی ہے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگتے رہنے کی تلقین وتعلیم فرمائی ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا جس کا اکثر حصہ حدیث دجال پر مشتمل تھا آپ نے ہمیں اس سے خبردار کیا اور فرمایا کہ جب سے اللہ نے ذریت آدم کو پیدا کیا دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں ہوا۔ اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت ہو اس لیے وہ لامحالہ تمھارے ہی اندر نکلے گا۔ اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابلہ کرنے والا میں ہوں اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر مسلمان اپنا دفاع خود کرے گا اور اللہ ہر مسلمان کا محافظ ونگہبان ہوگا۔

(سنن ابن ماجه باب فتنة الدجال ص ۲۹۷)

عہد قدیم کی شہادت

پہلے زمانے میں جب آج کل جیسے جدید آلات اور حالات نہیں تھے تو اُس وقت اطباء اور علماء نے یہ تجویز کیا تھا کہ انسان میں تین قسم کے مادّے ہوتے ہیں سودا، صفرا، بلغم، اس قسم کے دعاوی کی بنیاد عموماً انسان میں سوداء کی افزائش سے ہوتی ہے اور کبھی کبھی جنون بھی اس کا سبب ہوتا ہے۔ یعنی انسان میں جب کبھی ذہنی توازن خراب ہوکر جنون کا غلبہ ہوجاتا ہے اسی طرح صفراء اور بلغم کے مادّے پر صفراء کا غلبہ ہوجاتا ہے تو مریض صاحب علم ہونے کی صورت میں، مہدی، مسیح، نبوت بلکہ خدائی تک کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے۔ دور حاضر میں یہودی فتنہ پروروں کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے جدید آلات کے ذریعہ انسان کے حالات میں تبدیلی کی کوشش کی ہے اور وہ اپنے اس تجربہ میں کامیاب ہیں جیسا کہ واقعات اس کی گواہی دیتے ہیں۔ پہلے یہ مرض خود بخود پیدا ہوجاتا تھا اور اب پیدا کردیا جاتا ہے۔ پہلے حالات سے یہ امراض پیدا ہوتے تھے اور اب آلات سے پیدا کیے جارہے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف: سیکون فی امتی کذابو ن ثلاثون ،کلھم یزعم انه نبی و اناخاتم النبیین لا نبی بعدی کی شرح میں لکھا ہے:

اِنّمَا المُرادُ مَن کانتْ لَه شوکةٌ .لانّه لایُحْصَون لکثرتِھِم لِکونِ غالبِھِم یَنْشأ لَھُم مِن جنون و سَوْداء .

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۱۴ ص ۳۴۳)

کہ حدیث شریف میں مذکور تیس کے عدد سے مراد صرف وہ بڑے بڑے جھوٹے ہیں جن کے ماننے والے زیادہ ہیں ورنہ سارے جھوٹوں کا شمار تو مشکل ہے۔ اس لیے کہ یہ مرض ایسے لوگوں کو پیدا ہوتا ہے جن میں جنون اور سودائیت کا غلبہ پایا جاتا ہو۔

علوم شرعیہ کے ماہر نباض ابن حجرؒ کی تجویز و تشخیص سے قدیم زمانہ کے جھوٹے مدعیوں کے دعاوی کا بنیادی سبب واضح طور پر طے ہوگیا اور یہی سبب عہد قدیم کے اطباء اور حکماء بھی تجویز کرتے ہیں چنانچہ علم طب کی دنیا میں ایک مشہور طبیب حکیم برہان الدین نفیس کی کتاب ''شرح الاسباب والعلامات'' کا ترجمہ حکیم محمد اعظم نے ''اکسیر اعظم'' کے نام سے کیا ہے اس کے باب ''امراض رأس'' میں جنون اور مالیخولیا کی تشخیص کرتے ہوئے اس کے علامات میں لکھتے ہیں:

''مریض کے اکثر اوہام اسکام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول ہوتا ہے مثلا...... مریض صاحب علم ہوتو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کردیتا ہے، خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اسکی تبلیغ کرتا ہے۔

(ترجمہ اکسیر اعظم مصنفہ حکیم محمد اعظم صاحب ص ۱۸۸ ج ۱)

اس سے اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے تو بجا معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دانشوروں نے عہد قدیم کے علما، حکما، اطباء کی اس تجویز و تشخیص سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور انھیں یہیں سے راستہ ملا ہے کہ اسلام میں تفرقہ اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے اس مرض کے شکار افراد سے کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور دور حاضر میں جدید آلات کے تعاون سے کس طرح اس کے مریض پیدا کیے جاسکتے ہیں۔ یہ شبہ اُس وقت یقین میں تبدیل ہوجاتا ہے جب حالات حاضرہ کے جھوٹے مدعیان مہدویت و مسیحیت کے حالات زندگی کا جائزہ لیا جائے اور ان کی شخصی وذاتی زندگی کا مشاہدہ کیا جائے۔

آپ شکیل بن حنیف اور اس جیسے دعویداروں کے حالات پر غور کریں کہ خود اس کی اپنی تحریروں سے اور بیانات سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک نوجوان ابھی عصری اور انگریزی تعلیم میں مشغول ہے، گھر کا حال یہ ہے کہ نہ ماں باپ دیندار نہ ماحول ومعاشرہ دیندار، یعنی مذہب سے پوری طرح بیگانگی نظر آتی ہے، دنیاوی ترقی کی

دوڑ میں اس قدر محو ہے کہ بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا ہے،اسکی زندگی کا شعور سرکاری اسکول، کالج اور لاجوں میں بیدار ہوتا ہے جو تقریباً سب ہی بد دینی کے مراکز ہیں الا ماشاءاللہ، دعوی سے قبل جو زندگی ہے وہ ہر سمت سے خدا بیزاری کے ماحول میں گذرتی ہے، مذہبی تعلیم اور عربی زبان سے اس کی کچھ واقفیت نہیں اور یکا یک، مذہب کا اتنا بڑا ٹھیکیدار بن بیٹھتا ہے کہ دعویٰ کرتا ہے ''مجھے خدا کی جانب سے ذمہ داری سونپی گئی ہے'' بڑے بڑے علماء صلحاء کو چیلنج دیتا پھر رہا ہے اور سامنے آنے کی کبھی جرأت و ہمت بھی نہیں۔قرآن وحدیث میں قینچی کی طرح زبان چلاتا ہے اور الہام کا نام لے کر احادیث وقرآن کے معانی ومفاہیم میں زندیقوں جیسی تاویلات کرتا ہے۔زیرزمین رہ کر اپنی تحریک چلاتا ہے اور دین کے نام پر اچھے خاصے نوجوانوں کا شکار کر لیتا ہے۔اسلام دشمن عناصر سے اس کو بھرپور پشت پناہی مل رہی ہے۔ناظرین کرام! کیا یہ حالات اس کے ''ماورائی طاقتوں'' کے ہاتھوں شکار ہونے کی بڑی دلیل نہیں ہیں؟۔کیا اب بھی کسی مسلمان کو ان جھوٹے دعویداروں کی نسبت اسلام دشمن طاقتوں کے آلۂ کار ہونے میں شک وشبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے؟۔اے کاش کہ مسلمان اپنے ایمان کی قدر و قیمت کو سمجھتا!

صوفیاء اور اہل کشف کی شہادت

اہل کشف صوفیوں نے بھی اس قسم کے مریضوں کی تشخیص کی ہے۔چنانچہ مشہور اہل کشف صوفی، عارف ربانی، علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کے مریضوں کی تشخیص کرتے ہوئے شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

'' قال الشیخُ فی البابِ الحادی و العِشْرین مِن الفُتُوحات ، مَن قال اِن اللّٰہ تعالیٰ أمرَہٗ بشیٔ فَلَیس ذالِك صحِیحٌ اِنّما ذالك تَلْبِیس لانّ الامْرَ مِن قِسْمِ الکلامِ و صفتِہٖ وَذالك بابٌ مسدودٌ دُونَ النّاسِ ...... و اِن

كـان صـادِقـاً فِـيـمـا قـالَ اِنّـه سَـمعهٗ فَليس ذلك عَن الله و اِنّما هُو عنْ اِبْـلِيس فَظنّ أنّه عَن اللهِ لانّ اِبْليس قدْ أعطاه الله تعالىٰ أنْ يُصوِّرَ عَرشاً وَ كُرسياً وَ سماءً و يُخاطِبُ الناسَ مِنْه (الیواقیت والجواہر جلد۲ص ۳۸ مبحث ۳۵)

ترجمہ: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات مکیہ کے باب ۲۱ میں فرمایا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فلاں شئ کا امر کیا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں یہ محض دھوکہ ہے۔ اس لیے کہ امر (یعنی کسی بات کا حکم دینا) کلام کی قسم اور اس کی صفت ہے اور لوگوں پر اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔......اور وہ اپنے قول میں سچا ہی ہے کہ اس نے امر الٰہی کو سنا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں بلکہ شیطان کی جانب سے ہے کہ اس نے شیطانی امر کو اللہ تعالیٰ کا کلام سمجھا۔ کیوں کہ شیطان عرش و کرسی اور آسمان متخیل کرا سکتا ہے اور پھر وہاں سے لوگوں سے بات چیت کر سکتا ہے۔

علامہ ابوالمواہب عبدالوہاب ابن احمد ابن علی شعرانی مصریؒ (۸۹۸ھ۔۹۷۳) دسویں صدی ہجری کے اُن اہل علم فقہاء، محدثین وصوفیاء میں سے ہیں جن پر مجموعی طور پر امت کو اعتماد ہے۔ انھوں نے ایسے مریضوں کی جو تشخیص کی ہے وہ سابقہ بزرگوں سے کچھ مختلف نہیں، عبارت اور تعبیر اگر چہ مختلف ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے سب ایک ہی ہیں کہ جھوٹے مدعیانِ الہام جس چیز کو الہام باور کرا کے امت کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں اس کا تعلق خدا سے نہیں بلکہ شیاطین سے ہے؛ الہام کے نام سے مسلمانوں کو دھوکہ میں نہیں آنا چاہئے۔ اس لیے کہ ایسا الہام کہ جس میں کچھ کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا جائے اب اسکا دروازہ بند ہو چکا ہے اور اس کا دعویٰ کرنے والا شیطان کا شکار ہے۔

گویا مدعیان مہدویت و مسیحیت کی تہوں میں جہاں اسلام دشمن تنظیموں اور طاقتوں کی پیوندکاری یا اور کسی طرح کی کلاکاری سے انکار نہیں کیا جاسکتا یا مدعیان میں دماغی امراض وخلل سے انکار نہیں کیا جاسکتا وہیں اس سبب سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا

کہ وہ مدعی براہ راست شیطان کے ہی زیرِ اثر ہوکر دعویٰ کررہا ہو۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ قوت دے رکھی ہے کہ وہ عرش وکرسی اور آسمان وغیرہ کی شکل وصورت بنا کر اپنے شکار کو مخاطب کرے اور یوں اُسے دکھلاوے جیسے کہ خدا تعالیٰ اُس سے باتیں کررہا ہو۔لیکن شیطان کو یہ قوت دے کر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ جو مخلص ایمان والے بندے ہیں ان پر شیطان کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔قرآن مجید میں ہے'' اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَان ٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِیْنَ ''(حجر۴۲)اللہ کے مخلص بندے جانتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین وایمان مکمل طور پر پہنچا دیا ہے اور ہر ہر بات واضح طور پر بتادی ہے، اب راستے میں شیطان آتا ہے تو اس کے بہکاوے میں یہ مخلص مسلمان کبھی نہیں آسکتے۔

علامہ شعرانیؒ نے جو دلیل پیش کی ہے وہ بڑی زبردست دلیل ہے جس سے ہر جھوٹے مکار کی پول خود بخود کھل کر سامنے آجاتی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی شخص اپنے الہام کے حوالے سے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فلاں بات کا امر کیا ہے یعنی حکم دیا ہے یا یُوں کہتا ہے کہ فلاں ذمہ داری اسے خدا کی جانب سے سونپی گئی ہے تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ خدا سے کلام کررہا ہے جبکہ یہ امر اور حکم خدا کے کلام کی قسم اور صفت ہے اور یہ دروازہ تو ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے بند کردیا ہے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال وحرام،فرض،واجب،مکروہ ومباح وغیرہ سب کچھ دے کر احکامات کا دروازہ بند کردیا ہے۔اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نزول کے بعد شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے اُن پر کوئی فرشتہ امرونہی لے کر نازل نہیں ہوگا جبکہ اُن کے پاس آسمان پر جانے سے پہلے جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آتے رہے لیکن اب وہ بھی اُن پر نازل نہ ہوں گے۔تو پھر درمیان میں یہ خدا سے ہمکلامی کا

دعویٰ کرنے والا کہاں سے ٹپک پڑا۔ کیا اس کا یہ دعویٰ خود اس کے مکار ہونے کی دلیل نہیں؟ یہیں سے معلوم ہوا کہ اس سے شیاطین ہمکلام ہو رہے ہیں اور وہ فریب خوردہ شخص خدا سے ہم کلام ہونا سمجھ رہا ہے۔

محدثین، فقہاء، حکماء اطباء اور اہل کشف بزرگوں کی تشخیصات (Diagnosis) میں سے تین حوالے ہم نے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کیے ہیں۔ ان کی روشنی میں امید ہے کہ دور حاضر کے جھوٹے مدعیان مہدویت و مسیحیت کی کرشماتی دنیا روز روشن کی طرح کھل کر سامنے آجائے گی۔ حالات و واقعات کا تقابل ناظرین کتاب خود کر سکتے ہیں اس لیے ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

اسلام میں عقیدۂ مہدی و نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت

یہ حقیقت ہے کہ ظہور مہدی کا اسلامی عقیدہ صحیح احادیث کی روشنی میں قطعی اور یقینی ہے اور جن احادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے ان کا درجہ تواتر معنوی کا ہے۔ اور اسلام میں ظہور مہدی کا جو عقیدہ ہے وہ شیعی یا بہائی نظریات و خیالات سے بالکل مختلف ہے۔ اسلامی عقائد کے مطابق، مذہب اسلام کا کوئی جزء خواہ عقیدہ سے متعلق ہو یا عمل سے حضرت مہدی پر موقوف نہیں اور نہ ہی مہدی کے انتظار کی گھڑی گننے کی بات ہے۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کا ظہور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا اور ان کا ظہور علامات قیامت میں سے ایک اہم علامت ہے نیز حضرت مہدی آئندہ پیدا ہوں گے اور اپنے وقت پر اسلامی تعلیمات و ہدایات کی طرف خلق خدا کی رہنمائی کے لیے ظہور فرمائیں گے اور ان کے ظہور کی ہر نشانی یقینی اور غیر مشتبہ ہے اور یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے اس لیے اس میں کسی کو بھٹکنے و بھولنے کی ذرا بھی گنجائش نہیں ہے۔

یہ کوئی ایسا پوسٹ یا منصب نہیں ہے جو خالی پڑا ہوا ہو کہ جس کا جی چاہے آ کر اس پر بیٹھ جائے اور امت مسلمہ کو گمراہ کرتا پھرے۔ بلکہ یہ ایک یقینی خبر ہے جو مخصوص ہے حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کے لیے ان کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ اور لقب ''مہدی'' ہوگا وہ اپنی مہدویت کا دعویٰ یا اعلان نہیں کرتے پھریں گے اور نہ ہی مذہب اسلام میں مہدویت کوئی ایسا منصب ہے کہ اس کے لیے دعویٰ، اعلان، گروپ بندی و جماعت بندی وغیرہ کی ضرورت ہو بلکہ اُن کے ظہور کے وقت حالات ایسے ہوں گے کہ بغیر کسی اختلاف کے لوگ خود بخود ان کو ''مہدی'' یعنی ضلالت کے دور میں ہدایت یافتہ مان لیں گے۔ مہدی سے متعلق جو احادیث صحیحہ ہیں ان کو محدثین امت نے جمع کر کے اس کے مفہوم و معنی کو واضح سے واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ اگر کسی کو اپنی کم علمی کی وجہ سے کہیں تضاد یا ٹکراؤ محسوس ہوتا ہے تو اس کے تطبیق کی صورت بھی واضح کر دی ہے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں قطعی النص، قطعی الدلالۃ، قطعی الثبوت اور بالکل واضح مسئلہ ہے ان کے ظہور نہیں بلکہ آسمان سے نزول کا عقیدہ اسلام کے قطعی اور ضروری عقائد میں سے ہے اور یہ محض کوئی پیش گوئی نہیں کہ کسی کو شک و شبہ کی یا تاویل کی گنجائش ہو بلکہ قطعی و یقینی خبر ہے جو عیسیٰ ابن مریم ہی سے متعلق ہے نہ کہ کسی دوسرے شخص سے۔ حضرت عیسیٰؑ خود بھی مذہب اسلام پر عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی مذہب اسلام ہی کی دعوت دیں گے۔ وہ نبی ہوں گے لیکن ان کا نزول بحیثیت نبی کے نہیں بلکہ بحیثیت امتی کے ہوگا۔ ان کے نزول کی علامات اور انکے کارنامے وغیرہ سب تفصیل کے ساتھ اور بالکل واضح طور پر احادیث میں مذکور ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان سے نزول کے بعد خود کو منوانے کے لیے نہ

دعویٰ کریں گے اور نہ انھیں کوئی مخصوص جماعت بنانے کی ضرورت ہوگی بلکہ حالات ایسے ہوں گے کہ لوگ خود بخود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تسلیم کریں گے۔

یہ دونوں حضرات اپنی آمد کے بعد نہ اسلام میں کوئی کمی کریں گے اور نہ کچھ اضافہ کریں گے۔ان دونوں حضرات پر ایمان لانا بھی اسلام کے حکم کی وجہ سے ہے نہ کہ ان کی اپنی شخصیت یا ذات کی وجہ سے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ''مصنفہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔اس مسئلے میں جن لوگوں نے غلو اختیار کیا یا جو لوگ باطل فرقوں کا شکار ہو کر اعتدال کے راستے سے ہٹ گئے جیسے کہ بابی ازلی، بہائی، مہدوی، قادیانی مرزائی، لاہوری مرزائی، یا دور حاضر کا ایک جدید فتنہ شکیل بن حنیف وغیرہ کے پیروکار؛ ان کا اسلامی عقائد سے کوئی تعلق نہیں۔اسلامی تعلیمات و ہدایات اس باب میں بالکل واضح اور روشن ہیں۔

باب اوّل

فتنوں کا تازہ ایڈیشن شکیل بن حنیف

ہندستان کے جھوٹے مدعیان مہدویت کے درمیان شکیل بن حنیف کا تازہ ایڈیشن ’’نیا جال لایا پرانہ شکاری‘‘ کا مصداق ہے۔تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی دانشوروں نے ۱۸۴۰ء سے ۱۸۸۰ء کے درمیان چالیس سال کی مختصر سی مدت میں یکے بعد دیگرے علی محمد باب، مرزا یحی صبح ازل، اور بہاء اللہ ایرانی کو دعویٔ مہدویت کے لیے کھڑا کیا لیکن توقع کے مطابق انھیں کامیابی تو کیا ملتی؛ عثمانی خلافت میں یہودی لابی کے یہ گماشتے یا تو ہلاک کر دیئے گئے یا پھر قید کر کے جیل کی سلاخوں میں اس طرح سڑا دیئے گئے کہ ان جھوٹے دعویداروں کی دعویٔ مہدویت دم توڑ تی ہوئی عالم آشکارہ ہوگئی۔ بالآخر عثمانی خلافت کے زیرنگیں علاقوں سے تھک ہار کر ۱۸۸۰ء سے ہندستان میں مرزا قادیانی کو کھڑا کیا گیا لیکن ایک سو سال سے زائد کی لمبی مدت گذرنے کے بعد بھی انھیں خاطر خواہ کامیابی نظر نہیں آرہی ہے، علماء اسلام کے تعاقب نے قادیانیوں کا اس طرح ناطقہ بند کر رکھا ہے کہ اسرائیل اور امریکہ کی ہزار سرپرستی کے باوجود پوری دنیا میں جگہ جگہ قادیانیوں کو ہزیمت و ذلت کا سامنا ہے۔آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ مٹھی بھر علماء کی مخلصانہ محنتوں کے نتیجہ میں قادیانی اور عزت ، دونوں ایک ساتھ کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ دنیا کی ہر باطل طاقت اور اسلام مخالف قومیں اور قوتیں قادیانیوں کی پذیرائی میں لگی ہوئی ہیں، تمام تر فتنہ سامانی کے ساتھ یوروپین اقوام کے دانش کدوں اور پارلیمانی ہاؤسوں میں قادیانیوں کے لیکچرز ہورہے ہیں مگر ذلت و

رسوائی قادیانیوں کا مقدر بن چکی ہے؛ وہ جہاں جاتے ہیں ذلیل ہی رہتے ہیں۔
تاہم اسلام دشمن دانشوروں نے یہ فائدہ ضرور محسوس کرلیا ہے کہ دعویٰ مہدویت کا ہتھیار جمہوری ممالک میں مسلمانوں کے درمیان انتشار و افتراق پیدا کرنے کا کامیاب ترین حربہ ہے اس لیے اب مختلف علاقوں میں جزوی اور معمولی تبدیلیوں کے ساتھ بیک وقت کئی کئی دعویداران مہدویت کھڑا کیے جانے لگے ہیں انہی میں سے فتنوں کا ایک تازہ اڈیشن ''شکیل بن حنیف'' کا فتنہ بھی ہے۔

سچے مہدی کو پرکھنے کا معیار

(ا)......کسی شخص کا صحیح اور منصفانہ تعارف خود اس کے مستقبل کا آئینہ ہوتا ہے جس کی روشنی میں اس کے حال و مقال کو بڑی آسانی سے پرکھا جاسکتا ہے اور یہ معیار ہم کو قرآن کریم نے دیا ہے۔ نبی برحق محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی قوم کے سامنے دین کی دعوت پیش کی تو سب سے پہلے اپنی چالیس سالہ بے داغ زندگی کو پیش فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: **فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُراً مِنْ قَبْلِهٖ اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ** . (سورہ یونس ۱۶)

ترجمہ: کیوں کہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے۔
اس کے جواب میں قریش مکہ نے بیک زبان ہوکر کہا جس کو بخاری شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔**مَا جرَّبنا عَليك اِلَّا صِدْقاً** ۔ہم نے بار بار کے تجربے میں آپ کو سچا پایا (بخاری جلد۲ص۷۰۲) مفسرین علیہم الرحمۃ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ آیت حق و باطل کی پہچان اور کھرے کھوٹے میں تمیز پیدا کرنے کے لیے بہترین اصول ہے۔
خالق کائنات نے انسان کی گذری ہوئی زندگی کو ہر عام وخاص کے لیے ایک ایسا

معیار بنایا ہے کہ جس سے روحانی دعوت کے مدعیوں کی حقیقت بڑی آسانی سے کھل کر سامنے آجاتی ہے خواہ وہ مدعی نبوت ورسالت ہو یا مدعی مہدویت ومسیحیت ہو۔کوئی کتنا ہی بلند و بانگ دعوی کرے؛اس کی ماضی کی زندگی بتا دیتی ہے کہ مدعی اس قابل بھی ہے یانہیں کہ اس کوایک سچا شریف انسان کہا جائے اس کے دعوؤں پر دھیان دینا اوراسکے متعلق بحث ومباحثہ کرتے پھرنا تو بہت بعد کی بات ہے۔ایسا ممکن نہیں کہ ایک شخص کی زندگی خدا کی نافرمانی اورخلاف شرع امور میں گذری ہواور وہ دم کے دم میں حضرت مہدی کے منصب پر براجمان ہو جائے۔اگرایسا ہونے لگےتو دین اسلام بچوں کا کھلونا بن جائے گا۔ سچے، جھوٹے کی تمیز ہی اٹھ جائے گی اور ہندستان یا ایران کے جیلوں میں بند سارے مہدی بیک وقت سچے قرار پائیں گے۔

(۲)......علاوہ ازیں صحیح احادیث مبارکہ میں محمد بن عبداللہ المہدی کی نسبت جو اخبارو روایات وارد ہیں اُن کو علماء اہل السنۃ والجماعۃ نے ہرقسم کے رطب ویابس سے الگ کرکے بیان کردیا ہے وہ خود بہت واضح اور قطعی ہیں ایسا ممکن ہی نہیں کہ کوئی ڈھونگی مکار اُن کا صحیح مصداق بن جائے۔حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے اور ظہور کے بعد کے حالات نیز خود ان کے نام ونسب، حلیہ، سیرت واخلاق، شجاعت ودلیری، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں انجام دیئے جانے والے امور ایک ایک کرکے سب تفصیل سے بیان کردیئے گئے ہیں۔کسی جھوٹے کے لیے ممکن ہی نہیں کہ ان تمام علامات پر وہ صادق اتر سکے۔اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اسی پر ایمان رکھیں کیوں کہ یہی عقیدہ برحق ہے جب وقت آئے گا تو حالات بالکل ایسے ہی ہوجائیں گے جیسے کہ احادیث مبارکہ میں درج ہیں۔بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کے ذہن میں مہدی کے لیے بیان کردہ حالات سے موجودہ حالات کی عدم مطابقت کو دیکھ کر سوالات پیدا

ہوتے رہتے ہیں ،انھیں یہ سوچنا چاہئے کہ وہ ابھی سے مہدی کے ظہور کے لیے آخر بیتاب کیوں ہیں؟ کیا آج سے سو سال پہلے ہوائی جہاز پر سفر،موبائل سے باتیں کرنا یا اس طرح کے اور سائنسی ایجادات کواُن سے منوایا جاتا تو یہ لوگ مانتے ؟نہیں اور ہرگز نہیں ۔لیکن اب سب کچھ دنیا مان رہی ہے اس لیے کہ وقت پر سب کچھ آنکھوں سے دیکھا جارہا ہے۔اسی طرح محمد بن عبداللہ المہدی اور حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کے وقت کے حالات کو ابھی سے سمجھنے کی کوشش کرنا اور سمجھ میں نہ آئے تو تاویلات کر کے احادیث کا مفہوم و معنی بگاڑنا سوائے گمراہی کے کچھ بھی نہیں۔جب وقت آئے گا تو دنیا دیکھے گی کہ احادیث مبارکہ کا ہر ہر لفظ اپنے صحیح معنی و مفہوم کے کے مطابق درست قرار پائے گا اور جیسا بیان کیا گیا ہے ویسا ہی انشاء اللہ ظہور میں آئے گا۔اب مجازی اور من گھڑت علامات کا مصداق کسی کو سمجھ کر کوئی گمراہ ہو، نئے نئے معانی پیدا کر کے کوئی اپنا ایمان بیچ بیٹھے تو بھلا اس میں شریعت اسلامیہ کا اور علماء کا کیا قصور ہے؟۔

قیامت کی جو نشانیاں چھوٹی چھوٹی پائی جارہی ہیں اُن کا ہرگز یہ مطلب نہیں لینا چاہئے کہ بس اب مہدی کا ابھی ظہور ضروری ہوگیا۔مسلمانوں کے مزاج میں یہی عجلت پیدا کر کے شکیل بن حنیف جیسے مکار اور ڈھونگی لوگ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں جیسا کہ شیعوں کے درمیان جھوٹے دعویدار فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

بہر حال ایک سچے مسلمان کی رہنمائی کے لیے یہ علامات کافی ہیں اور یہ دونوں معیار اس قدر مستحکم و مضبوط ہیں کہ ان میں قیل وقال کی بھی گنجائش نہیں اور جنھیں بے جا تاویلات اور توہمات میں پڑ کر گمراہی کے گڑھے میں گرنا ہی ہے تو ان کے لیے تو پھر دن بھی رات ہے۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا؟

شکیل بن حنیف

اس وقت شکیل بن حنیف کا جو فتنہ زیر بحث ہے خود شکیل بن حنیف کی جانب سے کوئی مطبوعہ مصدقہ ایسی دستاویز تو سامنے نہیں کہ جس کی روشنی میں اس کے ماضی کو سامنے رکھ کر اس کے حالیہ دعوؤں اور دنوں کا حساب کیا جا سکے۔تاہم انٹرنیٹ سے جو تحریریں دستیاب ہوئی ہیں اسی طرح مختلف مصدقہ ذرائع سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان کی روشنی میں کچھ معروضات پیش ہیں۔اس کی ایک کتاب ''اسلام اور سائنس اور مہدی علیہ السلام'' بھی سامنے ہے جو دہلی میں اس کے ایک پیروکار سے براہ راست راقم سطور نے حاصل کی ہے۔شکیل کی اردو اور ہندی میں بعض ایسی تحریریں بھی ہمیں دستیاب ہوئی ہیں جن پر اس کے ہاتھ کے دستخط ہیں۔

اسکی ایک اور تحریر سامنے ہے جو دار العلوم دیوبند کے فتویٰ مرقومہ ۹ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۲ جنوری ۲۰۱۳ء کے جواب میں ''عمران راشد'' نامی اسکے کسی پیروکار نے ساڑھے نو ماہ کے بعد ۸ نومبر ۲۰۱۳ء میں کمپوٹرائز کرا کے پھیلایا ہے۔اس تحریر کے اخیر میں دستخط کی جگہ لکھا ہے ''فقط والسلام محمد شکیل بن حنیف''۔

واضح رہے کہ ممبئی کے مفتیان کرام نے شکیل کے کفریہ خیالات ونظریات کو تفصیل سے لکھ کر دار العلوم دیوبند سے ۵ صفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۳ء میں استفتاء کیا تھا جس کا جواب حضرت مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے اس پر دیگر مفتیان کرام کی بھی تصدیقات ہیں۔شکیل بن حنیف کی دستی تحریروں کو دیکھ کر لگتا یہ ہے کہ اس کے پیروکاروں نے اس کی تحریروں کو جلدی سے کمپوٹرائز اسی لیے کرادیا ہے تاکہ مہدی وقت کی جہالت پر کچھ تو پردہ پوشی ہو سکے لیکن ایسا ہوتا کہاں؟ تحریر کی ہر سطر پھر بھی گواہی دے رہی ہے کہ یہ کسی ناقص العلم والعقل کی تحریر ہے۔

شکیل کا نام ونسب

اس کا نام محمد شکیل ہے اس کے والد کا نام حنیف ہے۔جگہ جگہ اپنی تحریروں میں دستخط کے موقع پر یہی لکھتا ہے۔ پیدائشی وطن، ضلع دربھنگہ (بہار) میں ''عثمان پوررتن پورہ'' نامی گاؤں ہے۔اس کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش ۱۹۶۸ء کی ہے جیسا کہ ایک موقع پر لکھتا ہے:

''میں تقریباً تئیس سال کی عمر میں ستمبر ۱۹۹۱ء میں دہلی آیا اس سے پہلے اسکول کالج کی پڑھائی کی۔(اعتراضات کے جوابات ص ۱۰)

۱۹۹۱ء میں سے ۲۳ گھٹایا جائے تو اس کی پیدائش ۱۹۶۸ء کی بنتی ہے۔لیکن اس کی یہ وضاحت قابل تحقیق ہے مقامی سرکاری کاغذات سے اس کی تصدیق ضروری ہے۔اسی طرح اس کا سلسلہ نسب کیا ہے اب تک کسی تحریر سے واضح نہیں، ہاں یہ بات یقینی ہے کہ فاطمی النسل سید نہیں ہے۔معلوم یہ ہوتا ہے کہ اپنا سلسلہ نسب لکھتے ہوئے وہ خود بھی گھبراتا ہے۔باوثوق ذرائع سے جب تک اس کے نسب کی تفصیلات معلوم نہ ہوں تو اس پر کیا لکھا جائے؟۔

اسی طرح پیدائش کے بعد سے لے کر تعلیم سے پہلے تک کے اس کے مکمل حالات اندھیرے میں ہیں۔اب تک تفتیش کی کسی کو ضرورت بھی نہیں تھی اور خود شکیل یا اسکے اہل خانہ یا دوست احباب سے بھی قطعی ثبوت کے ساتھ کچھ منقول نہیں کہ اس پر لب کشائی کی جائے۔اسی طرح دوران تعلیم کی بھی اس کی زندگی لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہے کوئی نہیں جانتا کہ اس نے اس دوران کیا کیا گل کھلائے ہیں۔لیکن اب جبکہ اس نے مہدویت کا دعویٰ کر دیا ہے تو ہر شخص کو یہ جاننے کا حق ہے کہ بچپن سے لے کر اس کی اب تک کی زندگی کیسی رہی ہے۔شریعت کے ساتھ عقل کا بھی تقاضا یہی ہے کہ بات

سے پہلے اسکی شخصیت اور ذات دیکھی جائے گی نہ کہ بات پہلے اور شخصیت بعد میں۔
کیوں کہ مفقود الحال افراد کی پوشیدہ زندگی خود اس بات کی بڑی دلیل ہوتی ہے کہ ایسے لوگوں کو مہدی اور مسیح تو کیا معاشرے میں ایک سچا شریف انسان بھی تصور کرنا عقل و دانش کے خلاف ہوتا ہے۔ اس سے قبل نہ معلوم کتنے ایسے عیار و مکار گذرے ہیں جنھوں نے کچھ عرصہ بلکہ کبھی کبھی طویل عرصہ گمشدگی کا گذار کر مہدی اور مسیح وقت ہونے کے مدعی بن بیٹھے۔ لیکن زمانہ نے ان کے کذب وافترا پر مہر لگادی اور وہ ذلیل و خوار ہو کر دنیا سے چلے گئے۔

ناظرین انصاف کی نظر سے غور کریں کہ اگر یہی اصول ٹھہرایا جائے کہ جس کا جی چاہے دس بیس سال ہجرت کی زندگی گذار کر نئے لوگوں میں بھانت بھانت کا دعویٰ کرے اور لوگ اس کی صداقت اور خدائی الہامات کے دعوؤں پر یقین کرنا شروع کر دیں بلکہ اس کی پچھلی زندگی کو یکسر نظر انداز کر کے قرآن وحدیث سے موازنہ کرنے میں مشغول ہو جائیں، شریعت کی روشنی میں پرکھنے کے اصول و معیار پر بحث ہونے لگے، احادیث کے اوراق پلٹے جانے لگیں، کوئی مدعی کو صحاح ستہ کی احادیث کا مصداق منوائے اور دوسرا عدم مصداق کے دلائل شمار کرانے لگے تو پھر تو روزانہ ''غـار سـر مـن رأہ'' سے مقدر آزمانے والے مہدی نکلا کریں گے اور دین کو تماشہ بناتے رہیں گے۔
کیا شکیل کے ماننے والے اس پر غور کریں گے؟ اگر شکیل کی زندگی میں بجا اعتراضات سامنے آئے تو اپنے توبہ کی فکر کریں گے؟ اور کیا امت کے ہر فرد کے لیے یہ حق بھی تسلیم کریں گے کہ کوئی بھی مسلمان پہلے شکیل کی بنیادی زندگی کا ہر لمحہ دیکھے گا اسکے بعد اس کے دعوؤں پر غور کرنے کی بات آئے گی؟۔ دیکھنا ہے کہ انصاف وصداقت کی رٹ لگانے والے اپنے ''مدعی'' کے حق میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

ناقص تعلیم

تعلیمی لیاقت کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ شخص سکول کالج کا پڑھا ہوا ہے لیکن تعلیم مکمل نہ کرسکا اسی دوران یہ فتنے کا شکار ہوگیا۔ گویا تعلیم تو ناقص ہے ہی جو کچھ علم حاصل کرپایا اس میں بھی نقص ہے اس سلسلے میں اس نے جو وضاحت کی ہے وہ حسب ذیل ہے:

''میں ۱۹۹۱ء میں اپنے شہر دربھنگہ کے ایک اسٹوڈنٹ لاج میں رہکر کالج کی پڑھائی کرتا تھا۔ صدام حسین کی الائیڈ فورس سے جنگ کے آخری دن چل رہے تھے کہ ایک شام (عشاء کے کچھ پہلے) اللہ پاک کی طرف سے مجھ پر دین کی اس ذمہ داری کو سونپا گیا۔ پس مجھے اپنی پڑھائی چھوڑ کر اس کام میں لگنا پڑا۔''

(سنبھلی کے اعتراضات کے جوابات ص ۸)

اسی کتابچہ میں ایک اعتراض کے جواب میں ص ۱۰ پر لکھتا ہے:

''میں تقریباً تیئیس سال کی عمر میں ستمبر ۱۹۹۱ء میں دہلی آیا اس سے پہلے اسکول کالج کی پڑھائی کی۔ (اعتراضات کے جوابات ص ۱۰)

''میں نے ۱۹۸۶ء میں بارہویں کلاس کا امتحان پاس کیا تھا۔ اور اسی سال میں دربھنگہ سے پٹنہ چلا گیا تھا۔ وہاں میں دسمبر ۱۹۸۹ء تک رہا اور ۱۹۸۷ء سے ۱۹۸۹ء کے دوران میں اپنی پڑھائی بھی کرتا تھا اور بارہویں کلاس کے کچھ بچوں کو اپنے اسٹوڈینٹ لاج میں ہی رہ کر صرف ایک گھنٹے سائنس کا ٹیوشن پڑھایا کرتا تھا۔ درمیان میں میرے والد صاحب کے کہنے پر کئی مہینوں تک پڑھانا بند بھی کردیا تھا۔ پڑھنے والے بچوں سے میں پیسے بھی بہت کم لیتا تھا اس لیے کہ میرے والد صاحب میری پڑھائی کا خرچ مجھے آکر دے جاتے تھے۔ دراصل پڑھانے کی وجہ عام طور پر خود کو ان سبجیکٹ میں ماہر بنانا چاہتا تھا'' (سنبھلی کی عقل کا علمی محاسبہ ص ۱۰)

ان اقتباسات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی ہے کہ اس کی گمراہی کا بنیادی سبب دینی علوم سے ناواقفیت ہے جس شخص کی زندگی اسٹوڈینٹ لاجوں میں رہ کر گذری ہو وہ دین سے واقفیت تو بڑی بات ہے دینی مزاج و ماحول سے بھی نابلد ہوگا۔ اپنی تحریروں میں جگہ جگہ اس نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اس کے باپ کا مزاج بھی دنیاداری کا تھا گویا گھر میں بھی دین داری نہیں تھی۔ دور حاضر کے کالج اور اسکولوں کی زندگی گذارنے والا نام کا نمازی اور نام کا دین دار کتنا دین دار ہوسکتا ہے یہ سب پر عیاں ہے۔ مزید اس پر شکیل کی گواہی بھی لے لیجئے تا کہ کسی کو بے جا اعتراض کا گمان نہ گزرے؛ وہ خود اپنے باپ کے مزاج و دین کے بارے میں لکھتا ہے:

> ''جب میرے والد صاحب نے میری کیفیت بدلی ہوئی دیکھی ......تو انھوں نے مجھے دنیا کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی اس لیے کہ اس وقت ان کا ذہن بہت زیادہ دنیاوی تھا لیکن وہ اس میں ناکام رہے تو انھوں نے مجھے ستانا شروع کیا''
>
> (اعتراضات کے جوابات ص ۱۳)

دینی تعلیم اور دینی ماحول و مزاج سے سے نابلد شخص یکا یک قرآن وحدیث کی گتھیاں سلجھانے کی بات کرے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں؛ اس لیے کہ اسی کا نام ہے ''کسی ماورائی طاقت کا شکار ہونا'' اسی کا نام ہے ''خفیہ نادیدہ قوتوں کے اشارے پر کام کرنا'' اور سیدھے لفظوں میں اسی کو کہا جاتا ہے یہودی گماشتوں کا آلۂ کار بن جانا۔ جیسا کے آئے دن ایران و پاکستان کی فضاء میں ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اب بھی شکیل اور اس کے ماننے والوں کے سمجھ میں نہ آئے تو اسی رسالہ کے اخیر اخبارات ورسائل کے عنوان سے درج تازہ رپورٹیں بغور پڑھ لیں۔ ہندستان میں بھی اگر پڑوسی ممالک جیسے قوانین نافذ ہوں تو یہاں بھی دکھایا جاسکتا ہے۔

ہاں! افسوس ان پڑھے لکھے لوگوں پر ضرور ہوتا ہے جو ایسے گم گشتہ راہ کی کج فہمی و فراست پر اپنا ایمان بیچ بیٹھتے ہیں۔کیا دین کے آسان ہونے کا یہی مطلب ہے کہ مہدی کے نام سے جو مداری میدان میں کود پڑے اس کے ہاتھوں اپنی عاقبت تباہ کر لی جائے؟ تف ہے ایسی دانشوری اور عقل پر۔اگر دین کی آسانی کا یہی مطلب ہے تو پھر توشکیل کے جتنے پیش رو ایران کے جیلوں میں بند ہیں انہیں آزاد ہونا چاہئے تا کہ ہر علاقے کا مہدئ وقت اپنے پیروکاروں کو لے کر دین کے حصے بخرے کرتا پھرے؟؟۔

جناب نے بجا اعتراف کیا ہے کہ ''میں ۱۹۹۱ء میں صدام حسین کی الائیڈ فورس سے جنگ کے آخری دن چل رہے تھے کہ ایک شام (عشاء کے کچھ پہلے) اللہ پاک کی طرف سے مجھ پر دین کی اس ذمہ داری کو سونپا گیا'' ۱۹۹۱ء کے سیاسی اور ملکی حالات سے واقف کار خوب سمجھ سکتے ہیں کہ صدام حسین کی الائیڈ فورس سے جنگ کے وقت میں ظہور مہدی کی افواہیں کس قدر گشت کر رہی تھیں، جناب کی مہدویت اسی وقت کی پیداوار ہے۔اور بھی کئی ایک مہدی اسی دور کی پیداوار ہیں جس دور میں شکیل بن حنیف کو مہدویت کے لیے کھڑا کیا جا رہا ہے۔ان دعویداروں کا دور ایک، دعویٰ ایک، ملک ایک اور ان سب کی جعلسازی کا مرکز توجہ صرف اور صرف مسلمان قوم۔

مشغلہ

تعلیمی سلسلہ منقطع ہونے کے بعد اپنی مشغولیات کے بارے میں ''اس کام سے متعلق میرے ذاتی حالات'' کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ:

> ''جب میں نے دیکھا کہ اس کام کے یہاں پھیلنے کی زیادہ امید نظر نہیں آ رہی ہے ......تو میں نے دور جا کر اس محنت کو کرنے کا ارادہ کیا......اور اسی سال نومبر (۱۹۹۱ء) کو اس سلسلہ میں دہلی پہنچا۔دہلی میں آ کر چند مہینے صدر بازار کے علاقے میں رہا۔

پھرمحلّہ نبی کریم میں رہنے لگا۔ان دنوں میں نے چند سال پارٹنرشپ میں سوئیٹ کیس وغیرہ کے مٹیریل کی دکان بھی کی جوزیادہ چل نہیں پائی۔

محلّہ نبی میں قیام کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ مجھے اس کام کو کیسے کرنا ہے اسکی نہج اللہ پاک کی طرف سے اس وقت کھولی جائے گی جبکہ میری عمر تینتیس (۳۳) سال ہوجائیگی ۔...... مجھے اس وقت یہ سمجھ میں آیا کہ تبلیغی جماعت میں جڑے عوام میں اگرچہ احادیث کی صحیح معلومات کی بہت کمی ہے مگر باقی جماعتوں سے اس جماعت میں تقوی زیادہ ہے ۔اس وجہ سے میں نے درمیان کا وقت تبلیغ کی جماعت کے ساتھ گزارنے کو بہتر سمجھا۔......

۱۹۹۶ء میں لکشمی نگر میں آکر رہنے لگا تو ان دنوں میں نے یہ بات لوگوں سے کثرت سے کہی کہ ۲۰۰۲ء میں اللہ پاک کی طرف سے دینی نہج بدلنے والی ہے اور کام کی ایک الگ نہج لوگوں کے سامنے آئیگی جس کے لیے لوگوں کو تیار رہنا چاہئے۔ ۲۰۰۲ء کے دسمبر کے شروع میں اوراسی سال رمضان کے آخری دنوں میں جب اس کام کے کرنے کی نہج اللہ پاک نے مجھ پر واضح کردی تو میں نے تبلیغی جماعت کو چھوڑنے......کا فیصلہ کیا۔......۲۷مئی ۲۰۰۳ءکی شب میں بڑی مسجد میں عشاء کی نماز کے بعد لوگوں نے میرے خلاف ہنگامہ کیا اور مجھے بہار کے لیے اسی رات اسٹیشن کو روانہ ہونا پڑا۔ بہار پہنچنے کے بعد تقریباً دس ماہ بہار میں رہا پھر ۲۰۰۴ء میں دہلی واپس آیا اور لکشمی نگر کے ہی ایک دوسرے علاقے میں مقیم ہوا۔......

......مجھے کبھی بھی محلّہ نبی کریم سے نکالا نہیں گیا۔ بلکہ میں خود ۱۹۹۶ء میں جون کے مہینے میں محلّہ نبی کریم سے لکشمی نگر گیا۔(ص۸تا۱۲،اعتراضات کے جوابات)

چارصفحات پر مشتمل مضمون سے ماخوذ اس اقتباس میں کوشش کی گئی ہے کہ تعلیمی سلسلہ کے بعد شکیل کی زندگی کا صرف وہ پہلو تاریخ وار سامنے آئے جو اس کی مشغولیات سے متعلق ہے اسی لیے درمیان سے غیر ضروری مضامین کو حذف کردیا گیا ہے۔ بسیار

کوشش سے تعلیمی سلسلہ منقطع ہونے کے بعد اس کی صرف چند مشغولیات ومصروفیات کا علم ہوتا ہے لیکن ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۴ء تک تیرہ سال پر مشتمل اس کے شب وروز کے بیشتر حالات پھر بھی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اگر اس دوران دہلی میں گذرے ہوئے اس کے حالات کی تحقیق کی جائے تو انشاءاللہ اس سے بہت سے عقدے خود بخود حل ہوں گے۔ اسی طرح اس کی علالت کے دوران کی زندگی کا بھی جائزہ لیا جانا چاہئے۔ اور عوام وخواص کو چاہئے کہ اس کی اسی زندگی کو موضوع بحث بنا کر اس کی نقاب کشائی کریں، اس سے اس کا مکروفریب کھل کر عوام کے سامنے آجائے گا۔

دعویٰ سے قبل حالات زندگی کو دیکھا جائے

اس کی زندگی کے ہر پہلو کا جائزہ لینا اس لیے بھی اب ضروری ہو گیا ہے کہ خود شکیل نے بھی اپنی صداقت کی دلیل میں اپنی زندگی کو بطور دعویٰ کے پیش کیا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کی زندگی کے ہر ہر پہلو کو جانچنے سے پہلے اس کے دعویٰ پر غور کیا جائے؟ چنانچہ ایک موقع پر لکھتا ہے:

> میری سچائی کا گواہ تو خود میرا اللہ ہی ہے جس نے یہ کام مجھے عطا کیا ہے۔ اور میرے کام اور میری باتیں اور میری زندگی کے حالات ہی میرے گواہ ہیں۔ نیز حضور ﷺ نے جو پیشینگوئیاں اس کام کے تعلق سے کر رکھا ہے وہ میرے گواہ ہیں"
> (سنبھلی کے اعتراضات کے جوابات ص۳۹ مؤلفہ شکیل)

زندگی کے پوشیدہ راز

شکیل کی زندگی میں اس کے اقرار واعتراف کے مطابق کئی راز ایسے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا۔ ایک صاحب نے اس تعلق سے کچھ معلومات حاصل کرنی چاہی تو اس کا جواب دیتے ہوئے جو کچھ لکھتا ہے اسی کے الفاظ وتعبیر میں ملاحظہ کیجئے:

اعتراض۔اللہ نے مجھے اس کام کی ذمہ داری کس طرح سونپی؟؟؟؟

جواب ۔میں نے اس شخص کے بہتان کا صاف صاف جواب دیا تھا پھر بھی یہ نیا بہتان لے کر آیا اور میری بات کا یقین کرنے کے بجائے اپنی منطق سے میری زندگی کے حالات سمجھنے کی کوشش کرنے لگا جبکہ میرے ان حالات کے گواہ بھی تھے۔ اب بتاؤ کہ اگر میں اس بہتان باز کو کوئی ایسی بات کہوں جس کا گواہ میرے اور اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے تو یہ کیسے یقین کریگا کہ میں نے صحیح کہا یا غلط؟ ویسے بھی میری زندگی کے صرف چند مواقع ہی ایسے ہیں جو کہ اللہ کی مصلحت سے راز میں ہیں اور میں کسی کو نہیں بتاتا۔(اعتراضات کے جوابات ص۳۹)

تاہم اگر اس کی زندگی کے پوشیدہ اوراق سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کے خود نوشت حالات پر اعتماد کیا جائے تو بھی کھل کر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسی دوران یہ کسی یہودی تنظیم کا شکار ہوا ہے۔ہمارے قارئین ذرا اُس کے جملوں اور تعبیرات پر جو اُس کے اندرون کی آواز ہیں غور تو کریں!!!''کام کے یہاں پھیلنے کی زیادہ امید نظر نہیں آرہی ہے......تو میں نے دور جا کر اس محنت کو کرنے کا ارادہ کیا'' کیا یہ اس شخص کی بات ہوسکتی ہے جسے مخلوق کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہوں؟ جس شخص کو ابھی ۱۹۹۱ء میں تازہ تازہ خدا کا حکم ملا ہو اور ابھی چند دن بھی نہ گذرے ہوں اس کو اس قدر عجلت اور مایوسی کہ'' کام کے پھیلنے کی زیادہ امید نظر نہیں آرہی ہے''؟ کیا یہ مایوسی اور عجلت پسندی دجل وتلبیس کی غماز نہیں؟۔

اور یہ بھی تو دیکھئے کہ ابھی تو پورا حکم ملا بھی نہیں ہے۔اس کے بقول''اس کام کو کیسے کرنا ہے اسکی نہج اللہ پاک کی طرف سے اس وقت کھولی جائے گی جبکہ اسکی عمر تینتیس (۳۳) سال ہوجائیگی'' تو پھر ابھی ۱۹۹۱ء میں وہ کونسا کام ہے جس کے زیادہ نہ پھیلنے پر مایوسی ہورہی ہے؟ آخر کس بات کی مایوسی ہے؟ اور وہ کونسا تقاضا ہے جس

کے سبب خدائی حکم کے بغیر در بھنگہ سے بھاگنے پر آمادہ ہے؟۔

جس شخص کی نظر کام کے پھیلنے اور نہ پھیلنے پر ہو......جس جگہ پہلی بار اسے خلق خدا کی ہدایت کے لیے منتخب کیا گیا اگر وہاں کام زیادہ نہ پھیلے......یعنی اگر اس کی محنت سے کچھ کم لوگوں کو ہدایت ملے تو زیادہ لوگوں کی ہدایت کی فکر میں بھاگ کر دوسری جگہ چلا جائے ......اور جائے بھی تو ''سویٹ کیس'' کی پاٹنر شپ میں دکان کرے......کیا ایسے ہی مضحکہ خیز، کم ہمت اور پست حوصلہ کے لوگ اب مہدویت کے منصب پر براجمان ہوں گے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

پھر یہ بھی تو دیکھئے کہ اس کے الفاظ اور جملوں سے کس قدر وحشت اور دینی مزاج سے بے ربطی ٹپک رہی ہے؟۔ایک عظیم دینی خدمت اور منصب کو'' کام'' سے تعبیر کرتا ہے اور انداز ایسا اپنا تا ہے کہ گویا ہلدی مرچیں بیچنے کی ایک بزنس ہے کوئی خدائی حکم نہیں، دکان زیادہ چلتی نظر نہ آئی تو یہاں چھوڑ کر دوسری جگہ محنت کر لی۔

قارئین عظام! ذرا ایک بار پھر اس کی لکھی ہوئی تاریخوں پر نظر ڈالئے کہ'' ۱۹۹۱ء کی ایک شام عشاء کے کچھ پہلے اللہ پاک کی طرف سے مجھ (شکیل) پر دین کی اس ذمہ داری کو سونپا گیا'' اسی سال ۹/۹/۱۹۹۱ء میں اس خدائی حکم اور سونپی گئی ذمہ داری کے سبب اس شخص کو پڑھائی ناقص چھوڑنی پڑی اور سونپے گئے کام میں مشغول ہونا پڑا۔کام کی مشغولیت اس حد تک بڑھی کہ نہ صرف یہ کہ تعلیم گئی، والدین ناراض ہوئے، بلکہ وطن چھوڑ کر دہلی کے محلّہ صدر بازار اور محلّہ ''نبی کریم'' میں قیام پذیر ہونے کی صعوبت اٹھانی پڑی، مگر خدائی حکمت اور حکم دیکھئے کہ ''اس کام کو کیسے کرنا ہے اسکی نہج اللہ پاک کی طرف سے اس وقت کھولی جائے گی جبکہ اس کی عمر تینتیس (۳۳) سال ہو جائیگی''

واقعے کی ترتیب اور بیان کا انداز بتاتا ہے کہ اس میں بڑا دماغ خرچ کیا گیا ہے

یہ الگ بات ہے کہ ''انداز بیان'' دماغ کے انتشار اور ہیجانی کیفیت کی پوری نشاندہی کررہا ہے۔اس موقع سے اگر کوئی پوچھے کہ جناب! جب کام کا کوئی نہج ہی خدا کی جانب سے نہیں ملا تھا تو آپ کی مصروفیت کس کام میں تھی؟ آخر وہ کونسی ذمہ داری تھی اور کام کیا تھا کہ سونپا گیا ۱۹۹۱ء میں اور اس کا نہج بتایا گیا ۲۰۰۲ء میں؟۔

تحریر میں واضح ہے کہ ''۲۰۰۲ء کے دسمبر کے شروع میں......اس کام کے کرنے کی نہج اللہ پاک نے مجھ پر واضح کردی''۔سوال یہ ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۲ء تک کے طویل عرصے میں بغیر خدائی نہج بتائے شکیل کی مصروفیت و مشغولیت ،اچھل کود، بھاگ دوڑ، ترک تعلیم و ترک وطن، اپنوں سے بیگانگی اور بیگانوں میں وقت گذاری،آخر کس مقصد سے تھی؟ تضادات سے لبریز اس کے تحریری بیان کو دیکھ کر کیا وہ لوگ حق بجانب نہیں جو اس سے بدظنی قائم کرتے ہیں؟ اسی طرح واقعات میں تصنع و بناوٹ کیا اس حقیقت کی طرف رہنمائی نہیں کہ شکیل بن حنیف کسی ''ماورائی طاقت'' کا شکار ہو چکے ہیں؟۔

ایک مدت تک تبلیغی جماعت سے وابستہ رہنے میں اسکا بھی قوی امکان ہے کہ افراد سازی کی غرض سے ہی تبلیغی جماعت میں لگے ہوں۔ بلکہ ''تبلیغی جماعت میں جڑے عوام میں احادیث کی صحیح معلومات کی بہت کمی'' کا جملہ اس بات کا بھر پور یقین دلاتا ہے کہ تبلیغی جماعت میں لگنے کا انتخاب پوری منصوبہ بندی کے ساتھ تھا۔اس لیے کہ عموماً تبلیغی جماعت میں سیدھے سادے، ناخواندہ لیکن دین کے نام پر مر مٹنے والے لوگ ہوتے ہیں۔جماعت میں اہل علم اور علماء ہوتے بھی ہیں تو احادیث کی صحت یا ضعف سے بحث کرنا نہ ان کے مقصد میں شامل ہے نہ اس کی انھیں ضرورت ہے۔ عامۃ المسلمین کے سامنے احادیث کی صحت وضعف سے کیا بحث کی جائے۔

چنانچہ وہ لوگ جنھوں نے شکیل کے ساتھ جماعت میں وقت لگایا اُن کے ذریعہ

اس طرح کی مصدقہ اطلاعات ہیں کہ شکیل نے اپنے تبلیغی اسفار کے درمیان ہی بہکی بہکی باتیں کرنی شروع کردی تھیں اور زیادہ شکار انہی ناخواندہ لوگوں کو بنایا ہے جو تبلیغ کے دوران اس سے قریب تھے۔ اس کی ابتدائی گفتگو اور اس کی پہلی تصنیف کا محور بھی زیادہ تر تبلیغ اور جماعت تبلیغ کے افراد دکھائی دیتے ہیں۔

پاٹنر شپ کی دکان میں ناکامی کے اسباب بھی پوشیدہ ہیں۔ صحیح بات تو پاٹنر کا نام سامنے آنے کے بعد اس سے تفتیش کے ذریعہ سامنے آئے گی لیکن جناب کی افتادِ طبع اور ذہنی توازن سے یقین ہوتا ہے کہ بات بات میں جھوٹ اور فراڈ نے ہی اس تجارت کا بیڑہ غرق کیا ہوگا۔

اپنے دعوے کا آغاز اس نے دہلی میں ایک علاقہ ''نبی کریم'' سے کیا ہے۔ اسکے بعد کچھ دنوں ''لکشمی نگر'' میں بھی رہا۔ لیکن ایک طویل عرصہ ان علاقوں میں گذارنے کے باوجود بھی دہلی کی زمین اپنے لیے تنگ پاکر اس نے اپنے سرپرستوں اور آقاؤں کے حسب اشارہ ''اورنگ آباد مہاراشٹر'' کا علاقہ منتخب کیا۔ اور فی الحال اس فتنے کا سب سے بڑا مرکز یہی جگہ ہے۔ یہاں اس نے ''مہدی نگر'' کے نام سے ایک گاؤں آباد کیا ہے جس میں معلوم یہ ہوا ہے کہ یہاں صرف اپنے ماننے والوں کو ہی آباد کرتا ہے کسی دوسرے کو یہاں رہائش کی گنجائش نہیں۔

اپنے پیروکاروں کو الگ تھلگ آبادی میں آباد کرنے کا فلسفہ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کی موجودہ چمک دمک سے سیکھا ہے۔ اس نے دیکھا کہ قادیانی لوگ قادیان نامی گاؤں میں محصور رہ کر ہی اپنی تحریکی زندگی کو طول دینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہی راستہ اپنایا جائے جو ہر خطرے سے بچانے کے لیے مجرب ہے۔

زبان و بیان

شکیل کی تحریرات پڑھ کر کوئی بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ بدزبانی اور گالیاں دینے میں یہ بھی مرزا قادیانی سے کچھ کم نہیں اسی طرح اس کے چیلوں کا بھی حال ہے کہ وہ بھی اپنے گرو مہاراج سے کم نہیں ہیں۔شکیل کا ایک مداح اس کی تعریف کا بے جا پل باندھتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱)......''حضرت جی کی شخصیت تو بہت ہی باوقار، بردبار اور پرکشش ہے۔وہ تو ہمیشہ ہی نرم گفتگو کو پسند کرتے ہیں۔انکی باتیں بہت وزنی اور واضح دلائل سے بھری ہوتی ہیں اگر انکو کسی کی بات پسند نہ بھی آئے تو اسے برا نہیں کہتے'' (ص ۳ تحریر۔رضی)

(۲)......''اعتراضات کے ناقابل برداشت الفاظ کے مقابلہ میں حضرت جی نے جو جوابات تحریر کئے ہیں اس سے اندازہ لگتا ہے کہ انہوں نے بردباری اور تحمل سے کام لینے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔مزید یہ کہ اعتراضات کے گراں بار الفاظ کو بیان کرنے سے بھی انہوں نے گریز کیا ہے۔(ص ۴ بشارت فاروقی ۱۵ ستمبر ۲۰۱۳ء)

لیکن خود شکیل کی تحریں کیا گواہی دیتی ہیں آپ اس کے چند اقتباسات پڑھئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ اس کے فتنہ ہونے کے لیے اور کیا دلائل درکا ہیں؟ ہاں! اس کی بدزبانی کے ساتھ اس کی اردو دانی پر بھی توجہ دینا ضروری ہے جو اس کی علمی حیثیت کو مجروح کر کے جھوٹوں کے صف میں کھڑا کرتی ہے۔اس کی صرف دو تحریروں سے اقتباس منتخب کرتے ہوئے اس کی کوشش کی گئی ہے حتی الامکان پورے پورے جملے نقل کئے جائیں تا کہ قارئین پر اس کی ''بردباری اور تحمل، باوقار اور نرم گفتگو'' کی حقیقت بھی کھلتی جائے ملاحظہ فرمائیے:

''میں نے جب اس شخص کی کتاب پڑھی تو میں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ شخص بغیر کسی دلیل کے پہلے مجھے خوب برا بھلا بول گیا، پھر جب دلیل پیش کرنے کا

موقع آیا تو بے حیائی کے ساتھ جھوٹ اور بہتان بازی کا انبار لگا دیا...... حالانکہ اس کم عقل کے یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ لکشمی نگر کے لوگ مجھے کئی سال سے جانتے ہیں...... اسنے پھر وہی مرثیہ شروع کر دیا...... (اعتراضات کے جوابات ص ۷)

یہ شخص کہتا ہے کہ مجھے نبی کریم سے نکالا گیا۔ واقعتاً یہ شخص اس معاملہ میں جھوٹا اور بہتان باز ہے یا پھر کسی نے اسکو یہ جھوٹی خبر دی ہے۔ پس اگر ایسا ہی ہوا تو یہاں پہنچ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس جھوٹے کو جھوٹا ہی ملا یعنی جیسا گرو ویسا چیلا۔ (ص ۱۰)

دراصل یہ شخص جھوٹا بہتان باز ہے...... اس شخص نے مجھ پر یہ بہتان بازی کی ہے۔ اس بہتان باز کو قیامت کے دن کا خوف ہونا چاہئے۔...... اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو ...... اللہ سے میری دعا ہے کہ جس کسی نے بھی یہ ذلیل حرکت کی ہے اسے ایسا ذلت کا عذاب دے جو کہ لوگوں کے لیے عبرت کا سبب ہو (ص ۱۱) ...... یہ شخص کس قدر جھوٹا ہے یا اس کو یہ خبر دینے والا کس قدر جھوٹا اور بہتان باز ہے...... اب پوچھتا ہوں کہ وہ کون سی بات تھی جو میں نے آئیں بائیں شائیں کر کے کہی ...... اب بتاؤ کہ اس رات میں نے آئیں بائیں شائیں کی یا کہ یہ شخص میرے خلاف آئیں بائیں شائیں بک کر...... جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو جس نے مجھ پر بہتان بازی کی ہے (ص ۱۲) اس جھوٹے شخص پر اللہ کی لعنت ہو (ص ۱۴) ...... میری کتاب پر اعتراض کرنے والے اس کم عقل شخص نے (ص ۱۸)...... جیسا کہ اس احمق نے کیا ہے (ص ۱۹) ...... اس کم عقل نے یہ نہیں سوچا کہ میں اس پیشینگوئی کا ذکر کر رہا ہوں (۲۴)...... اس قسم کی قصہ گوئی کرنے میں اس شخص کا ریکارڈ نیا ہے...... اس کم عقل کو یہ سمجھنا چاہئے کہ (۲۶) ...... اس کم عقل نے پیشینگوئیوں سے متعلق اپنی رائے کو حتمی فیصلہ کے طور پر سنا دیا۔ گویا جو اس نے کہہ دیا وہی فلسفہ بات ہے...... اس شخص نے اپنی حماقت کو انتہا درجہ تک پہنچا دیا (اعتراضات کے جوابات ۲۷)

”اسکے ہی کچھ الفاظ کا استعمال کر کے میں میرے لہجے میں اسے بہتان بازی سے بچنے سے بچنے کا سبق سکھاتا ہوں (واہ رے بہادر مہدی! غور کیجئے کہ ”میں میرے

لہجے میں'' کونسی فصاحت ہے۔اردو کے چند جملے لکھنے کی تمیز نہیں اور دعویٰ ہے سبق سکھانے کا)(عقل کا علمی محاسبہ ص ۷،۸)

......مگر جو کم عقل لوگ کسی کے خلاف لکھنے بیٹھتے ہیں تو دوسرے کو بدنام کرنے کی خاطر ایسی ہی نیچ حرکتیں کرتے ہیں (ص۱۰)......لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جن کی زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ چندے کے مال پر ہی گذرتا ہے وہ جو آئینہ مجھے دکھانا چاہتے ہیں کبھی اپنی تصویریں اس آئینے میں نہیں دیکھتے ہیں کیا؟ اللہ پاک! تو مجھے ان بہتان بازوں اور دھوکے بازوں کے شروں سے بچا۔......میں اس کم عقل سے پوچھتا ہوں ......ارے احمق! کیا تجھے آم اور املی میں فرق دکھائی نہیں دیتا؟ دراصل کم عقل کو ایک ہی جانب سوچنے کی عادت ہے۔(ص۱۱)......ذرا اس کم عقل کی لغت کا حال تو دیکھو ......میں تو کہتا ہوں یہ رئیس الکاذبین (اس نے میرے لئے اس سے بھی سخت لفاظ استعمال کیا) کا عہدہ چھوڑ کر......ان جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ (ص۱۲)......مجھے کہاں رہ کر دین کا کام کرنا ہوتا ہے اس کا فیصلہ میں کرونگا یا کہ یہ کم عقل کرے گا؟ ......مگر جب سامنے والا اس پر بھاری پڑتا ہے تو جھلاہٹ میں آکر کچھ بھی بکنے کو تیار ہو جاتا ہے......ایک طرف تو،تو اپنے کتابچہ میں......ان دونوں باتوں میں تضاد تیری ہذیانی کیفیت یا جھلاہٹ کی علامت ہے (ص۱۳)......ارے بہتان باز!......جن کا پیشہ ہی غریب بچوں کی تعلیم کے نام پر دست سوال کو دراز کرنا ہے پھر اس میں آدھا خود کھا جاتے ہیں اور مہینہ کی تنخواہ علیحدہ لیتے رہتے ہیں......ارے بہتان باز! بس بھی کر، تیری بہتان بازی سے تو میں ستر بار اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (ص۱۴)......کیا اس بہتان باز کا دماغ چل نہیں گیا ہے۔کیا مائنڈ ماؤف لفظ کا کوئی سا بھی مطلب (ص۱۵)......ذرا بتاؤ کہ اسکی یہ باتوں کو گول گول گھمانے کی یا آئیں بائیں شائیں بکنے کی عادت کب جائیگی؟ ارے تم پر افسوس!......اور رئیس الکاذبین کے عہدے سے (ص۱۷)......ارے احمق! تجھ کو کس کم عقل منحوس نے یہ خبر دی ہے (ص۱۸) ......میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ احمق اسحالت میں......ارے کم عقل! ایک تو،تو مجھ پر

طرح طرح سے ......ایک طرف تو تو مجھ سے اپنی کتاب میں شہر فتح کرنے کی بات پوچھتا ہے (ص۲۰) ......آخرتو کون سی بیماری کا مریض ہے کہ کسی ایک بات پرٹکتا ہی نہیں ۔......اب بتا کہ ......اب تو ہی بتا کہ میں تجھے کس بیماری کا مریض سمجھوں؟ ارے اللہ سے ڈر! ......اب آؤ اس کم عقل کی اس لغت کا حال دیکھو (ص۲۱) ...... اور اب بات کو گول گول گھما کر آئیں بائیں شائیں کیوں بک رہا رہے؟؟؟؟۔ (ص۲۳) ......اسکی انتہائی جہالت اور کم عقلی کا ثبوت ہے ......اپنی غلطی پر بجائے ندامت کے ہیکڑی کرنا چاہتا ہے (ص۲۴) ......کیا یہ اس کم عقل کی جھلاہٹ کی علامت نہیں ......منٹ منٹ میں اپنا ٹریک چینج کرتا رہتا ہے......اس طرح یہ کم عقل اپنی پہلی باتوں کی طرف (ص۲۵) ......میں نہیں جانتا کہ اس شخص کو اس معاملے میں عقل کا کون سا اٹیک آیا ہے کیوں کہ پہلے تو میں اسکو دماغی مریض سمجھتا ہے مگر اب تو اس کو عقل کا دوڑہ پڑ رہا ہے۔......اب تو ہی بتا کہ تیری عقل کی اس قسم کو کوئی عقل والا کیا کہے گا۔عقل کم ہو جائے تو اسے کم عقل کہا جا سکتا ہے۔عقلی طور پر بیمار کا آپریشن کیا جا سکتا ہے۔مگر خدانخواستہ عقل کا کوئی زبردست اٹیک آکر عقل مردہ ہو جائے تو اسکا پوسٹ مارٹم کون کرتا پھرے گا میرے پاس تو اتنا وقت نہیں ہے۔(ص۲۹) ......یہ شخص اپنی حماقت بھری ان باتوں کو علمی محاسبہ کا نام دیتا ہے

(سنبھلی کی عقل کا علمی محاسبہ ص۳۰)

ناظرین! آپ بنظر انصاف ان اقتباسات کو پڑھیں اور غور کریں کہ جس شخص کو خلق خدا کی ہدایت اور شکیل کے بقول ''رہبر'' بنا کے بھیجا ہو کیا اپنے مخالفین کے لیے اس قدر گندی زبان زیب دیتی ہے؟ تو تڑاخ جیسا بیہودہ انداز، جگہ جگہ اعتراضات کرنے والوں پر لعنت ملامت، استعاراتی اور بازاری جملے، مہمل اور بے معنٰی الفاظ کی بھرمار، اپنے مخالفین سے مخاطبت کا یہ طرز و انداز؛ مدعی مہدویت و مسیحیت تو دُور کسی عام انسان کو بھی زیب نہیں دیتا۔اس کی تحریروں کو پڑھتے ہوئے کبھی کبھی تو ایسا بھی منظر

محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے درمیان اس طرح بے بس ہوکر گھرا ہوا ہو جیسے کوئی خبطی، مجنوں، محلے بچوں کے درمیان گھرا رہتا ہے، بچے جب اس کا منہ چڑاتے اور شور مچاتے ہیں تو کبھی تو سرپٹ بھاگتا پھرتا ہے اور کبھی مڑکر بچوں کو ڈلے مارنے کی بھبکی دیتا ہے اور کبھی حد درجہ تنگ ہوکر مجنونانہ جوش میں خود بھی منہ چڑانے لگتا ہے مگر بچے ہیں کہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے، بدستور اس کو چھیڑنے میں لگے رہتے ہیں

یوں تو اقتباس کا ہر حصہ مضحکہ خیز ہے اس لیے ہر بات پر تبصرہ بے معنی سا لگتا ہے۔ مگر اخیر کے جملے میں تو اس نے حد ہی کردی ہے کہتا ہے ''اسکا پوسٹ مارٹم کون کرتا پھرے گا میرے پاس تو اتنا وقت نہیں ہے'' لغو اور یاوہ گوئی کے اس جملے نے تو اس کے ذہنی توازن کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔ کوئی پوچھے اس سے کہ کس نے جناب سے پوسٹ مارٹم کے لیے وقت مانگا ہے کہ وقت دینے سے برأت فرما رہے ہیں؟ اور اگر نہیں مانگا تو اس لغو جملے کو لکھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو انسانیت سے بھی گرے ہوئے شخص کو ''رہبر'' مان رہے ہیں۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

محسوس یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے شکیل کو اس کی بدزبانی کا احساس دلایا ہے اسی لیے گالیاں دینے کے درمیان کبھی کبھی اپنی بدزبانی کا عذر بھی پیش کرتا جاتا ہے۔ اس کے ماننے والوں کا حال یہ ہے کہ اس کے عذر گناہ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی طرفداری میں صفائی بھی پیش کرتے جاتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت پھر بھی عیاں رہتی ہے کہ مخالفین نے اگر سخت گوئی سے کام لیا ہے تو اسی درجہ سخت گوئی یا اس سے کچھ کم ہی سہی شکیل نے بھی اپنی بھڑاس نکال لی ہے۔ ایک موقع پر شکیل لکھتا ہے:

''اللہ کا فضل ہے میں نے بچپن سے اب تک کسی کو گالی نہیں دی۔ رہی بات اس

شخص کی تو میں نے اسے احمق اور کم عقل یا حدیثوں کے معاملے میں کم فہم کہا ہے۔ پس اگر میری بات اس کو گالی کی طرح محسوس ہوئی تو جاننا چاہئے کہ اس نے جو کتابچہ میرے خلاف تحریر کیا ہے، اس میں میرے بارے میں اس سے کہیں زیادہ سخت الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسکے ان سخت الفاظ کے مقابلے میں میرے الفاظ تو بہت ہی ہلکے ہیں۔ رہی بات سفیانی کہنے کی تو اس نے تو اپنے کتابچہ کے عنوان میں ہی میرے لیے اتنے سخت الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ اسکے مقابلے میں میرا یہ لفظ ہلکا ہے۔

(اعتراضات کے جوابات ص ۷)

یعنی احمق، کم عقل، کم فہم، جیسے الفاظ کے گالی ہونے کا اعتراف شکیل کو بھی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ سخت الفاظ اور گالیوں کے جواب میں یہ ہلکے الفاظ میں گالی ہے۔ گویا جناب شکیل جی کا اپنے مخالفین سے گالیوں کا تبادلہ ہو رہا ہے، مخالفین ہیں کہ سخت اور زیادہ سخت گالیاں دیتے ہیں اور شکیل جی ہیں کہ تبادلے میں ان سے ہلکی گالیاں دیتے ہیں البتہ اقدام نہیں کرتے، صرف جواب میں گالیاں دیتے ہیں۔ مخالف نے اپنے کتابچے کے عنوان میں ''کذاب'' کہہ دیا تو شکیل جی نے اس کو لفظ ''سفیانی'' سے گالی دے کر اپنی پیاس بجھالی۔ اور پیروکاروں کو مطمئن کرنے کے لیے سفیانی کا لفظ حدیث سے ''ثابت شدہ'' ہونے کا فلسفہ ڈھونڈ لیا۔

اس موقع سے شکیل کے ماننے والے کچھ تو انصاف سے کام لیں! ایک طرف انکے رہبر کا یہ دعویٰ ہے کہ ''اللہ کا فضل ہے میں نے بچپن سے اب تک کسی کو گالی نہیں دی'' اور دوسری طرف حقیقت کا یہ اقرار کہ تبادلے میں پانی پی پی کر گالیاں دیتا پھر رہا ہے۔ کیا اس بات کی کھلی شہادت نہیں کہ یہ شخص پہلے سے فطری بدزبان ہے۔ ورنہ بتائیں کہ کیا خدا کی جانب سے مہدویت کا منصب ملنے کے بعد گالیاں بھی خدا کی جانب سے سکھائی گئی ہیں؟۔ کیا مہدی کی شخصیت ایسی ہی ہوگی کہ بات بات میں غصہ اور منہ

میں جھاگ آجائے گا؟ اس قضیہ کے دونوں پہلوایسے ہیں جن سے شکیل کی شرافت داغدار ہوتی ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار .**

ہاں! ہر مسلمان کو شکیل کے اس عذر گناہ پر جرح کرنے کا بھی حق ہے اور اس جرح پر شکیل یا شکیلیوں کو طیش میں نہیں آنا چاہیے بلکہ حقیقت کا جائزہ لینا چاہیے۔ کیوں کہ شکیل نے لکھا ہے ''اس نے تو اپنے کتابچہ کے عنوان میں ہی میرے لیے اتنے سخت الفاظ کا استعمال کیا ہے کہ اسکے مقابلے میں میرا یہ لفظ ہلکا ہے''۔ الفاظ ''لفظ'' کی جمع ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس کتابچے کا حوالہ شکیل نے دیا ہے اس کے عنوان میں گالیوں والے سخت الفاظ کی تعداد کتنی ہے؟۔ شکیل اور اس کے ماننے والوں کو چاہیے کہ ''اتنے سخت الفاظ'' کی صداقت ثابت کرنے کے لیے اس کی وضاحت کریں۔ ورنہ یاد رکھیں کہ اس طرح کی مبالغہ آرائی، مہمل اور بے معنی کلام سے شکیل کا دامن داغدار ہوتا نظر آتا ہے؟ دعویٔ مہدویت تو دُور یہ غلط بیانی پہلے اس کی تہذیب وشرافت کو چیلنج کرے گی بعد میں دعوی اور دلیل کو پرکھنے کی بات آتی ہے۔

اسی طرح ایک جگہ گالیاں دینے کی عذر تراشی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''چونکہ اس نے تحریری شکل میں مجھ پر جھوٹ اور بہتان بازی کے ڈھیر لگا دیئے ہیں۔ مزید یہ کہ اسنے میرے خلاف جھوٹے پروپگنڈے کر کے مجھے حتی الامکان بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس لئے میں نے دوٹوک الفاظ میں اسکا جواب دینے کی کوشش کی تھی......مگر یہ بتاؤ کہ جو بہتان بازی بھی خود ہی کرتا ہو دوسرے کی شخصیت کو بدنام کرنے کی کوشش بھی خود ہی کرتا ہو اور آگے اپنی روش کو جاری بھی خود ہی رکھتا ہو، پھر جب سامنے سے دوٹوک الفاظ میں صفائی پیش کی جائے اور جواب دیا جائے تو برا کہنے کا رونا بھی روتا ہو اور شور بھی مچاتا ہو تو کیا یہ محاورہ ایسے کے لیے ہی نہیں کہا گیا ہے کہ چور مچائے شور! پھر یہ کم عقل اس محاورے کو دوسرے پر کیوں فٹ کرنا چاہتا ہے؟

جناب! آپ کا مخالف جب آپکے دعاوی کی روشنی میں آپ کو جھوٹا دیکھ رہا ہے تو اس کی یہ مجبوری ہے کہ اُن الفاظ سے آپ کو یاد کرے جن کے آپ مستحق ہیں اور جن سے آپ کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔مخالف کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ مخالفت کرے خواہ سخت الفاظ سے یا نرم الفاظ سے۔آپ کا فریضہ تو یہ تھا کہ آپ اپنی بات منوانے میں یا کسی کے افتراء اور بہتان کی صفائی پیش کرنے میں کسی بھی طرح تہذیب وشرافت کا دامن نہ چھوڑتے مگر آپ کے ''دوٹوک الفاظ'' نے تو آپ کی مزید قلعی کھول دی۔اب تو دنیا نے دیکھ لیا کہ اگر کتّے نے آپ کو کاٹ لیا تو آپ بھی اسی طرح کتّے کو کاٹیں گے۔ اپنے مخالفین سے محاذ آرائی کا آپ کا یہ انداز خود آپ کی جھوٹی مہدویت کا پول کھول رہا ہے۔ گویا آپ کے گھر کو آگ آپ سے ہی لگ گئی تو پھر دوسروں کو، احمق، کم عقل، بہتان باز کیوں قرار دے رہے ہیں ؟۔مکرر سہ کرر، ارے احمق، اور تو تڑاخ جیسے بازاری اور گھٹیا قسم کی زبان کیوں استعمال کرتے پھر رہے ہیں؟ علماء اسلام کو اپنے طعن وتشنیع کا ہدف بنانا تو ہر جھوٹے مہدی کا کام ہے اچھا ہوا کہ آپنے بھی اپنے اس فریضہ کو سر بازار انجام دیا۔

جہالت وناخواندگی

مدعی مہدویت کی علمی بساط یہ ہے کہ چند جملے بھی صحیح لکھنے پر قادر نہیں ہیں مکتب کے بچے بھی املاء میں اتنی غلطیاں نہیں کرتے جتنی شکیل کی تحریروں میں ہیں ۔نمونے کے طور پر چند اقتباسات اس جہالت کے بھی پیش ہیں۔

(ا)......''اگر نبی ہر موقع کی پیشینگوئی کرنے لگتے تو پیشینگوئی کی زخیم کتاب نہیں ہوجاتی''(عقل کا علمی محاسبہ ۳۷)

صحیح لفظ''ضخیم''ض سے ہے''ز''سے نہیں۔

(۲)......''اوراب بکھلاہٹ میں آکر کیا کچھ بکنے پر مجبور ہو چکے ہو''(۳۸)

(۳)......نیز حضور ﷺ نے جو پیشینگوئیاں اس کام کے تعلق سے کرر کھا ہے وہ میرے گواہ ہیں''(اعتراضات کے جوابات ص ۳۹)

صحیح املاء ''بوکھلاہٹ'' ہے جو آپ پر اتنا مسلط ہے کہ ''بکھلاہٹ'' لکھ بیٹھے۔ ''پیشینگوئیاں کرر کھا ہے'' لکھنا بڑی ہے۔صحیح جملہ ''پیشینگوئیاں کرر کھی ہیں'' ہوگا۔

(۴)......''نوسو اکسٹھ عیسوی میں شیعوں کے ذریعہ دنیا کا پہلا ڈگری دینے والا مدرسہ ایک مسجد میں کھلتا ہے۔ جسے جامعہ اظہر کہا جاتا ہے......''دنیا کی سب سے پرانی یونیورسیٹی جامعہ اظہر کہلاتی ہے،(فتوے کی حیثیت ص ۷)

مکتب کا بچہ بھی ''جامعہ ازہر'' لکھتا ہے۔یہودی گماشتوں کا شکار ہونے پر ادھوری تعلیم کا کرشمہ یہی ہوگا کہ ''اظہر'' لکھا جائے گا اور دو جگہ یہی غلطی واقع ہوئی ہے۔اور یہ بھی تو دیکھئے کہ جس کو ''یونیورسٹی'' کا صحیح املاء لکھنے کی تمیز نہیں باوجود اس کے کہ یہ لفظ انگریزی ہے وہ سائنس کے سبجیکٹ میں کمال پیدا کرنے کے لیے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا پھرتا تھا۔کیا پڑھاتا تھا اور کس صلاحیت کی بنیاد پر پیسے بھی لیتا تھا خدا ہی خیر کرے!

(۵)......''حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انکے زمانے میں بہت کم لوگوں نے قبول کیا حضرت لوط علیہ السلام کو تو صرف انکے گھر والوں نے قبول کیا اس میں بھی انکی بیوی نافرمان نکلی تو اللہ نے ان حضرات کو اس کا دوش نہیں دیا،ص ۱۳ فتوے)

''کوئی بھی لوگوں کو چکما دے سکتا ہے(اعتراضات کا جواب ص ۱۹)

یہاں ''دوش'' لفظ کا کیا معنیٰ ہے اور یہ کس زبان کا لفظ اردو جملوں کے درمیان استعمال کیا گیا ہے ہمیں پوچھنے کا حق ہے۔اس لیے کہ اس کا لکھنے والا مہدویت کا دعویٰ رکھتا ہے۔جس کی زبان،جس کا املاء اور جس کی اردو تک صحیح نہیں آخر اتنا بڑا جاہل کسی کی رہبری کیا کرے گا؟۔

(۶) ”دھو کے بازوں کے شروں سے بچا۔ (عقل کا علمی محاسبہ ص۱۱)
لفظ شر مفرد ہے اس کی جمع ”شروں“ کبھی نہیں آتی، اس کی جمع ”شرور“ ہے۔
(۷) ”اس کو عقل کا دوڑہ پڑ رہا ہے“ (ص۲۹) صحیح لفظ دورہ ہے، ”ڑہ“ نہیں۔
(۸) ”کتابچہ کا جواب لکھ کر اس سال بقرعید کے موقع پر دیا تھا جو کہ میری لکھائی میں ڈھیر سو صفحے کے قریب تھا“ (ص۴۶) صحیح لفظ ”ڈیڑھ سو“ ڈھیر لفظ دلیل اس بات کی ہے کہ اصلیت نہیں گئی یعنی جہالت۔

ایک امکانی عذر کا پیشگی جواب

ممکن ہے کہ شکیل اور اس کے پیروکار، مذکورہ بالا معروضات کا جواب دینے کی کوشش کریں۔ اس میں ان کے پاس اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ اس قسم کی غلطیوں کو کاتب کے سر منڈھ دیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے حضرت جی کے بچاؤ کے لیے کوئی پیروکار ہی اپنے سر اوڑھ لے کہ حضرت سے نہیں فلاں سے ہوئی اس لیے حضرت کی مہدویت کا دعویٰ داغدار نہیں ہوتا۔ لیکن یہ سب اعذار و تاویلات بے سود و باطل ہوں گی اس لیے کہ اگر حضرت کو کہیں دستی تحریر لکھنی پڑی تو ان کا بدخط ہونے کے ساتھ پیروکاروں کی یہ تاویلات ان کو مزید رسوا کریں گی۔ ان کے حضرت کی دستی تحریر کا نمونہ ہمارے پاس موجود ہے جو ان کی جہالت کی بڑی دلیل ہے۔

اور پھر یہ بھی تو سوچیے کہ یہ غلطیاں اس شخص کی تحریروں میں ہیں جس کو ”قوم کا رہبر اور مہدی“ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اگر دعویٰ نہ ہوتا تو اس قسم کی غلطیاں نظرانداز بھی کی جاسکتی ہیں لیکن دعویٰ کرنے کا مطلب ہی یہ ہوا کہ رہبر قوم کو نہ خدا نے باخبر کیا اور نہ ہی پیروکاروں میں سے کسی کو خدا نے یہ صلاحیت اور توفیق دی کہ وہ نشر ہونے سے پہلے اصلاح کردے۔ اب اگر تحریروں میں واقع غلطیاں درست بھی کرلی جائیں تو شکیل کی

جہالت کی وجہ سے اسکے دعاوی کا بھانڈا تو چورا ہے پر پھوٹ چکا ہے غلطیوں کی تصحیح سے اس کے کذب وافتراء کی تصحیح تو ممکن نہیں پھر جواب یا تاویلات کا فائدہ ہی کیا ٹھہرا۔ اس لیے ان کے حق میں بہتر مشورہ یہ ہے کہ پہلے کسی مسجد، مدرسہ میں دین کی بنیادی اور اردو وعربی لکھنے پڑھنے کی صلاحیت پیدا کریں اس کے بعد لکھنے پڑھنے کے میدان میں اتریں۔ ورنہ دنیا کے لوگ یہ ضرور پوچھیں گے کہ جب ایک شخص میں اردو اور عربی لکھنے پڑھنے تک کی صلاحیت نہیں تو وہ عربی میں حدیث شریف کی بڑی بڑی کتابوں کو کیا خاک سمجھے گا؟ حدیث شریف کے عربی جملوں کا معنیٰ ومطلب کیا سمجھائے گا؟۔

اگر کوئی کہے کہ ہر وقت اس کو خدا کی جانب سے علم ملا کرے گا مہدی کو کسی مسجد مدرسے میں پڑھنا ضروری تو نہیں اور نہ ہی کسی حدیث میں ایسا لکھا ہوا ہے کہ مہدی کا پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے، تو سوال یہ ہے کہ اس موقع سے اس کو خدا کی جانب سے رہنمائی کیوں نہ ہوسکی جس کے سبب اس کی جگ ہنسائی پوری دنیا میں ہو رہی ہے؟ مدرسہ کی تعلیم ضروری نہیں ہے تو آخر اسکول وکالج کی تعلیم سے بھی تو اس کی جہالت دور نہ ہوسکی۔ کیا خدائی علم کا نام لے کر اسی طرح کے جہلاء اور بد دین، قوم وملت کا رہبر بنتے پھریں گے؟۔

اور اخیر میں یہ مسئلہ بھی درپیش ہے کہ شکیل نے اپنے مخالف کے بہتان واعتراض کا جواب لکھا جس کا نام ''سنبھلی کی عقل کا علمی محاسبہ'' رکھا۔ اگر مہدی کے لیے کسی مدرسہ یا مسجد کا پڑھا ہوا ہونا ضروری نہیں تو سوال یہ ہے کہ بغیر علم کے کسی کے عقل کا محاسبہ بھی تو ممکن نہیں۔ آخر کسی کی عقل کا محاسبہ بغیر علم کے کیسے ہوگا؟ اگر میری گذارش ناحق نہیں تو کیا شکیل کے ماننے والے کسی دوسرے کی عقل سے پہلے اپنے حضرت جی کے علم وعقل کا بھی محاسبہ کر لینا چاہیں گے؟۔

باب دوم

مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جن کا لقب ''مسیح'' ہے کی پیدائش سے لے کر آسمان پر جانے اور وہاں سے نزول کے بعد ان کی موت حتیٰ کہ نماز جنازہ، تدفین اور مقام تدفین اور اس کے مابعد تک کے تمام حالات و واقعات قرآن و حدیث میں اس قدر واضح اور صاف ستھرے الفاظ میں ہیں کہ کہیں سے کہیں تک اس باب میں کسی کو شک وشبہہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ ان کے نزول کا زمانہ کیسا ہوگا اور ان کے نزول کے زمانے میں لوگ کیسے ہوں گے؟ یہ سب علامات بھی بتا دی گئی ہیں، ایک وقت آئے گا کہ لوگ اپنی آنکھوں سے ان کو آسمان سے نازل ہوتا ہوا دیکھیں گے اور بغیر کسی اختلاف کے ان پر ایمان لائیں گے حتیٰ کہ نصاریٰ بھی اپنی سابقہ غلط فہمیوں اور بدفہمیوں سے توبہ کر کے ان پر ایمان لائیں گے اور قرآن و حدیث میں وارد تمام عقائد کی حرف بہ حرف تصدیق کریں گے۔

محمد بن عبداللہ المہدی

قرب قیامت سے پہلے کی ایک شخصیت حضرت محمد بن عبداللہ جن کا لقب 'مہدی' ہوگا کا بھی یہی حال ہے کہ ان کے ظہور سے لے کر ان کی وفات تک کے جملہ حالات و علامات روشن سورج کی طرح واضح ہیں۔ کسی کو بھی اس باب میں بھی بھٹکنے اور جگہ جگہ فریب کاروں کے ہاتھ ایمان کا سودا کرنے کی ضرورت نہیں۔

خدائے پاک کے علم میں پہلے سے یہ باتیں تھیں کہ ان دونوں شخصیات کے نام پر بہت سے فریبی آئیں گے جو مسلمانوں کے دین وایمان کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنیں گے اس لیے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اور اپنے نبی پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدس سے واشگاف الفاظ میں ان دونوں شخصیات کے تعلق سے جو حقائق و علامات امت کے سامنے پیش کرائے؛ اس انداز کی تفصیلات اسلام کی تاریخ میں کسی اور نبی یا ولی سے متعلق نہیں ملتیں۔

ان دونوں شخصیات کے سلسلے میں سب زیادہ فتنہ پیدا کرنے والی اور سب سے زیادہ فتنوں کا شکار ہونے والی قوم شیعوں کی ہے۔ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کے درمیان تو کہیں دس بیس سال میں کوئی مہدی کا دعویدار نکل آتا ہے، شیعوں کا حال یہ ہے کہ سال چھ مہینے بھی ان کے یہاں نہیں گذرتے کہ کئی ایک مہدی پیدا ہوتے اور حکومت وقت کے ہاتھوں گرفتار ہوکر جیل میں بھی جا چکے ہوتے ہیں۔ اور قلیل سے قلیل مدت میں ہر مدعی کے اچھی خاصی تعداد میں پیروکار بھی ہوتے ہیں جو جیل کے باہر اپنے مدعی کے انتظار میں بیتابی سے ٹہلتے پھرتے ہیں۔ استغفر اللہ العظیم۔

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شیعوں نے اسلام کے آغاز میں ہی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض وعداوت کو مول لے کر اپنی قوم کو جس بنیادی نکتے پر متحد کرنا چاہا وہ یہی مسئلہ ''ظہور مہدی'' کا ہے۔ شیعیت کی تہہ میں عبد اللہ بن سبا یہودی جیسا دانشور چھپا ہوا تھا اس نے پہلے دن سے اس نکتے پر اپنی نظر مرکوز رکھی کہ اس راستے سے اسلام کے نام لیوا کسی بھی شخص کو بڑی آسانی سے اسلام ہی کے نام پر بھٹکایا بھلایا جا سکتا ہے چنانچہ اس باب میں اسلام کی قطعی ویقینی تعلیمات اور واضح ہدایات وعلامات کو پہلے دن سے ہی یہودی دانشوروں نے اس طرح تختۂ مشق بنایا کہ پوری شیعہ قوم کا وجود وبقاء ہی

اس مسئلہ پر موقوف کر دیا۔ وقت گذرنے کے ساتھ اس مسئلہ میں غلو ہوتا چلا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ایک فرد کو غائب مان کر اپنے مفروضہ خیالات ونظریات کا ''امام مہدی'' بنا دیا گیا۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ شیعہ قوم کا اوّل وآخر بس اسی مسئلے سے جڑا ہوا ہے اور آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ کوئی شیعہ اس وقت تک شیعہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر سکینڈ حضرت مہدی کے خروج کے انتظار میں پوری بیتابی سے نہ گذارے۔ آئے دن آج بھی شیعہ مجتہدین اور نیتاؤں کی طرف سے اس قسم کے بیانات واعلانات اخباروں میں چھپتے رہتے ہیں۔ گویا کہ مذہب اسلام ابھی ان کے یہاں کامل ومکمل ہی نہیں؛ اسی لیے ہر گھڑی وہ آسمان کی جانب نظریں اٹھائے پھرتے اور انتظار کی گھڑیاں گنتے رہتے ہیں۔ ''عجل اللہ فرجہ'' ان کی زندگی کی اہم ترین دعا ہے۔ پیدا شدہ مہدی کے خروج کی راہیں ہموار کرنا ان کی سب سے بڑی عبادت ہے۔ اور اس راستے میں اپنا سب کچھ قربان کر دینا ہی ان کی حیات کا مقصود ومنتہی ہے۔ ان کے ہاں جب مہدی آجائیں گے تب اسلام کامل ومکمل ہوگا، اس سے پہلے ان کے ہاں ہر مسئلہ جڑا ہوا ہے ظہور مہدی سے۔ ابھی ان کے نزدیک اسلام کی بہت سی کمیوں کا پورا ہونا اُن مہدی غائب پر اور اُن کے ظہور پر موقوف ہے۔

شیعوں کے ہاں مفروضہ مہدی کے انتظار میں شدت پیدا کرنے اور عوام وخواص کو بیتاب بنانے بلکہ شیعوں کے جہلاء میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کرنے کی غرض سے احادیث کے نام پر اس قدر روایات، دعائیں اور واقعات گھڑے گئے کہ یہی مسئلہ ان کے لیے دردسر بنا ہوا ہے اور اب ایک بین الاقوامی مرض بن کر اس میں روز بروز حد درجہ ترقی ہوتی جارہی ہے۔ امریکہ، برطانیہ، روس اور نہ معلوم کہاں کہاں، کس کس گلی

کوچے میں مہدی ظاہر ہورہے ہیں۔موقع محل دیکھ کراس ہیجانی کیفیت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دور حاضر کے یہودی دانشور؛ ہندستان اور پاکستانی مسلمانوں میں بھی کبھی کبھی ایسے سرپھرے کھڑا کرتے رہتے ہیں۔ اللھم احفظنا عن کل شر و بلاء.

اس کے برعکس اسلام کی صاف ستھری اور صحیح تعلیمات و ہدایات کی روشنی میں مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مطلق ظہور مہدی نہیں اور نہ ہی پہلے سے پیدا شدہ مہدی بلکہ حضرت محمد بن عبد اللہ نامی شخصیت کے قرب قیامت سے پہلے پیدا ہونے اور ''المہدی'' صفت سے ملقب ہوکران کے ظہور کا عقیدہ اسلام کے دیگر عقائد کی طرح قطعی ویقینی عقائد میں سے ہے''عبداللہ'' نامی جس شخصیت کے گھر میں وہ پیدا ہوں گے ان کا سلسلہ نسب خاندان رسالت وسادات سے ہوگا۔گویا وہ فاطمی النسل ہوں گے اور اپنے وقت پرخود بخود ظاہر ہوں گے اور حرف بہ حرف انہی علامات ونشانات کے ساتھ ظاہر ہوں گے جن کا ذکر صحیح ومعتبر احادیث وروایات میں ہے۔انہی کے زمانے میں حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔اس میں نہ کسی کو انتظار میں بیتاب مجنوں ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی یہ ایسا کوئی منصب ہے کہ خالی پڑا ہوا ہے اس پر جو سرپھرا چاہے اپنا مقدر آزماتا پھرے۔

جس شخصیت کے لیے یہ منصب ہے ان کو دعویٰ کرکے گروپ بندی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ضلالت وگمراہی کا وہ وقت ہی ایسا ہوگا کہ لوگ خود بہ خود ان کو اس دور میں ہدایت یافتہ مانیں گے ۔اس وقت کی گمراہ قومیں یہود ونصاریٰ ان کی مخالفت کریں گی اور وہ پست وذلیل ہوکران پر ایمان لائیں گی ،نہ کہ حاملین قرآن وحدیث ان کے مخالف ہوں گے اور نہ ہی حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت محمد بن عبد اللہ المہدی حاملین قرآن وحدیث کو اپنے اوپر دعوت ایمان دیتے پھریں گے۔

اسی طرح اسلام میں کوئی نقص یا کمی نہیں ہے کہ ان حضرات کے نزول وظہور سے وہ کمی پوری ہونی ابھی باقی ہے، ان کے انتظار میں آسمان کے ستارے گننے کی ضرورت اسی لیے نہیں ہے۔اور نہ ہی تشویق دلا کر پبلک کو بھڑکانے کی ضرورت ہے۔ہاں مسلمانوں پر ضلالت وگمرہی کا ایسا کوئی وقت آئے گا کہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر وہ بھٹک رہے ہوں گے تو ایسے نازک وقت میں اللہ رب العزت مسلمانوں کی رہنمائی کے لیے ان کو کھڑا کر دیں گے۔

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے:

عن جعفر عن أبیه عن جدّهٖ قال قال رسول الله صلى الله علیه وسلم ...... : کیف تهلكُ اُمّة أنا اوّلُها و المَهدِیُّ وسطها و المسِیحُ آخرُها رواهُ رزین

(مشکوٰۃ باب ثواب هذہ الامه ص ۵۸۳)

حضرت جعفر صادقؒ نے اپنے والد محترم حضرت محمد باقرؒ سے اور انھوں نے اپنے دادا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت نقل کی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی کہ جس کے شروع میں میں ہوں اور درمیان میں ''مہدی'' اور آخر میں مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوں گے۔

اس حدیث شریف کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند کو ''سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی لڑی'' کہا جاتا ہے۔کیوں کہ اس میں تینوں راوی براہ راست خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے افراد ہیں۔اس میں مندرجہ ذیل باتیں غور کرنے کی ہیں۔

(۱)......خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول یہ روایت جو مسلسل سندوں کے ساتھ منقول ہوتی چلی آئی ہے جس کو اخیر دور کے محدثین نے پوری تحقیق واحتیاط کے بعد اپنی تصنیفات میں درج کیا ہے اس میں دونوں شخصیات کا لقب ذکر کیا گیا ہے

اور پہلے سے یہ بات طے ہے کہ ''مہدی'' لقب ہے حضرت محمد بن عبداللہ کا اور ''مسیح'' لقب ہے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا۔

دنیا کا اصول ہے کہ کسی کو لقب اس کے مخصوص کارناموں کی وجہ سے دیا جاتا ہے اوراس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ دیگر اپنے ہم نام لوگوں سے ممتاز ہو جائے۔نام رکھنا اپنا اختیاری عمل ہے جبکہ لقب اپنے اختیار کی چیز نہیں یہ دوسرے لوگ دیتے ہیں۔ایک شخص اپنا کئی ایک نام رکھ سکتا ہے بلکہ ضرورت پڑنے پر نام بدل بھی سکتا ہے لیکن اپنا لقب رکھ بھی نہیں سکتا اور دوسروں کے دیئے ہوئے لقب کو بدل بھی نہیں سکتا۔ چنانچہ نام سے تو کسی کو شبہ ہو سکتا ہے لیکن لقب سے اگر کسی کا تعارف کرایا جائے تو رہا سہا شبہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔حدیث میں لقب ذکر کر کے کھلے طور پر یہ پیغام دیا جارہا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو کوئی فریبی چاہے ان القاب کو اپنے اوپر چسپاں کر کے مہدی اور عیسیٰ بن جائے۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص وہ محمد بن جائے جن کا خاندان رسالت کے ایک فرد حضرت عبداللہ کے گھر قرب قیامت میں پیدا ہونا طے ہے۔اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی شخص وہ مسیح عیسیٰ بن جائے جو حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہو چکے ہیں۔

(۲)......روایت کے الفاظ پر غور کیا جائے تو ہر جھوٹے مدعی کی جڑ یہیں سے کٹ جاتی ہے۔کسی بھی طرح کوئی بڑے سے بڑا مکار اس روایت کا صحیح مصداق خود کو بنا لے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔اور آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ایک سے ایک تاویل کرنے والے فریبی کھڑے ہوئے لیکن آج تک کوئی ایسا دعویدار نہیں ملے گا جو خود کو مہدی بتاوے اور اس کے باپ کا نام عبداللہ بھی ہو نیز خاندان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا سلسلہ نسب بھی ثابت ہو۔اسی طرح کوئی خود کو عیسیٰ اور مسیح کا مصداق باور کرائے

اوراس کی والدہ کا نام مریم ہواوراس کا کوئی باپ بھی نہ ہواس کی بھی کوئی مثال سابقہ تاریخ میں نہیں مل سکتی ہے۔

دانشوران فرنگ اور یہودیوں کے لیے یہ ایسا پرچہ امتحان ہے جو کھلا ہوا ہے لیکن وہ علماء کومطعون کر سکتے ہیں، احادیث کے ضعیف وقوی ہونے کا بکھیڑا پیدا کر سکتے ہیں، الفاظ کے ساتھ لغت کا اور لغت کے ساتھ معانی کا کھیل تو کر سکتے ہیں اس کے لیے وہ اسلامی تاریخ اور علماء ومحدثین کی حیثیت کو چیلنج کر کے انھیں مخدوش بنانے میں ساری کوششیں صرف کر سکتے ہیں لیکن ان لغواور لاحاصل محنتوں سے آگے بڑھ کر یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ مذکورہ بالا حدیث کا صحیح مصداق پیدا کر سکیں۔

(۳)...... اللہ رب العزت کی حکمت عملی پر غور کیجیے کہ یہ دونوں شخصیات باہم ایک دوسرے سے مربوط ہیں پہلے محمد بن عبداللہ آئیں گے اوراپنی شرعی ودینی حیثیت سے متعارف ہو چکے ہوں گے، پھرانہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے ایک نماز میں محمد بن عبداللہ امام ہوں گے اور عیسیٰؑ مقتدی ہوں گے۔ بہت سے کارنامے ایسے بھی ہیں جو دونوں کے مابین مشترک انجام پائیں گے۔اس سلسلے کی آپ تمام تفصیلی روایات پڑھتے چلے جائیں، لیکن اس حکمت پرغورکریں کہ اِن میں محمد بن عبداللہ ایسے ہیں جن کی پیدائش اور شناخت قرب قیامت میں ہوگی وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں، ان کی شناخت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اُس دور ضلالت میں خدا کی جانب سے ہدایت یافتہ ہوں گے اسی لیے ان کا لقب ''مہدی'' رکھ دیا گیا ہے اوران کے مقابل حضرت عیسیٰؑ ایسے ہیں کہ جن کی پیدائش ہوچکی ہے اوران کی ہر ہر شناخت ظاہر ہے۔ایک پیدا ہوکرضرورت کے وقت ظاہر ہوں گے اوردوسرے پیدا ہوچکے ہیں ضرورت کے وقت دنیا کی آنکھوں کے سامنے نازل ہوں گے۔

اس میں ایسا ممکن تھا اور اب بھی ممکن ہے کہ کوئی اپنے مکر وفریب سے ایک شخصیت کا حل نکال لے اور تمام تر امور میں احادیث کا مصنوعی مصداق بنا ڈالے، لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ بیک وقت دونوں کا مصداق بنانے میں کامیابی حاصل کر لے۔ مثلاً کوئی شخص عبداللہ نامی شخص کے گھر پیدا ہوا اور اہل بیت میں سے ہونے کا بھی ثبوت پیش کر دیا جائے اور منصوبے کے تحت اس کا نام محمد بھی رکھ لیا جائے اور حالات کچھ اس طرح کے بنا لیے بھی جائیں؛ تو یہ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن یہ تو نہیں ہوسکتا کہ وہ عیسیٰؑ کو آسمان سے اتار لے؟ یہاں آ کر انسان کی ساری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔

بفرض محال مان لیا جائے کہ اس ترقی کے دور میں یہ سب کچھ بھی ممکن ہے کہ کسی شخص کو آسمان سے آتا ہوا دکھا دیا جائے۔ تو یاد رکھئے کہ یہ ایک خیالی مفروضہ ہوگا عمل اتنا آسان نہیں ہے۔ جامع مسجد دمشق کا شرقی منارہ پورے طور پر اسرائیل اور یہودیوں کے ہی قبضے میں ایک عرصہ سے ہے اور پوری دنیا کی طاقت اسرائیل کے ہاتھوں کھلونا بنی ہوئی ہے اگر یہ کرسکنا آسان ہوتا تو وہ بہت پہلے اس کو عملی جامہ پہنا چکے ہوتے مگر قادیانیوں نے بھی وہاں اپنا ہیڈ کواٹر بنا کر سب کچھ تجربہ کر لیا لیکن یہ نقل نہ اتار سکے۔ اس لیے کہ یہ خدائی تدبیریں ہیں ان کا نقل یا بدل ممکن ہی نہیں۔

اور یہ بھی تو خیال کیجئے کہ آسمان سے مصنوعی عیسیٰؑ ہی تو اتار سکتے ہیں لیکن وہ عیسیٰؑ کہاں سے لا سکتے ہیں جو ابن مریم ہوں گے اور جو خوبیاں اور کارنامے حضرت عیسیٰؑ سے مخصوص ہیں وہ کہاں سے انجام دیئے جا سکتے ہیں؟۔ بھلا شیر کی کھال پہن کر گیدڑ کب تک لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے؟۔

دین اسلام کی حفاظت کے لیے یہی وہ خدائی تدبیریں ہیں کہ جن کا توڑ دریافت کرنے سے دنیا عاجز ہے اور یہ سب کچھ صرف خدا نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ یہودیوں اور نقالوں کے ہاتھ میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ احادیث وقرآن میں تحریفات وتاویلات کو اپنا موضوع سخن بنا کر احمقوں اور جاہلوں کو گمراہ کریں یا پھر علماء اسلام جو ہر زمانہ میں ان کی راہ کا سب سے بڑا روڑا بنے رہتے ہیں ان کی حیثیت کو مجروح کرتے پھریں، ان کی معمولی معمولی بشری کمزوریوں کو تلاش کر انہیں طعن وتشنیع کا ہدف بناتے پھریں۔ افسوس یہاں ہوتا ہے کہ بعض پڑھے لکھے مسلمان بھی ایسے لوگوں کا شکار ہوکر اپنی عاقبت خراب کر بیٹھتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اگر یہ علماء نہ رہیں تو یہودیوں کے ایجنٹ ان کے دین وایمان کو لمحوں میں ایسے چٹ کر جائیں جیسے بھوکے ننگے کھانے کی پیالی صاف کر جاتے ہیں۔

قرآنی آیت سے حضرت عیسیٰؑ کے نزول کا ثبوت

”وَاِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا“ (نساء ۱۵۹)

ترجمہ: ہر اہل کتاب (یہود ونصاریٰ جو نزول کے وقت زندہ ہوگا) عیسیٰ پر اُن کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا اور عیسیٰ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوں گے۔

آپ قرآن پاک اٹھا کر دیکھیں جس رکوع میں یہ آیت ہے اس میں کئی ضمیریں لگاتار ہیں اور اُن سب سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ اس لیے اس آیت میں بھی بہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوں گے۔ اسی لیے ترجمہ میں ضمیر کے مرجع کو واضح کر دیا گیا ہے۔ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں آسمان سے نازل ہونے کی اس قدر واضح دلیل ہے کہ ایک مرتبہ جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

”وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمْ اِبْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا،

فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ، وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ،وَیَضَعُ الْجِزْیَۃَ،وَیُفِیْضُ الْمَالَ، حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ أَحَدٌ ، حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الوَاحِدَۃُ خَیْراً مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا......ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْھُرَیْرَۃُ : وَاقْرَؤُوا اِنْ شِئْتُمْ ، وَاِنْ مِّنْ أَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا“

(بخاری ، باب نزول عیسیٰ ابن مریم حدیث نمبر : ۳۳۳۲)

ترجمہ: جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جلد ہی تم میں ابن مریم (عیسیٰ) انصاف قائم کرنے والے حاکم بن کرضرور اتریں گے، وہ صلیب (عیسائیت کی علامت) کو توڑیں گے۔خنزیر(عیسائیوں کے ناپاک پسندیدہ جانور) کوقتل کریں گے۔ جزیہ(ٹیکس) کو بند کردیں گے اور مال اس قدر تقسیم کریں گے کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔اس زمانہ میں ایک سجدہ کرنا دنیا اور دنیا میں موجود جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے، پھرابو ہریرۃؓ کہتے ہیں اگرتم چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو۔وَاِنْ مِّنْ أَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ الآیۃ

ایک روایت میں ہے’’ یہاں تک کہ سجدہ صرف ایک اللہ رب العالمین کے لیے ہوجائے گا۔اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو’’وَاِنْ مِّنْ أَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ‘‘ پھر حضرت ابو ہریرۃؓ اس کو تین مرتبہ دہراتے تھے۔گویا حدیث پیش فرما کر اس کی تائید میں اس آیت کو پڑھنے کا حکم دیا۔

یہ حدیث احادیث مرفوعہ میں سے ہے اور اس سے استدلال شکیل بن حنیف نے بھی کیا ہے ملاحظہ فرمائیے وہ لکھتا ہے:

’’مسلم میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں انصاف پسند امام اور عادل کی حیثیت سے ہونگے ۔ ابوداؤد میں ہے کہ مہدی لوگوں میں انکے نبی کی سنت جاری کرینگے۔ابن ماجہ میں مہدی کوخلیفۃ اللہ کہا گیا ہے۔

(فتوے کی حیثیت اوراس کا جواب ص۹ مؤلفہ شکیل بن حنیف)

اس سے یہ بحث تو ختم ہوگئی کہ اس حدیث کی حیثیت کیا ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے۔اب اس میں غور کرنے کی حسب ذیل تین باتیں ہیں:

(۱)......''ابن مریم'' حضرت عیسیٰ کی کنیت ہے۔ اور یہ ایسی کنیت ہے کہ دنیا جب سے قائم ہوئی اور جب تک قائم رہے گی اس کنیت کا حامل اور کوئی شخص ہو ہی نہیں سکتا۔اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ کوئی نہیں جو صرف ماں سے پیدا ہوا ہو۔بغیر ماں باپ کے پیدا ہونے والے آدم علیہ السلام ہیں اور بغیر ماں کے پیدا ہونے والی حضرت حواء ہیں جن کی پیدائش حضرت آدم کی کوکھ سے ہوئی اور بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہونے والے حضرت عیسیٰؑ ہیں اسی لیے ماں کی جانب ان کی نسبت کرتے ہوئے ہوئے ان کی کنیت ''ابن مریم'' ہے۔

(۲)......''فیکم ''بمعنی''تم میں'' سے مراد امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یعنی مسلمانوں میں ان کا نزول ہوگا۔اس سے بھی کسی کو اختلاف کرنے گنجائش نہیں۔ عربی زبان میں منکم کا جملہ عام طور پر دنیا میں پیدا ہونے والے شخص کے لئے بولا جاتا ہے،احادیث میں''كيف أنتم اِذا نزَل مِنكم ابنُ مريم ''نہیں فرمایا گیا بلکہ یہ بتایا گیا كيف أنتم اِذا نـزَل ابـنُ مريم فِيكم ،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ منکم کے بجائے''فیکم'' کا جملہ ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے مسلمانوں کے درمیان نازل ہوں گے،آئیں گے پیدا نہیں ہوں گے۔

(۳)اس حدیث میں تیسرا لفظ''الی الارض ''ہے۔جس کے معنی ہیں''زمین کی طرف''۔اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے دو معنی ہوسکیں ہر لفظ کا معنی واضح ہے۔

گویا نازل ہونے والی شخصیت''ابن مرم'' کی ہوگی اور وہ مسلمانوں کے درمیان نازل ہوں گے اور آسمان سے زمین کی جانب اتریں گے۔نزول کے بعد کے کارناموں

کی تفصیلات بھی بتادی گئی ہیں ۔اب اس میں کونسی بات ہے جو گنجلک ہے،کونسی بات ہے جوغیب سے تعلق رکھتی ہے۔ابن مریم کا مصداق پوری دنیا حضرت عیسیٰؑ کوقرار دیتی ہے، فیکم اور الی الارض کا معنیٰ عربی مدرسہ کا معمولی طالبعلم بھی بتاسکتا ہے۔ پھر گنجلک اور''غیب کا علم'' ہونے کا جو شگوفہ شکیل اوراس کے پیروکار چھوڑتے ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟۔

بات صرف اتنی ہے کہ یہ شگوفے باز،عربی کے الفاظ کوتختۂ مشق بنا کران لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں جو دین کی بنیادی تعلیم سے بھی ناواقف ہیں اور بس!لیکن اس شگوفہ پر ایمان فروخت کرنے والوں کو بھی تو خیال کرنا چاہئے کہ کیا عربی کے جملوں اورالفاظ سے کھیل کرنے کی وجہ سے مدعی کبھی ''ابن مریم'' بھی بن جائیگا؟؟نہیں اور کبھی نہیں۔ اور یہی دلیل ہے ان شگوفے بازوں کے''ماورائی طاقت'' کے شکار ہونے کی ورنہ ان واضح سے واضح الفاظ وعبارت میں شگوفے بازی کا کوئی موقع ہی نہیں نکلتا۔

ظاہرسی بات ہے کہ کوئی ڈھونگی ''ابن مریم'' بن جائے ایسا ممکن ہی نہیں ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آخر زمانے کے لیے یہی وہ پیش خبری ہے جو کھلا ہوا پرچہ کی طرح ہے اور کبھی ممکن نہیں کہ کوئی ڈھونگی اس کی نقل اتارنے میں کامیاب ہوسکے ۔تو پھر ایسے لوگوں کے ہاتھ میں اس کے سوا کیا ہے کہ وہ انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کوالفاظ اور معنیٰ کے جال میں گمراہ کریں،علماء کوکوستے پھریں،کبھی علماء کی اور کبھی حدیث شریف کی حیثیت کوچیلنج دیتے پھریں؟۔

یادرکھئے کہ اب جوکوئی گمراہ ہوتا ہے تو وہ اپنی بدبختی کی وجہ سے ہوتا ہے اوراس کی ذمہ داری اُن والدین کوقبول کرنی چاہئے جو دینی علوم سے اپنی اولاد کو نابلد رکھتے ہیں، اس میں علماء کا کیا قصور؟۔ایک وقت آئے گا اور دنیا دیکھے گی کہ حدیث پاک میں وارد

ہر ہر لفظ قطعی ہے اور اسی کے مطابق ہر واقعہ ظہور میں آئے گا ،لوگ اپنی آنکھوں سے اپنے درمیان ’’ابن مریم‘‘ کو آسمان سے اترتا ہوا دیکھیں گے۔اب جس کا جی چاہے اپنا ایمان محفوظ رکھے اور جس کا جی چاہے فریب کاروں کے ہاتھ فروخت کرے۔

حدیث

عن عبد الله بن عمر وقال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج و یولد له و یمکث خمساً و اربعین سنة . ثم یموت فیدفن معی فی قبری . فا قوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر .رواہ ابن الجوزی فی کتاب الوفاء

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰؑ فصل ثالث ص ٤٨٠)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریم کے بیٹے عیسیٰ زمین پر اتریں گے، پھر نکاح کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی ۔ اور وہ ۴۵ برس زمین پر ٹھہرے رہیں گے پھر ان کا انتقال ہوگا ، میرے قبرستان میں ہی دفن کیے جائیں گے پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی قبرستان سے اس حال میں اٹھیں گے کہ ہم ابوبکر وعمر کے درمیان ہوں گے۔

اس روایت میں عیسیٰ نام اور ابن مریم کنیت دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔الی الارض کی تعبیر سے پتہ چلتا ہے کہ یَنْزِلُ کا معنی اترنے ،نازل ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔ یَـنْـزِلُ اِلَی الاَرْضِ کی تعبیر سے ہی آسمان سے اترنے کی وضاحت ہوجاتی ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کا نکاح کرنا،ان کے اولاد ہونا،موت اور تدفین، مقام تدفین اور پھر اخیر میں میدان محشر میں حضرت عمر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما کے درمیان اٹھنے کی کیفیت تک واضح کردی گئی ہے۔

ناظرین غور کریں کہ اس میں کونسی ایسی بات ہے جو گنجلک ہو یا علم غیب سے تعلق رکھتی ہو؟ اس حدیث کا ہر لفظ اپنے معنیٰ ومفہوم میں قطعی ہے، اور قرب قیامت میں بالکل ایسا ہی ہوگا جیسا کہ حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے۔ لیکن جو لوگ ''ماورائی طاقت'' کا شکار اور یہود ونصاریٰ کے آلۂ کار ہوتے ہیں ان کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہے۔ ایسے لوگوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں کہ اس واضح روایت کو مشکوک بنانے میں اپنی طاقت خرچ کریں۔ چنانچہ فریبی اور مکار لوگ اس کے لیے لغت کا سہارا لیتے ہیں، اگر اس سے بھی مقصد حل نہ ہوتو حدیث کے قوی ضعیف ہونے میں کوئی راستہ ڈھونڈتے ہیں، اس میں بھی بات نہ بنے تو محدثین اور علماء پر جرح وطعن کا دروازہ کھول لیتے ہیں اور پھر جب اس میں بھی کامیابی ملتی نظر نہیں آتی تو طرح طرح کے مفروضے وضع کر کے اپنے تلبیسی مفروضوں میں ناواقف مسلمانوں کے دین وایمان کو متزلزل کرتے پھرتے ہیں۔ الامان والحفیظ۔

باب سوم

شکیل بن حنیف کے مغالطے

اصولی طور پر یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ شکیل بن حنیف اُن شاطر مکاروں میں سے ہے جس سے پہلے بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی وغیرہ کا فکر وفلسفہ خوب پھیل چکا ہے کوئی بعید نہیں کہ اس نے اُن سے اپنی دکان آرائی میں فائدہ اٹھایا ہو۔ اس لیے اس کے فریب اور مغالطے میں جہاں بہائیت و مرزائیت کی آمیزش ہوگی تو کچھ جدّت اور نیا پن بھی ہوگا۔ چنانچہ اب تک خود اس کی تحریروں سے یا اس کے پیروکاروں کے بیانات وتحریرات سے جو کچھ سامنے آیا ہے اس سے ہمارے اس تجزیے کی بھرپور تائید ہوتی ہے۔ مثلاً عیسیٰ ابن مریم اور محمد بن عبد اللہ مہدی کے ایک ہونے کا فلسفہ اپنے پیروکاروں کو علماء اسلام سے دور رکھنے کا فلسفہ، مسلمانوں میں گھس کر مسلمانوں ہی کی شکل و شباہت میں مسلمانوں کو اسلام سے مرتد بنانے اور اپنی بات منوانے کا طرز عمل، قادیان کے طرز پر اپنے پیروکاروں کے لیے الگ بستی بسانے کی سیاست، اپنی شخصیت اور ماضی کی حرکات وسکنات کو پوشیدہ رکھ کر قرآن وحدیث کو موضوع بحث بنانے اور مسلمانوں کو اس میں الجھانے کا مکر وغیرہ بہت سی باتوں میں شکیل بن حنیف، مرزا قادیانی کا شاگرد نظر آتا ہے۔ مثلاً قرآن وحدیث سے ملحدانہ انداز میں استدلال کا طریقہ، خوف خدا سے بے نیاز ہوکر احادیث کے معنی ومفہوم ومصداق میں تحریف وتغیر کرنا،

دینی علوم سے کورا ہونے کے باجود علمی موشگافیوں میں اپنے معتقدین کو الجھائے رکھنےاور اپنی ہر بات کو خدا کے حوالے سے منوانے کا طریقہ وغیرہ۔اس نے دیکھا کہ جب قادیان کا ایک کانا، ایک آنکھ کا بھینگا ہندستان کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں اپنے پیروکار پیدا کرسکتا ہے تو شکیل کامیاب کیوں نہیں ہوسکتا ؟ اسی طرح اسکے مغالطے بھی کچھ اسی طرز کے نظر آتے ہیں۔اُن میں سے چندایک مع جواب پیش خدمت ہیں۔

مغالطہ نمبرا

مرزا قادیانی کی روش پر چلتے ہوئے شکیل بن حنیف بھی نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اورظہور مہدی سے متعلق یقینی اور قطعی علامات کو ’’پیشین گوئی‘‘ سے تعبیر کر کے یہ تأثر دینا چاہتا ہے کہ ان علامات کے مصداق کی تعیین وتشریح وقت پر کی جائے اور تعیین وتشریح کرنے کا اختیار اب مرزا قادیانی کے بجائے شکیل بن حنیف کے ہاتھ میں ہے۔ پہلے سے جو صورت حال بیان کی گئی ہے اس کے بارے میں قطعی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے قطعی فیصلہ کہا جاسکتا ہے۔چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے:

> ’’پیشین گوئیاں غیب کا علم ہے اس لیے وقت سے پہلے کوئی بھی اس کے بارے میں قطعی فیصلہ نہیں کرسکتا صرف اپنا گمان ہی ظاہر کرسکتا ہے۔پس جس وقت کوئی پیشین گوئی صادر ہورہی ہو اس وقت کے تمام حالات ضروری نہیں ہے کہ پہلے سے کیے گئے تمام گمانات کے موافق ہی ہوں‘‘ (علمی محاسبہ ص۴۲)

جواب (۱)

خدائے عالم الغیب سے علم پا کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی دوبارہ آمد سے متعلق جو یقینی اور قطعی خبر دی ہے جھوٹی دعویٰ مہدویت ومسیحیت کا ہر کھلاڑی اس خبر کو ’’پیشین گوئی‘‘ بتاتا ہے تاکہ اس تعبیر کے پس پردہ اُسے اپنے منشاء و

مفاد کے مطابق روایات و احادیث میں کچھ کہنے کا راستہ کھل جائے ۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے جب مسیحیت کے دعویٰ کی بنیاد رکھی تو اس نے سب سے پہلے براہین احمدیہ نامی کتاب کے حصہ چہارم میں یہی باور کرایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے آسمان سے اترنے اور دوبارہ آنے کا مسئلہ ایک ''پیشین گوئی'' ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی آمد سے متعلق روایات صحیحہ، احادیث مبارکہ کو ''پیشین گوئی'' سے تعبیر کرنا صحیح نہیں، مدعیان مہدویت و مسیحیت اسی طرح کی تعبیر محض جہالت اور لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے اپناتے ہیں ۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع سے اپنی جانب سے نہ کچھ کہہ کے اپنے اکابر کے ارشادات و فرمودات میں سے ایک اقتباس نقل کر دیا جائے حضرت مولانا مفتی محمد عبد الغنی شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

''اول تو یہی بات غلط ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق پیش گوئی کی ہے کیونکہ پیشین گوئی اسکو کہتے ہیں جو کسی وجود کی ظہور سے پہلے خبر دی جائے بلکہ چونکہ یہود اور نصاریٰ کا باہمی اختلاف تھا عیسائی کہتے تھے کہ مسیح اب آسمان پر زندہ موجود ہیں دوبارہ اخیر زمانہ میں نزول فرمائیں گے اور یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ وما قتلوہ وما صلبوہ. بل رّفعه الله اليه. ما من اهل الكتٰب الاّ ليؤمننّ به قبل موته ۔ اور ایسا ہی احادیث میں بکثرت موجود ہے۔

یہ بالکل غلط ہے کہ حیات و نزول مسیح کا مسئلہ پیشین گوئی ہے اور پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے حیات و نزول مسیح کا فیصلہ فرمایا ہے نہ کہ پیشین گوئی کی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور سرور عالم ﷺ سے چھ سو برس پہلے دنیا میں آکر آسمان پر جا چکے تھے اور یہود اسکے منکر تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے ان کو قتل کر ڈالا ہے یہود اور نصاریٰ میں یہی جھگڑا تھا اسلئے حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ فیصلہ دیا کہ بیشک عیسیٰ مرے نہیں وہ اخیر زمانہ

میں دوبارہ آئیں گے پس اس فیصلہ نبویؐ کے سامنے تمام امت کا سرخم چلا آیا ہے اور تیرہ سو برس سے اس پر اجماع امت ہے۔ اگر نصاریٰ کا عقیدہ اصالتاً نزول عیسیٰ کا شرک تھا یا کم از کم غیر صحیح تھا تو قرآن شریف دوسرے عقائد ابن اللہ وغیرہ کی طرح اسکو بھی خوب صراحتاً رد فرما دیتا اور حضور علیہ السلام کی احادیث میں اسکا رد بکثرت پایا جاتا نہ کہ برعکس قرآن شریف اور احادیث اس عقیدہ کے ہم نوا ہوں۔

اور یہ بھی خوب کہی کہ پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں تا کہ کوئی کاذب متنبّی بھی جھوٹا نہ ہو سکے جب چاہے جس پر چاہے گڑ بڑ کر کے مڑھ سکے دمشق سے مراد کادیان لے سکے حالانکہ خود حضور علیہ السلام نے بتاکید منع فرمایا ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہی عن الاغلوطات رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ص ۳۵) ہاں خوابوں کی تعبیر ہوا کرتی ہے نہ صریح وحی کی۔

دوسرا تعجب یہ ہے کہ مرزا صاحب شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتے محرف کتابوں سے اپنی تائید کرنا چاہتے ہیں کہ شاید کوئی اسی سے دھوکہ میں آجائے حالانکہ وہ خود اسکو رد بھی کر چکے ہیں۔''

(ھدایۃ الممتری عن غوایۃ المفتری ،احتساب قادیانیت جلد ۷ صفحہ ۳۳۹)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد بن عبداللہ المہدی کی یقینی آمد کو پیشین گوئی یا استعارہ سے تعبیر کرنا یا گنجلک اور گمان بتانا یہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔ دور حاضر کا فریبی شکیل بن حنیف بھی نزول عیسیٰ ابن مریم وظہور مہدی سے متعلق یقینی اور قطعی علامات کو پیشین گوئی بتا کر یہ تأثر دینا چاہتا ہے کہ پہلے سے جو صورت حال بیان کی گئی ہے اس کو قطعی فیصلہ نہ کہا جا سکے بلکہ ان علامات کے مصداق کی تعیین وتشریح کا موقع اس کے ہاتھ لگ جائے۔ اسی لیے کبھی پیشین گوئیوں کو ''غیب کا علم'' اور کبھی ''پوشیدہ راز'' کہہ کر ایک ایسی پہیلی باور کراتا ہے کہ اس کی تعبیر وتشریح کا پورا اختیار خدائی علم سے بس اسی کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

چنانچہ دیکھا یہ جارہا ہے کہ اپنے مکروفریب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے احادیث کے مفرد الفاظ اور بے جوڑ جملوں کے سہارے جدید سائنس سے جوڑ لگا کر من مانی مصداق بناتا پھرتا ہے۔گویا مرزا قادیانی سے جو کمی کسر رہ گئی تھی اسکو پورا کرنے میں زمین وآسمان کے قلابے ملاتا پھر رہا ہے۔

(۲)......لفظ ''پیشین گوئی'' کے سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہ پیش گی خبر کے معنیٰ میں ہے یعنی ایسی بات جس کی خبر وقوع سے پہلے ہی دی گئی ہو۔اگر یہ رسول اور نبی کی جانب سے ہوتو اس میں قطعیت اور یقین کا پہلو ہوتا ہے اس لیے کہ نبی ہر بات خدا سے علم پا کر کہتا ہے اور اگر غیر نبی کی جانب سے ہوتو اس میں یقین نہیں ہوتا کیونکہ کبھی صحیح نکلے گی اور کبھی غلط بھی ہو جائے گی۔

حضرت محمد بن عبداللہ کے بارے میں پیشگی جن علامات کا ذکر کیا گیا ہے وہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں اسی لیے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صحیح احادیث میں وارد علامات اور نشانیوں میں نہ کسی شک وشبہہ کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی تاویل وتشریح جدید کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی کو اپنی جانب سے کسی طرح کا ظن یا گمان قائم کرنے کی حاجت ہے۔ایسا نہیں جیسا کہ نجومیوں اور رمّالوں کی جانب سے جس انداز کی پیش گوئیاں ہوا کرتی ہیں اس طرح کی یہ پیش گوئی کی گئی ہو کہ جس میں تعبیر وتشریح کی ضرورت ہو اور جو چاہے موم کی طرح اسکا ناک نقشہ خود طے کرتا پھرے جیسا کہ شکیل جیسے فریبی لوگ اِن قطعی خبروں کو نجومیوں جیسی پیشین گوئی یا غیب اور راز کی پوشیدہ بات باور کرا کے مغالطہ دیتے پھرتے ہیں۔صحیح روایات واحادیث کو غیب کا ایسا علم بتانا کہ لوگ اس کے بارے میں اپنا گمان ظاہر کرتے پھریں گے یا غیر نبی پر اس کا قطعی فیصلہ موقوف کرنا، ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی بات ہے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جس علامت کی وضاحت اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کردی اس کے صادر ہونے سے پہلے اس سے متعلق کسی شخص کو اپنا گمان ظاہر کرنے کی یا صادر ہونے کے وقت کسی کو اس کا معنیٰ ومطلب ازخود طے کرنے کی اسلام میں گنجائش ہی کہاں رہ گئی؟ اور اگر جدید تشریح یا گمان قائم کرنے کی گنجائش ہو تو پھر نبی اور غیر نبی یعنی سچے اور جھوٹے کی خبر اور پیشین گوئی میں فرق ہی کیا رہ جائے گا؟ نبی کی پیشین گوئی جس طرح یقینی ہوتی ہے اسی طرح کا اس کا وقوع بھی یقینی ہوتا ہے اور اس کا وقوع اسی طرح ہوتا ہے جس طرح نبی نے پیشین گوئی کی ہے اس لیے کہ وہ رمّالوں اور نجومیوں جیسی محض پیش گوئی نہیں بلکہ قطعی اور خدا کی جانب سے خبر ہوتی ہے۔ جبکہ غیر نبی کی پیشین گوئی کبھی سچی نکلے گی تو کبھی اس کے خلاف بھی ہوگا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ خدا کی جانب سے دی گئی خبر نہیں ہے بلکہ محض قیاس وغیرہ لگا کر کی گئی پیش گوئی ہے جس کا تعلق قطعیت سے نہیں۔

اسی طرح یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کی دوبارہ تشریف آوری کا مسئلہ قطعی اور یقینی خبر کے قبیل سے ہے۔ بن باپ مریم بتول کے بطن سے پیدا شدہ حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد دوبارہ انہی کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے پھر بھی اس میں بیجا تاویلات کرنا صرف اور صرف ناواقف مسلمانوں کو مغالطہ دینے والی بات ہے۔

(۳)......جن کے پاس ذرا بھی سوجھ بوجھ ہے وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس طرح آئندہ آنے والا ہر شخص نئے نئے معنیٰ پیدا کر کے احادیث سے منطبق کر کے اپنی بات منواتا پھرے گا جیسا کہ اس سے پہلے بھی بہاء اللہ ایرانی، مرزا قادیانی جیسے لوگ کر چکے ہیں۔ مثلاً شکیل کے ماننے والے ہی بتائیں کہ اگر شکیل کے مکمل دلائل کو لے کر

صرف شکیل کا نام حذف کر کے کوئی دوسرا نام اس کی جگہ رکھ دیا جائے تو کیا اُن دلائل کو شکیل کے ماننے والے تسلیم کریں گے؟ ۔شکیل نے مدینہ سے مراد دہلی شہر لیا ہے اگر کوئی دہلی کی جگہ پٹنہ منوائے اور شکیل کی جگہ وکیل بن حنیف یا محمد حنیف پنجابی کو مہدی منوائے تو نہ ماننے کی کیا وجہ رہ جاتی ہے؟؟ ۔دراصل بات یہ ہے کہ یہ فریب خوردہ لوگ اسی قسم کی شگوفہ بازیوں کے ذریعہ دین سے ناواقف لوگوں کا شکار کرتے پھرتے ہیں۔

(۴)...... ہر مسلمان کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ احادیث میں دی گئی خبروں کے صادر ہونے کے وقت جو حالات احادیث مبارکہ میں بتائے گئے ہیں بالکل اسی کے مطابق حالات پیدا ہونگے اور ہر خبر اپنے وقت پر انشاء اللہ پوری ہوگی۔ مثلاً آسمانی صحیفے توریت اور زبور اور انجیل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر درج ہے جس کو بعض لوگ پیشین گوئی سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے ایک لمبی مدت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی ۔ احادیث و سیرت کی کتابوں میں آپ کو بہت سے ایسے واقعات ملیں گے کہ اُن خبروں کے مطابق نصاریٰ اور یہود کے علماء نے بچپن کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپؐ ہی نبی آخر الزماں ہیں۔ چنانچہ شام کے سفر میں نصرانی راہب ''بُحیرا'' نے آپؐ میں نبوت کی علامتیں پا کر آپ کے چچا ابوطالب کو مشورہ دیا کہ وہ آپؐ کو لے کر واپس لوٹ جائیں کیوں کہ اسے اندیشہ تھا کہ یہودی آپ کو پہچاننے کے بعد قتل نہ کر دیں جبکہ آپؐ کی عمر مبارک ابھی کل ۱۳ سال کی تھی ۔اسی طرح شام کے دوسرے سفر تجارت میں جبکہ آپؐ کی عمر ۲۵ سال کی ہو چکی تھی نسطورا نامی راہب نے بھی آپؐ میں نبوت کی تمام علامتیں پا کر آپؐ کو پہچان لیا تھا۔

اس قسم کے بیشمار واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو خبریں پہلے دی گئی ہیں وہ لفظ

بلفظ اپنے حقیقی معنی کے مطابق ہی واقع ہوں گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو ستر سال بعد بھی اُن لوگوں نے مجاز اور تاویل سے کام نہیں لیا بلکہ لفظ بہ لفظ پیشگی دی گئی خبر کا مصداق جب پایا تو بعض اہل کتاب نے ایمان قبول کیا اور حالات بالکل ویسے ہی بنے جیسا کہ پیشین گوئیوں میں درج تھے۔ اور صدور کے وقت ہر خبر ویسے ہی واقع ہوئی جیسا کہ بتایا گیا تھا۔ لہٰذا معمولی معمولی واقعات، حادثات اور جنگ و جدال کو دیکھ کر مسلمانوں کو حضرت محمد بن عبداللہ المہدی اور حضرت عیسیٰ کی تلاش و جستجو میں بیقرار مجنوں نہیں ہونا چاہیے۔ ہمہ وقت ظہور مہدی کا خواب دیکھنا اور اس کے لیے عوام کو بھڑکانا مہدی کے ظاہر ہونے کے لیے راستے ہموار کرنے کی باتیں کر کے سیاسی مفاد حاصل کرنا شیعوں کا طرز عمل ہے اور در پردہ اُن کے پیچھے یہ کھیل یہود کھیلتے ہیں۔ راسخ العقیدہ مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ وہ اطمینان رکھے اور اس بات کا سو فیصد یقین رکھے کہ ان شاء اللہ پیشگی دی گئی ہر خبر حرف بہ حرف اپنے وقت پر صادر ہوگی اور جو علامات و قرائن بتائے گئے ہیں انہی کے مطابق حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کا ظہور ہوگا اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔

مغالطہ نمبر ۲

پہلے سے دی گئی تمام خبروں کے جاننے اور پرکھنے کا شکیل کے نزدیک صرف ایک ہی معیار ہے کہ اس کا ذکر صحاح ستہ میں ہو اگر صحاح ستہ کے علاوہ کسی حدیث کی کتاب سے روایت لی جائے تو شکیل اس کو مسترد کر دیتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ لکھتا ہے:

> ''حاصل کلام یہ ہے کہ پیشین گوئیاں غیب کا علم ہے اگر کسی کو پیشین گوئیاں جاننا ہے تو حضورؐ کے الفاظ سے جاننا ہوگا نہ کہ دوسروں کی باتوں سے اور حضورؐ کے الفاظ معلوم کرنے کو صحاح ستہ میں درج حضورؐ کے الفاظ سے بہتر کوئی نہیں۔ (ص ۱۹)

جواب (۱)

پیشین گوئیوں کو غیب کا علم قرار دے کر اس کا غلط مفہوم و معنی بیان کرنا یعنی اسے پوشیدہ راز بتانا بہت بڑی جہالت کی بات ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ پیشین گوئیاں غیب کا علم تو ہیں لیکن غیب کے اُن علوم میں سے ہیں جن کا انکشاف اللہ تعالیٰ نے پیشگی کر دیا ہے اب وہ پوشیدہ راز نہیں رہ گئیں کہ جو کوئی مکار چاہے ان کو تختۂ مشق بنا تا پھرے یہ صرف احمقانہ مغالطہ ہے اس سے زیادہ اسکی کوئی حقیقت نہیں۔

(۲)...... اور اس سے بھی بڑی جہالت کی بات یہ ہے کہ پیشین گوئیوں کو غیب کا علم بتا کر اس کے جاننے کے لیے صرف صحاح ستہ کی شرط ٹھہرائی جائے۔ کیوں کہ محمد بن عبداللہ المھدی سے متعلق بہت سی روایتیں صحاح ستہ کے علاوہ کتابوں میں بھی درج ہیں اور حدیث شریف کی وہ کتابیں بھی معتبر ہیں اُن میں درج احادیث مبارکہ صحیح احادیث ہیں۔ صحیح سند سے کوئی حدیث کہیں بھی درج ہو وہ مانی جائے گی خواہ وہ کتاب پہلے تصنیف پائی ہو یا بعد میں۔ زمانے کا فرق نکال کر کسی صحیح حدیث کو مسترد کرنا ہی ''ماورائی طاقتوں کا شکار ہونا'' کہلاتا ہے۔ شکیل نے پیشین گوئیوں کو جاننے کے لیے اور ان کے معانی کو متعین کرنے کے لیے صحاح ستہ کی شرط اس لیے لگائی ہے تا کہ لوگوں کو مغالط دینے کے لیے اسے کچھ موقع ہاتھ آسکے۔ اس موقع سے کوئی اس سے پوچھے کہ یہ شرط تم نے صحاح ستہ کے کس حدیث شریف کے مطابق لگائی ہے؟ جب تم اپنی من گھڑت شرط، صحاح ستہ کے الفاظ سے نہیں ثابت کر سکتے تو پھر دوسروں پر یہ شرط کیوں تھوپتے ہو۔

(۳)...... حیرت کی بات یہ ہے کہ شکیل نے جب اپنی کتاب ''مہدی علیہ السلام کی آمد کی پیشین گوئیاں'' تصنیف کی تو اس میں بے شمار روایتیں اُن کتابوں کے حوالے

سے درج کی ہیں جو صحاح ستہ میں شامل نہیں ہیں بلکہ بعض ایسی کتابوں سے بھی روایتیں درج کردی ہیں جو بہت بعد میں تصنیف کی گئی ہیں۔مثلاً حاوی، علامہ جلال الدین سیوطی کی اور مجمع الزوائد وغیرہ۔اسی طرح جگہ جگہ مستدرک حاکم سے احادیث کو لیا ہے اوران کی من مانی تشریح بلکہ ان کے معانی میں تحریف بھی کی ہے۔اسی طرح بعض ایسی روایتیں درج کی ہیں جن کا کوئی حوالہ ہی نہیں لیکن جب اس کو اپنے مقصد براری کی بات آئی تو دوسروں کے لیے شرط ٹھہراتا ہے کہ ''حضورؐ کے الفاظ معلوم کرنے کو صحاح ستہ میں درج حضورؐ کے الفاظ سے بہتر کوئی نہیں'' اس طرح کی ناانصافی کی بات کرنے والے مہدی تو کجا معاشرے میں ایک شریف انسان کہلانے کے بھی حق دار نہیں ہوتے۔

مغالطہ نمبر۳

ابن ماجہ میں ہے **لا مھدی الا عیسیٰ** ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی اور عیسیٰ دونوں ایک ہی شخصیت کا نام ہے۔

(خلاصہ متفرق تحریرات شکیل بن حنیف)

جواب(۱)

ناظرین کے علم میں یہ بات رہنی چاہیے کہ مرزا قادیانی نے اپنے دعویٔ مہدویت پر اسی ملحدانہ دلیل سے استدلال کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شکیل بن حنیف نے مرزا قادیانی سے سرقہ کیا ہے۔اگر اس دلیل سے شکیل بن حنیف مہدی بنتا ہے تو اس کے پیروکار پہلے مرزائی کہلائیں گے اسکے بعد شکیل کے پیروکار رہوں گے اور اگر اس دلیل سے مرزا قادیانی مہدی و مسیح نہیں بن سکتا تو سوال یہ ہے کہ پھر شکیل کیسے مہدی بن جائے گا۔اب دیکھنا ہے کہ شکیل کے ماننے والے کدھر جاتے اور کیا جواب دیتے ہیں؟

(۲)......صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے اس سے عقیدہ کے باب میں استدلال ہی درست نہیں۔ عقیدہ کے مسائل میں قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر مان ہی لیا جائے کہ اس حدیث کا ثبوت ہے تو اس کا ایسا معنی مطلب مراد لیا جائے گا جو دیگر صحیح احادیث کے خلاف نہ ہو بلکہ دونوں میں تطبیق ہو جائے۔ اس لیے کہ تمام صحیح احادیث میں حضرت عیسیٰؑ اور محمد بن عبداللہ المہدی دونوں کو الگ الگ دو شخصیت قرار دیا گیا ہے دونوں کے الگ الگ کارنامے بتائے گئے ہیں دونوں کے ظہور و نزول کا مقام الگ الگ بتایا گیا ہے، دونوں کا حلیہ اور نام و نسب الگ الگ بتایا گیا ہے اور ان تمام امور پر اجماع امت بھی ہے۔ اور اجماع امت کے خلاف کوئی بھی عقیدہ رکھنا کفر ہے۔ لہٰذا ابن ماجہ کی روایت کا مطلب یہ ہوگا کہ اُس وقت حضرت عیسیٰ سے بڑا کوئی اور ہدایت یافتہ نہیں ہوگا۔ یعنی لغوی معنی کے اعتبار سے مہدی بمعنی ہدایت یافتہ لیا جائے گا۔ ''مہدی'' کسی شخصیت کا نام نہیں بلکہ یہ صفت کا صیغہ ہے اور عیسیٰ ابن مریم صفت نہیں بلکہ نام ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لیے صفت مہدویت ثابت کی جارہی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم اور محمد بن عبداللہ المہدی کا ایک شخص ہونا بتایا جارہا ہے۔

چنانچہ چھٹی صدی ہجری اور چودہویں صدی عیسوی کے مشہور امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابوکر حنبلی دمشقی معروف بہ ابن قیم جوزیّہ رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۶۹۱ وفات ۷۵۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء ۱۳۵۰ء) نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''المنار المنیف فی الصحیح و الضعیف'' میں ابن ماجہ کے حوالہ سے ''لا مھدی الاّ عیسیٰ'' والی روایت پر اٹھنے والے شبہ کا نہایت بسط و تفصیل سے تحقیقی جواب دیا ہے۔ اس سلسلہ کی تمام روایات کو سامنے رکھ کر بطور خلاصہ انھوں نے لکھا ہے:

”قد اختلف الناس فى المهدى على أربعة أقوال.

أحدها : أنه المسيح ابن مريم، وهو المهدىُّ على حقيقة. واحتج أصحاب هذا بحديث محمد بن خالد الجَندى المتقدم، وقد بيّنّا حاله، وأنه لا يصح، ولو صح لم يكن فيه حجة، لأن عيسىٰ أعظمَ مهدىّ بين يدى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين الساعة.

وقد دلّت السُنّة الصحيحةُ عن النبى صلى الله عليه وسلم على نزولهِ على المنارة البيضاءِ شَرقِى دمشْق، وحكمهِ بكتاب الله، ......

فيصح أن يُقال : لا مهدىَّ فى الحقيقة سواه وان كان غيرُه مهدياً، كما يقال: لا علمَ الا مانفع، ولا مال الا ما وقع وجهَ صاحبِه. وكما يصح أن يقال: انما المهدىُّ عيسىٰ ابن مريم، يعنى المهدى الكامل المعصوم. ......

القول الثانى: أنه المهدى الذى وَلى من بنى العباس، وقد انتهى زمانه. واحتجّ أصحابُ هٰذا القول بما رواه أحمد فى مسنده: ...... اذا رأيتُم الرّاياتِ السُّود قد أقبلتْ مِن خُراسان فائتُمُوها ولو حَبواً على الثلج، فانَّ فيها خليفةَ الله المهدِىّ. ......هذا والذى قبله لو صحّ: لم يكن فيه دليلٌ على أنّ المَهْدى الّذى تولّى من بنى عباس هو المهدىُ الّذى يخرجُ فى آخر الزّمان، بل هو مَهْدِىٌّ من جملة المهْدِيين. عمرُ بنُ عبدِالعزيز كانَ مهدياً، بل هو أولى باسم المهدى منه. وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى. وقد ذهب الامام احمد فى احدى الروايتين عنه. وغيره إلى أنّ عمر بن عبدالعزيز منهم. ولاريب أنّه كان راشداً مهدياً، ولكن ليس بالمهدى الذى يخرج فى آخر الزمان.......

القول الثالث: أنه رجل من أهل بيت النبى صلى الله عليه وسلم، من وَلَدِ الْحسن بنْ عَلِى، يَخْرُج فى آخر الزمان، وقد امتلأت الأرض جوراً وظُلْماً، فيملأها قِسْطاً وعدلاً، وأكثر الاحاديث على هٰذا تدُلّ. ......

وأما الرّافِضةُ الامامية: فَلَهُم قولٌ رابع: وهُو أنّ المهدى هو محمد بن الحسن العسكرى المُنتظَر. ...... وهُم تنتظرُونه كلّ يوم! يقفون الخيل على باب السِرْدَاب، ويَصِيْحُون بهٖ أنْ يَخرُجَ إليهم: أخرُج يا مَولانا، أخْرُجْ يا مَولانا. ثم يرْجعون بالخيبة والحرمان.

(المنار المنيف، خلاصہ ص ۱٤٤ تا ۱٥۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: مہدی کے بارے میں لوگوں کے چار مختلف اقوال ہیں۔

ان میں سے پہلا قول یہ ہے کہ مسیح ابن مریم وہی حقیقت میں مہدی ہیں۔ اس گروپ کے لوگوں کی دلیل محمد بن خالد جندی والی روایت ہے جو ماقبل میں گذر چکی (یعنی لا مھدی الا عیسیٰ والی روایت جس کو ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے) اور تحقیقی طور پر ہم نے اس کا حال بیان کردیا کہ وہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اور اگر صحیح مان ہی لی جائے تو اس میں (مذکورہ جماعت کیلئے) کوئی دلیل نہیں ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کے مابین سب سے بڑے مہدی یعنی ہدایت یافتہ ہیں اس بات میں کسی کو شک نہیں۔ علاوہ ازیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی صحیح احادیث، واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ دمشق کے شرقی منارۃ البیضاء پر نازل ہوں گے اور ان کے فیصلے کتاب اللہ کے مطابق ہوں گے۔ الخ اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حقیقت میں ان کے سوا کوئی مہدی نہیں اگرچہ ان کے علاوہ بھی کوئی مہدی ہوگا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ کہا جائے کہ حقیقت میں علم وہی جو نفع بخش ہو اور کہا جائے کہ مال تو صرف وہی ہے جو صاحب مال کے کام آئے، اسی طرح یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ مہدی تو صرف عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں اور اس سے مراد لیا جائے کامل اور معصوم ہدایت یافتہ۔

اور اس سلسلہ میں دوسری جماعت کا یہ قول ہے کہ مہدی تو وہ ہیں جن کو عباسی خلافت کے دور میں حکومت ملی تھی اور ان کا زمانہ گذر گیا۔ ان لوگوں کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے ''مسند'' میں درج کیا ہے۔ کہ جب تم کالے جھنڈوں کو خراسان کی طرف آتا دیکھوتو تم ان کے پاس آؤ اگر چہ برف پر گھسٹ کر تم کو چلنا پڑے، کیوں کہ اس میں اللہ کے خلیفہ حضرت مہدی ہونگے۔ یہ روایت اور اس سے پہلے کی روایتیں (جو بخوف طوالت یہاں درج نہیں کی گئی ہیں) اگر صحیح مان لی جائیں تو ان میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ کہ جو بنو عباس میں سے خلیفہ ہوئے ہیں وہ وہی مہدی ہیں جن کو آخری زمانے میں آنا ہے۔ بلکہ صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ بھی من جملہ دیگر بہت سے مہدی کے ایک مہدی ہیں۔ مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک مہدی تھے۔ بلکہ وہ مہدی کہے جانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری سنت اور اُن خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو جو میرے بعد ہدایت یافتہ ہوں گے۔ ان دونوں روایتوں میں سے ایک کو امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اختیار کیا ہے۔ جبکہ ان کے علاوہ محدثین، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے مہدی ہونے کے قائل ہیں۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ خلیفۂ راشد مہدی تھے لیکن وہ مہدی نہیں تھے جو آخری زمانہ یعنی قرب قیامت میں آئیں گے۔

اور تیسرا قول یہ ہے کہ مہدی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور حسن بن علی رضی اللہ عنہم کی اولاد سے ہوں گے جو آخری زمانے میں ہوں گے۔ جب پوری زمین ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی تو وہ اس کو انصاف اور عدل سے بھر دیں گے۔ اور زیادہ تر احادیث اسی تیسری بات پر دلالت کرتی ہیں۔

اور چوتھا قول امامیہ روافض کا ہے کہ مہدی محمد ابن حسن عسکری المنتظر ہیں۔۔۔۔۔۔اور روافض ہر دن ان کا انتظار کرتے ہیں اور سرداب (سِرداب سامِرّاء ایک جگہ کا نام ہے) کے دروازے پر گھوڑے پر سوار ہو کر کھڑے رہتے اور چیخ چیخ کر پکارتے ہیں

(اُخرج یا مولانا، اُخرج یا مولانا) کہ نکلوائے ہمارے آقاء، نکلوائے ہمارے آقا، پھر خائب وخاسر ہوکر واپس لوٹ جاتے ہیں۔''

واضح رہے کہ ہر قول کے بعد علامہ ابن قیم جوزی نے متعدد روایتیں درج کی ہیں ان تمام روایات کو طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کیا گیا بلکہ صرف چاروں جماعتوں کے اقوال اوران کے نتائج کو ذکر کیا گیا ہے۔ بلا شبہ امام موصوف نے جو خلاصہ درج کیا ہے اس سے پوری تاریخ پر روشنی پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ دور حاضر کے جھوٹے مدعیان مہدویت ومسیحیت نے ابن ماجہ کی آدھی ادھوری روایت کو لے کر جو گمراہی وبدعقیدگی پھیلانی چاہی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ بہت پہلے سے یہ شوشہ اور وسوسہ پیدا کیا جاتا رہا ہے لیکن الحمدللہ علماء نے اسی وقت نہایت شافی وکافی جواب دے کر گمراہی کے ہر دروازے کو بند کر دیا اور شاہراہ ہدایت کو واضح کر دیا ہے۔ اب جو لوگ مرزا قادیانی یا شکیل بن حنیف کے بہکاوے میں آتے ہیں اور ان کی شگوفہ بازیوں سے متأثر ہوتے ہیں تو وہ اپنی جہالت وناواقفیت کی وجہ سے ہوتے ہیں انھیں چاہیئے کہ وہ اسلام کی پرانی تاریخ سے واقفیت حاصل کریں، اس سے انشاء اللہ ان کا ذہن خود بخود صاف ہو جائے گا اور یہ بات واضح ہو جائے گی کہ دور حاضر کے مدعیان مہدویت کے ہاتھوں میں سوائے مکر وفریب کے کچھ بھی نہیں۔

(۳)......ابن ماجہ کی جس روایت کا معنی ومطلب بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہ طویل روایت کا ایک جزو ہے، آپ پوری روایت ملاحظہ کریں اور پھر فیصلہ کریں کہ جو غلط مطلب بیان کیا جاتا ہے کیا اس کی کہیں سے کہیں تک گنجائش نکلتی ہے؟:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ولا یزدادُ الأمرُ الّا شدةً، ولا الدُنْیا الّا اِدباراً، ولَا النّاسُ الّا شُحّاً، وَلَا تقومُ السَّاعةُ اِلّا علی شِرارِ النّاسِ، وَلَاالمَھْدِیُّ اِلّا عیسیٰ ابنُ مریمَ (ابن ماجه کتاب الفتن)

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بڑھے گا معاملہ مگر سختی کے اعتبار سے اور نہیں بڑھے گی دنیا مگر پستی کے اعتبار سے اور نہیں بڑھیں گے لوگ مگر بخل کے اعتبار سے اور نہیں قائم ہوگی قیامت مگر بدترین لوگوں پر اور نہیں ہوں گے (اُس وقت) مہدی مگر عیسیٰ ابن مریم۔

یہ روایت ابن ماجہ کے علاوہ حدیث شریف کی اور بھی متعدد کتابوں میں درج ہے اور سب نے اس کو علامات قیامت اور کتاب الفتن کے باب میں درج کیا ہے۔ یعنی قرب قیامت میں ہر کام میں شدت اور سختی بڑھتی چلی جائے گی اور دنیا اخلاقی اعتبار سے پستی کی طرف بڑھتی چلی جائے گی اور لوگوں میں بخل بڑھتا چلا جائے گا گویا یہ سب امور وہ ہیں جو علامات قیامت میں سے ہیں اور پھر کہا گیا ہے کہ قیامت جب قائم ہوگی تو اس وقت ہدایت یافتہ صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم ہوں گے ان کے انتقال کے بعد جب صرف بدترین لوگ رہ جائیں گے تو قیامت قائم ہوجائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز میں جو کامل واکمل ہے اس کی اہمیت اور خوبی کو منوایا جارہا ہے اور صرف اتنا ہی مقصود ہے نہ کہ اس کے ماسوا کی کلی نفی مقصود ہے۔ یعنی قیامت کی علامات کبریٰ کے ظہور کے وقت امن وسکون، اخلاقیات اور سخاوت میں ایسی کمی واقع ہوجائے گی کہ گویا نہ ہونے کے برابر ہوجائے گی اسی طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم سے پہلے مہدی کا ظہور ہوگا لیکن ان کے انتقال کے بعد اب صرف حضرت عیسیٰ ہی مہدی رہ جائیں گے اور ان کے بعد اگر کچھ لوگ راہ ہدایت پر ہوں گے تو بھی اس قدر قلیل ہوں گے کہ گویا نہ ہونے کے درجے میں ہوں گے۔ یعنی اس روایت میں مہدی اور عیسیٰ دونوں کی شخصیت ایک ہونے کو نہیں بتایا جارہا ہے جیسا کہ جھوٹے مدعیان مہدویت شگوفہ چھوڑتے ہیں۔

(۴)......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اُن دلائل سے ثابت ہے جن کو قطعی الثبوت کہا جاتا ہے اور جن آیات واحادیث سے یہ عقیدہ ثابت ہے اس میں

کسی اور معنی کا احتمال بھی نہیں ۔ پھر مسائل غیر متعارضہ میں سے ہے یعنی ان آیات و احادیث کا کسی دوسری آیت یا روایت سے تعارض بھی نہیں ہے ۔ پھر یہ کہ اس میں اہل اسلام میں سے کسی کو اختلاف بھی نہیں ہے یعنی امت کے اجماعی مسائل میں سے ہے ۔ اگر کسی کو اختلاف ہے تو وہ فلاسفہ اور ملاحدہ ہیں جن کے اختلاف کی مسلمانوں کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ۔ فتح البیان فی مقاصد القرآن (صدیق ابن حسن قنوجی) میں ہے:

و قدْ توا ترَت الاحادیثُ بنزُولِ عِیْسیٰ حَسْبماأو ضَح ذالك الشو کانیُ فِی مُؤلف مستقل (فتح البیان، ۳۷۷ج ۲ مطبوعہ ۱۳۰۱ھ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی احادیث متواتر ہیں جیسا کہ امام شوکانی نے اپنے ایک مستقل رسالہ میں اس کی وضاحت کی ہے ۔

ظہور مہدی کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں وہ متواتر ہیں چنانچہ علامہ شوکانی نے کتاب الاذاعۃ صفحہ ۷۷ پر تحریر فرمایا ہے :۔

” فتقرر أنّ الاحادیث الواردةَ فی المَھْدی المُنْتظَرمتواترةٌ والاحادیث الواردة فی نزولِ عیسی ابن مریم متواترةٌ .

ثابت ہو چکا ہے کہ وہ احادیث جو ”مہدی المنتظر“ کے بارے میں وارد ہیں متواتر ہیں اور عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے سلسلے میں جو احادیث وارد ہیں وہ متواتر ہیں ۔

البحر المحیط (ج:۲ص:۴۷۳ ابوحیان شافعی متوفی ۱۳۴۶ء) میں ہے:

و أجمَعتِ الامةُ علی أنَّ عیسیٰ حیٌ فی السَّماءِ و سینْزِلُ اِلی الارْض .

پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور زمین پر نازل ہوں گے یعنی اتریں گے ۔

اور علامہ سفارینی شرح عقیدہ سفارینی جلد۲ص:۹۰ پر لکھتے ہیں:

اما الاجماع فقد اجمَعَت الامةُ علی نُزولهٖ و لم یخالفْ فیه احدٌ من أهل الشریعة و اِنّما انکر ذالك الفلاسفةُ والملاحدةُ مِمّا لا یُعتدُّ بِخلافهٖ “.

عیسیٰ ابن مریم کے نزول پر امت کا اجماع ہے اہل شریعت میں سے کسی نے اس میں

اختلاف نہیں کیا۔صرف فلاسفہ اور ملحدین نے انکار کیا ہے جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

اس طرح کے اجماعی عقائد و مسائل کے بارے میں علماء متکلمین کا فیصلہ ہے کہ اجماع امت کا منکر کافر ہے۔علامہ ابن حزم کتاب ''الملل والنحل'' میں لکھتے ہیں:

'' صَحَّ الاجمَاعُ عَلی أنّ کلَّ مَن جَحدَ شیئاً صَحَّ عندَنا بالاجْماعِ أنّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أتیٰ بہ فقد کفرَ (الملل ج ٤ ص ٢٥٥)

اس سے معلوم ہوا کہ شکیل بن حنیف کا حضرت عیسیٰ اور محمد بن عبد اللہ المہدی دونوں کو ایک ہی شخصیت قرار دینا اجماع امت کا انکار ہوگا جو کفر و زندقہ میں سے ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ سے متعلق احادیث میں وارد الفاظ ''نزول الی الارض '' کے مشہور و اجماعی معنی و مطلب میں تاویل و تحریف بھی نا قابل قبول ہوگی۔ چنانچہ اسی بنیاد پر مرزا قادیانی کو بھی کافر و زندیق کہا گیا ہے اس لیے کہ اس نے ایسے مسئلے کو مختلف فیہ بنانے کی کوشش کی جس میں اختلاف کی گنجائش ہی نہیں ہے۔اس موقع سے شکیل کے ماننے والوں کو غور کرنا چاہئے کہ یہ استدلال شکیل کی احادیث پر گہری نظر کی دلیل ہے یا اسکے کفر زندقہ کا واضح ثبوت ہے۔اگر اس طرح اسلام کے قطعی مسائل میں اختلاف کی گنجائش نکالی جائے گی تو نعوذ باللہ مذہب اسلام ہر فریب کار کا کھلونا بن کر رہ جائے گا۔

مغالطہ نمبر ۴

شکیل کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام اس کو سونپا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ کام اسے عطا کیا ہے جس کا گواہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے کام ہیں۔مثلاً ایک جگہ لکھتا ہے:

'' اللہ نے مجھے اس کام کی ذمہ داری کس طرح سونپی......میری سچائی کا گواہ تو خود میرا اللہ ہی ہے جس نے یہ کام مجھے عطا کیا ہے۔اور میرے کام اور میری باتیں اور

میری زندگی کے حالات ہی میرے گواہ ہیں۔ نیز حضور ﷺ نے جو پیشنگوئیاں اس کام کے تعلق سے کر رکھا ہے وہ میرے گواہ ہیں“

(سنبھلی کے عقل کا علمی محاسبہ ص ۳۹)

جواب (۱)

خدا کی جانب سے ذمہ داری سونپنے کا دعویٰ بہت بڑا دھوکہ اور بہت بڑا فریب ہے۔ شیخ محی الدینؒ ابن عربی کے حوالے سے علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الیواقیت والجواہر میں لکھا ہے:

” مَن قَالَ أن الله تعالیٰ أمَرهٗ بِشیء فَلیس ذالِك بِصَحیح اِنّما ذٰلك تَلْبِیس لِانَّ الأمْر مِنْ قِسْم الکلامِ و صِفَتِه و ذٰلِك بابٌ مسدودٌ دُونَ النّاس ...... و اِن کانَ صادِقاً فِیما قالَ اِنّه سَمِعهٗ فَلیس ذالِك عنِ اللهِ وَ اِنّما هُو عنِ اِبْلِیس فظَنَّ أنَّهٗ عنِ الله لِاَنَّ اِبلیسَ قَدْ أعطاهُ الله تعالیٰ أنْ یُّصَوِّرَ عَرْشاً و کُرْسیاً و سَماءً و یُخاطِبُ النّاسَ مِنْهُ. کما مرَّ فی مَبحثِ خلْقِ الجِنّ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۸ مبحث ۳۵)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ کے باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فلاں کام کا حکم کیا ہے؛ یہ ہرگز صحیح نہیں یہ محض دھوکہ ہے اس لیے کہ اَمر (کسی کام کا حکم) کلام کی قسم اور اس کی صفت ہے اور لوگوں پر اس کا دروازہ بند ہو چکا ہے......اور اگر وہ اپنے قول میں سچا ہی ہے کہ اُس نے امر الٰہی کو سنا ہے تو یہ کلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہرگز نہیں بلکہ یقیناً ابلیس شیطان کی جانب سے ہے اُس نے ابلیسی امر کو اللہ تعالیٰ کا امر سمجھا ہے۔ کیوں کہ شیطان کو یہ قوت دی گئی ہے کہ وہ عرش و کرسی اور آسمان متخیل کراتا ہے اور پھر وہاں سے لوگوں سے بات چیت بھی کرتا ہے جیسا کہ مبحث خلق الجن میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

شیخ ابن عربی ایک موقع پر لکھتے ہیں:

فـاِنْ قالَ لَم یَجئنِی بِذالك ملكٌ واِنّما امرَنی اللہ تعالیٰ به من غیرِ واسـطۃٍ ۔ قُـلـنَـا لَه ھٰذا أعظمُ مِن الاوّل فانّك اِذَن اِدّعیتَ أنّ اللہ تعالیٰ کـلّـمَك کـمَـا کلّمَ مُوسیٰ علیه الصّلوٰۃ والسّلام و لا قائلَ بذالك لا مِن عُلماء النقلِ و لا مِن علماءِ الذّ وْق(الیو اقیت الجواھر ج ۲ ص ۳۸)

فتوحات کے باب ۳۱۰ میں یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس امر الٰہی فرشتہ نہیں لایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ امر کیا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ تو پہلے دعویٰ سے بھی بڑھ کر دعویٰ ہے۔ کیوں کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اس سے کلام کیا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ اور اس کا کوئی قائل نہیں، نہ علماء شرع میں سے نہ علماء ذوق یعنی صوفیا میں سے۔

یعنی اب کوئی شخص خدائی احکامات سونپے جانے کی بات کرے یا خدا کی جانب سے کوئی خدمت عطا کیے جانے کی بات کرے جیسا کہ شکیل بن حنیف کر رہا ہے تو گویا وہ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اور اگر فرشتہ کے بغیر براہ راست ہمکلامی کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ دعویٰ تو پہلے دعویٰ سے بھی بڑھ کر ہے اور اس کے جھوٹا اور مکار ہونے کی یہی بات کافی ہے۔ شیخ ابن عربی ؒ نے آگے اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ اگر یہ دروازہ کھلا ہوا ہوتا یعنی فرشتوں کے ذریعہ یا براہ راست خدا سے ہمکلامی کا سلسلہ جاری رہتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے بعد شریعت اسلامیہ کے ساتھ حکم نہ کرتے بلکہ اپنی شرع کے ساتھ حکم کرتے جو بذریعہ جبرئیل ان کی طرف وحی کی جاتی۔ اولیاء اللہ کو جو الہامات ہوتے ہیں اُن میں بھی امر ونہی (یعنی کسی بات کا حکم یا منع کیا جانا) نہیں ہوسکتا یہ ناممکن ہے کہ خدائی الہام لانے والا فرشتہ کسی ولی اللہ پر امر ونہی لے کر نازل ہو۔

(۲)......رہی شکیل کے پیروکاروں کی یہ بات کہ حضرت محمد بن عبداللہ المہدی جب آئیں گے تو آخران کو بھی تو یہ منصب سونپا جائے گا اور انھیں بھی بتایا جائے گا کہ تم مہدی ہو، اسی طرح شکیل بن حنیف نے یہ منصب سونپے جانے کی بات کہی تو کیا حرج ہے؟۔تو اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یہی وہ دھوکہ ہے جس سے شکیل بن حنیف خود بخود بھی گمراہ ہوا اور اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کرر ہا ہے۔اس لیے کہ اسلام میں مہدویت کوئی ایسا منصب اور کوئی ایسا عہدہ ہے ہی نہیں جو کسی کو سونپے یا عطا کیے جانے کی بات کی جائے۔حضرت محمد بن عبداللہ اپنی مقبول خدمات کی بنیاد پر جب عوام کے درمیان پہچانے جائیں گے یعنی ظاہر ہوں گے تو خدا کی جانب سے جیسے دیگر خدائی شخصیات کو منصب سونپا جاتا ہے اس طرح کوئی منصب سونپنے کی بات نہیں ہوگی بلکہ خدا کی جانب سے تقدیر الٰہی کے موافق وہ دور ضلالت میں ہدایت یافتہ شخص ہوں گے جن کے ساتھ خدائی تائیدات ہوں گی، وہ موفق بالخیر ہوں گے، اور لوگ ان کے خیر وفلاح کے کارناموں کو دیکھ کر ان کو ''مہدی'' یعنی ہدایت یافتہ ہونے کا لقب دیں گے ان کو اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ بھی نہیں ہوگا بلکہ لوگ خود بخود آکر اُن کے دست حق پرست پر بیعت ہوں گے۔لوگ ان کے کارناموں کی وجہ سے پہچانیں گے۔

شکیل کا یہی وہ دھوکہ ہے جس میں وہ خود بھی مبتلا ہے اور اپنے پیروکاروں کو بھی مبتلا کرتا ہے۔منصب سپرد کرنے،سونپنے اور عطا کیے جانے کی بات تو جب ہو جب کہ اسلام میں اس کا کوئی منصب پہلے سے موجود ہو؛ جب ایسا کوئی عقیدہ اسلام میں نہیں ہے تو اس طرح کا کام یا منصب عطا کیے جانے کی بات کرنا صریح مغالطہ وفریب ہے اور ایسی چیز پر خدا کو گواہ بنانا اور رسول کو گواہ بنانا بھی گمراہی اور فریب کا حصہ ہے۔کیا دنیا نہیں دیکھتی کہ اس سے پہلے ایران کے علی محمد باب شیرازی، بہاء اللہ ایرانی، ہندوستان

کے مرزا غلام احمد قادیانی اور سید محمد جونپوری، پاکستان کے ملا محمود اٹکی (اٹک پاکستان میں ایک جگہ ہے) وغیرہ اپنے اپنے جھوٹے دعاوی پر خدا اور رسول کو گواہ بنا کر دنیا سے ناکام ونامراد جاچکے ہیں۔

مغالطہ نمبر ۵

کیا حضرت عیسیٰ اس امت میں پیدا ہوں گے یا ان کی پیدائش پہلے ہوچکی ہے اب دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے آئیں گے؟ شکیل اس دور میں ان کے پیدا ہونے کی بات کرتا ہے۔ اور حدیث کے ایک لفظ ''منکم'' سے پیدائش پر استدلال کرتا ہے۔ نمونہ کے طور پر اس کا طرز استدلال ملاحظہ کیجئے، ایک موقع پر لکھتا ہے:

> پچھلے دنوں ہم نے اپنے عقائد کی وضاحت مسلم کی اس حدیث کی بنا پر کی تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں انصاف پسند امام اور عادل حاکم ہونگے۔ اسکے علاوہ بخاری اور مسلم کی وہ احادیث پیش کی تھی جن میں واضح الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کے اس امت میں پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے اور اس طرح اس امت میں آکر لوگوں کی امامت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ وہ احادیث اس طرح ہیں۔ **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم** (بخاری) تمھارا کیا حال ہوگا اس وقت جب مریم کا بیٹا ٹھہرے گا تم میں اور تم میں سے ہی پیدا ہوکر تمھارا امام ہوگا۔ **کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم فامکم منکم** (مسلم) تمھارا کیا حال ہوگا اس وقت جب مریم کا بیٹا ٹھہرے گا تم میں اور تم میں سے ہی پیدا ہوکر تمھاری امامت کرے گا۔ نیز ہم نے یہ وضاحت کردی تھی کہ قرآن کریم میں رسولوں اور نبیوں کے ذیل میں منکم کا لفظ آتا ہے جس کا مطلب ہی ہوتا ہے لوگوں کے بیچ پیدا ہوا شخص۔...... نیز ہم نے یہ بھی واضح کردیا تھا کہ جب کسی انسان کے لیے نازل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہیں پر آکر ٹھہرنا۔...... اس شخص کا

کسی سواری وغیرہ سے اچانک اترنا مگر کسی کو کسی مقام پر آ کر قیام کرنا ہوتا ہے تو نازل کا مطلب ٹھہرنا ہی ہوتا ہے۔

نوٹ: کسی صاحب کے جواب میں شکیل نے یہ تحریر لکھی ہے جو مطبوعہ نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی نام ہے۔ راقم سطور کو یہ تحریر دہلی میں اس کے پیروکاروں کے ذریعہ ملی ہے جو فل اسکیپ کے ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے اور کوئی صفحہ ایسا نہیں جس میں کسی کو گالی نہ دی گئی ہو۔ تف ہے ایسے مہدی پر اور اس کے ماننے والوں پر۔

اس بے نام و پتے والی تحریر سے ملتی جلتی ایک تحریر ایسی بھی ہے جس پر نام و پتہ درج ہے اس میں ایک جگہ لکھتا ہے:

''عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کئی پیشین گوئیاں صحاح ستہ کی الگ الگ کتابوں میں ہیں۔ بخاری اور مسلم میں تو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا صاف صاف ذکر ہے۔...... صحیح بات یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا صاف صاف ذکر کیا ہے اور آسمان سے آنے کا صحاح ستہ میں کوئی ذکر نہیں ہے ......اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ عیسیٰ اور مہدی ایک ہی شخصیت کے دو الگ الگ نام ہیں''

(فتوے کے بارے میں حضرت جی کے جوابات صفحہ ۱۶/۱۷)

گویا ان دونوں تحریروں سے یہ بات کھل گئی کہ شکیل کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں پیدا ہوں گے، اس دنیا میں آسمان سے نہیں آئیں گے۔

جواب (۱)

یہ وسوسہ کوئی نیا نہیں، شکیل بن حنیف سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی نے یہی وسوسہ پیدا کر کے مہدی و مسیح بننے کی انتھک کوشش کی اور ''ازالہ اوہام'' نامی اپنی کتاب میں حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول من السماء کا انکار کر کے خود کو اُن کا مثیل وہم نام بنانے پر بڑا زور لگایا، اس پر مضحکہ خیز عجیب سے عجیب نکتہ آفرینی بھی کی، لیکن دنیا دیکھ

رہی ہے کہ وہ مسیح ابن مریم تو کیا بنتا ذلیل وخوار ہوکر دنیا سے جا چکا ہے اور دنیا اس کے مسیح ضلالت ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔شکیل نے اسی مغالطے اور وسوسے کو نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے یعنی موت عیسیٰ کے بجائے عیسیٰ ابن مریم کی نئی اور تازہ پیدائش کا شگوفہ نکال کر نزول من السماء کا انکار کرنے اور خود کو مہدی اور مسیح بنانے کی کوشش کی ہے۔گویا دونوں میں فرق صرف اتنی سی بات میں ہے کہ مرزا قادیانی گمراہی کے ایک سرے پر ہے تو شکیل دوسرے سرے پر کھڑا ہے۔مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ کی نئی پیدائش کے بجائے موت اور مثیل مسیح کی آمد پر زور دے کر مہدی اور مسیح کو ایک بنانے کی کوشش کی اور شکیل، موت اور مثیل مسیح کے بجائے اسی کے دوسرے پہلو یعنی حضرت عیسیٰ کی نئی پیدائش پر زیادہ زور دے کر مہدی اور مسیح کو ایک بنانے کی فکر میں لگا ہے۔اس شگوفہ بازی میں شکیل نے بہت سے دلائل مرزا قادیانی سے ہی لیے ہیں اور اس کا نام لیے بغیر نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس حقیقت کی روشنی میں اب شکیل کے پڑھے لکھے پیروکاروں کو فیصلہ کرنا ہے کہ جس دلیل سے مرزا قادیانی مسیح نہیں بن سکا تو اسی سے شکیل مہدی اور مسیح کیسے بن جائے گا؟۔اور اگر شکیل کی یہ دلیل بڑی طاقتور ہے تو پھر مرزا قادیانی کیوں مسیح نہیں بن سکا؟

(۲)......سورۂ مریم میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا تفصیلی ذکر ہے،اس میں خود حضرت عیسیٰ کا یہ جملہ موجود ہے وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ أَمُوْتُ (سورہ مریم ۳۳) سلامتی ہو مجھ پر جب میں پیدا ہوا اور جب میں انتقال کر جاؤں گا۔لفظ ''وُلِدْتُّ'' سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہو چکی ہے اس لئے اب دوبارہ پیدا نہ ہوں گے بلکہ آسمان پر باحیات ہیں اور وہیں سے نازل ہوں گے کیوں کہ ایک ہی شخصیت کے بارے میں دوبارہ پیدا ہونے کا عقیدہ

رکھنا ہندوانہ عقیدہ ہے جو ہندو مذہب میں ''آواگون'' اور ''پنر جنم'' کے نام سے موسوم ہے، ایک سچا اور پکا مسلمان یہ ہندوانہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

شکیل یا اسکے پیروکاروں کا عیسیٰ ابن مریم کے دوبارہ پیدا ہونے کی بات کرنا صریح فریب ہے۔ قرآن وحدیث سے جو بات واضح ہوا سکے خلاف من گھڑت معنی پیدا کرکے اس کو منوانے کا ہی نام زندقہ ہے۔ قرآن وحدیث میں مذکور جس عیسیٰ ابن مریم کے مسلمان منتظر ہیں اب وہ پیدا ہونے والے نہیں، آسمان سے نازل ہونے والے ہیں کیوں کہ وہ ایک مرتبہ پیدا ہو چکے ہیں دوبارہ پیدا ہونے کی ضرورت نہیں۔

(۳)......شکیل سے پوچھا جائے کہ قرآن مجید میں جس مسیح ابن مریم کی ولادت کا ذکر موجود ہے اگر اس سے مراد نازل ہونے والے عیسیٰ نہیں تو جب پھر پیدا ہونا تسلیم کیا جائے گا تو ان کے ماں باپ کا نام پھر کیا ہوگا؟ اور جب دوبارہ پیدا ہوں گے تو ''ابن مریم'' کیسے کہلائیں گے؟ اور اگر ''مریم'' سے پیدا نہ ہوئے تو جن احادیث کو پیش کر کے پیدائش منوائی جارہی ہے ان کے مصداق کیسے ہوں گے؟ نیز جب پیدائش کا ذکر صاف صاف موجود ہے تو ولادت کس جگہ ہوگی؟ اور پرورش کس جگہ ہوگی؟

اس طرح کے بیشمار سوالات اٹھیں گے کیا شکیل کے پیروکار خود اپنے شرائط کے مطابق ''بخاری اور مسلم'' کے حوالے سے ان سوالات کو حل کردیں گے؟ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکیل بن حنیف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی دوبارہ پیدائش کا نکتہ نکال کر حقیقت ومجاز کی اسی روش اور راستے پر جانا چاہتا ہے جس پر مرزا قادیانی اپنے پیروکاروں کو چلا کر دنیا سے ناکام ونامراد جا چکا ہے۔ یعنی کہ ابن مریم کی جگہ اس نام کا کوئی دوسرا شخص آئیگا اور وہ خود مرزا قادیانی ہے۔ مسلمانوں پر واضح رہے کہ اسی تحریف وبدعقیدگی کا نام اسلام میں کفر وزندقہ رکھا گیا ہے۔ اللھم احفظنا منه۔

(۴)...... یاد رہے کہ قرآن مجید کا قطعی اور بہت واضح فیصلہ ہے کہ عیسیٰؑ ابن مریم کا رفع سماوی ہوا ہے اور وہ آسمان پر زندہ ہیں اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے آسمان سے عیسی ابن مریم اتریں گے؛ اس لئے کہ یہودیوں نے اپنی سازش سے یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو سولی پر چڑھا کر قتل کر دیا، مگر قرآن مجید نے واضح انداز میں ''وَماقتلوہُ، وماصَلبوہُ'' سے تردید کی کہ حضرت عیسیٰ جب نہ قتل کئے گئے اور نہ انہیں سولی دی گئی۔ تو پھر ہوا کیا! قرآن مجید نے بَلْ رَّفعہُ اللّٰہُ اِلیہِ (النساء) سے وضاحت کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر باحیات ہیں اور وہی آسمان سے آئیں گے، اس کے بعد آپؑ کا انتقال ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت پہلے درج کی جا چکی ہے اس سے بھی جہاں یہ بات معلوم ہوتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے وہیں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نَـزَلَ کے معنی آسمان سے ''نازل ہونے'' کے ہیں پیدا ہو کر ٹھہرنے کے نہیں جیسا کہ شکیل باور کراتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح حدیث ہے:

عَنِ الْحَسَنِؓ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْیَھُوْدِ اِنَّ عِیْسیٰ لَمْ یَمُتْ وَاِنَّہٗ رَاجِعٌ اَلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (تفسیر ابن جریر۳ص ۳۳۸)

ترجمہ: حضرت حسنؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ عیسیٰ کی موت نہیں ہوئی وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ کر آئیں گے۔

اس روایت میں لفظ ''نازلٌ'' کی وضاحت ''راجِعٌ'' سے کی گئی ہے۔ اور ان کی حیات کو ''لَمْ یَمُتْ'' سے واضح کیا گیا ہے تا کہ کسی بددین کو مغالطہ پیدا کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ رہے۔ احادیث میں واقع بعض الفاظ بعض کی وضاحت کرتے ہیں۔

مغالطہ نمبر ٦

لفظ نزل کے معنی ''ٹھہرنے'' کے ہیں۔شکیل کا کہنا ہے کہ بخاری میں حضرت کی پیدائش کا ذکر ہے یعنی وہ پیدا ہوکر مسلمانوں کے درمیان ٹھہریں گے۔اس کا تذکرہ شکیل نے متعدد مقامات پر اپنی تحریروں میں کیا ہے۔چنانچہ لکھتا ہے:

> جب کسی انسان کے لیے نازل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہیں پر آ کر ٹھہرنا۔......کسی کو کسی مقام پر آ کر قیام کرنا ہوتا ہے تو نازل کا مطلب ٹھہرنا ہی ہوتا ہے۔

جواب (۱)

اس سے قبل علماء محققین کے حوالے سے گذر چکا ہے کہ ذخیرہ احادیث کو سامنے رکھ کر انھوں نے اس لفظ کا معنی طے کیا ہے'' تَوا تَرَت الاَحادِ یثُ بنُزُولِ عِیسیٰ جِسْماً ۔ یَنْزِلُ اِلی الارْض''اور کافی حدتک اس سے جواب واضح ہوجاتا ہے تاہم صرف لفظ''نزل'' سے متعلق یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ لفظ نَــــزَلَ کا حقیقی یا مجازی معنی و مطلب یہاں زیر بحث نہیں بلکہ یہ دیکھنا ہے کہ حدیث میں حضرت عیسیٰ ابن مریم سے متعلق یہ لفظ جس ماحول اور پس منظر میں آیا ہے اس کا ترجمہ تمام محدثین نے کیا سمجھا اور کیا کیا ہے۔لغت کی کتابوں میں حقیقی،مجازی،منقولی،شرعی وغیرہ تمام معانی درج ہوتے ہیں اس میں الجھنے الجھانے سے کیا فائدہ ! ہمیں پورے ذخیرۂ حدیث کو سامنے رکھ کر وہ معنی منتخب کرنا ہوگا جس کو حضرات صحابہؓ اوران کے واسطے سے علماء و محدثینؒ نے سمجھا ہے۔عربی زبان میں نــــزَلَ کے حقیقی اور اصلی معنی''اوپر سے نیچے اترنے کے ہیں۔چنانچہ لغت کی مشہور کتاب اساس البلاغہ میں مادہ''ن زل'' کے تحت لکھا ہے''نَزَلَ مِنْ عُلو اِلی أسْفَل ''المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر میں

لکھا ہے ''نزل من علٰو الی سُفْل ''اور لسان العرب میں نزل کا ترجمہ ''انحدر'' سے کیا ہے چنانچہ لکھا ہے ''نزل من علٰو الی سُفْل انحدر'' یعنی اوپر سے نیچے کی جانب اترنا۔ اس مادہ سے مشتق فعل نزل کا صلہ جب '' الی '' آئے گا تو اوپر سے نیچے کی جانب اترنے کے معنی میں آئے گا۔ اسی لیے حدیث شریف میں ''ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض '' کا معنی تمام محدثین ومفسرین نے یہی کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے زمین کی جانب اتریں گے۔

لسان العرب میں اس لفظ پر بحث کرتے ہوئے ایک مثال دی ہے:

و فی الحدیث ان اللہ تعالیٰ و تقدس ینزل کل لیلۃ الی السماء الدنیا . النزول و الصعود و الحرکۃ والسکون من صفات الاجسام و اللہ عزوجل یتعالی عن ذالک و یتقدس والمراد بہ نزول الرحمۃ والالطاف الأھیۃ و قربھا من العباد .

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا پر نازل ہوتے یعنی اترتے ہیں۔ نزول یعنی اترنا اور چڑھنا، حرکت اور سکون، یہ جسم کی صفات میں سے ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہیں لہٰذا اس نزول سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی کا نزول اور اللہ تعالیٰ کی قربت ہے۔

غور کیجئے اس میں ''نزل '' کا صلہ ''اِلی '' آیا ہے تو اس کا معنی ''اترنا'' کیا گیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم بھی صاحب جسم ہیں جب ان سے متعلق نزول وصعود کا لفظ آئے گا تو اس کے معنی اترنے اور چڑھنے کے ہی ہوں گے۔ حدیث کے ماحول اور پس منظر کو چھوڑ کر ''ٹھہرنے اور پیدا ہونے'' کا معنی کشید کرنا ضلالت وگمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ رہی بات اس لفظ کے دیگر مشتقات کی تو دنیا جانتی ہے کہ ہر لفظ کے حقیقی معنی کے علاوہ مجازی معنی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن شکیل کا من گھڑت معنی تو اس حدیث

میں یا کسی اور حدیث میں کسی محدث و مفسر نے نہیں کیا ہے۔تمام محدثین ومفسرین کے بیان کردہ معانی سے ہٹ کر اس لفظ کو تختۂ مشق بنانے والا سب سے پہلے مرزا قادیانی ہے اور اسی روش پر اب تھوڑے بہت فرق کے ساتھ شکیل چل رہا ہے۔

(۲)......کسی حدیث کے صرف ایک لفظ کو لے کر معنی و مراد طے کرنا بھی دھوکہ وفریب ہے۔پھر یہ قاعدہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کسی بھی زبان میں کسی لفظ کے حقیقی معنی اس وقت چھوڑے جاتے ہیں جبکہ حقیقی معنی مراد لینا دشوار ہو، جب آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اُترنے کے سلسلہ میں قرآن وحدیث کی واضح تصریحات موجود ہیں تو ہمیں ’’نَــزَلَ ‘‘ کا حقیقی اور معروف معنی مراد لینے میں کوئی پریشانی ودشواری بھی نہیں ہے۔عیسیٰ علیہ السلام چونکہ ایک مرتبہ پیدا ہو چکے اور قوم میں ٹھہر چکے ہیں اس لئے آپؑ کے ساتھ لفظ نزل کا معنی ’’ٹھہرنے‘‘ کے نہیں ہو سکتے۔ جو کوئی اس طرح کا معنی پیدا کرے گا تو اسے فریب ہی کہا جائے گا اس لیے کہ اس طرح مجازی معنی کے سہارے ہر فریبی اپنے مقصد پر استدلال کرتا پھرے گا اور حدیث شریف (نعوذ باللہ من ذالک) بچوں کا کھلونا بن کر رہ جائے گی مرزا قادیانی اور شکیل کے بعد پھر آئندہ کوئی تیسرا معنی پیدا کر کے اپنی من گھڑت بات منوائے گا۔اب شکیل کے ماننے والے فیصلہ کریں کہ علماء ومحدثین کا بیان کردہ معنی لے کر انھیں ہدایت پر چلنا ہے یا شکیل کا پیدا کردہ شگوفہ لے کر گمراہ ہونا ہے۔

مغالطہ نمبر ۷

حدیث شریف میں وارد لفظ اما مکم منکم سے مراد کون ہے؟۔حضرت عیسیٰ ابن مریم یا حضرت مہدی؟شکیل منکم سے مراد حضرت عیسیٰ ابن مریم کو بتاتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے:

'مسلم کی اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ اوپر کی احادیث میں ''وامامکم منکم ''اور فامکم منکم سے مرادعیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں نہ کہ کوئی دوسراامام اور یہاں عیسیٰ علیہ السلام کی ہی امامت کا ذکر ہے'' (بحوالہ غیر مطبوعہ تحریر)

جواب (۱)

شکیل بن حنیف مسلم شریف کے حوالے سے جس حدیث کونقل کر کے اردو میں اس کا غلط ترجمہ کرتا اور عربی سے ناواقف لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے اس کے پس منظراور ماحول پرغور کیجئے تو الفاظِ حدیث سے خودواضح ہے کہ ''اذا نـزل فیکـم ابن مـریم وامـامکـم منکم ''میں منکم کا تعلق محمد بن عبداللہ المہدی سے ہے۔نزل فعل کا فاعل حضرت عیسیٰ ابن مریم ہیں اگر یہاں انہی کی امامت کا ذکر ہوتا تو اس پرعطف کرتے ہوئےفعل لایا جاتا اورصرف ''فیؤ مّکم ''یا''فامکم '' کہنا کافی ہوتا اورپھر''منکم '' لانے کی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کہ بات پوری ہوجاتی ہے مگرایسا نہیں کہا گیا بلکہ ''فامـامکم'' یعنی لفظ امام کی اضافت کُم ضمیر کی طرف کی گئی جومبتدا ہےاور مـنکم اسکی خبر ہےاس جملہ اسمیہ سے یہ بتایا گیاہے کہ امام وہ نہیں جونازل ہونے والا ہے بلکہ نازل ہونے والے کی شخصیت الگ ہے جو''فیکم''تمھارے درمیان نازل ہوگالیکن تم میں سے نہیں ہوگا۔تمھاری امامت کرانے والے کی شخصیت الگ ہے جو''منکم''تم میں سے ہوگا تمھارے درمیان ''فیکم'' نازل نہیں ہوگا۔

دوسرے لفظوں میں اس کو یوں سمجھئے کہ جب حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے کی بات کہی گئی تو'' فیکم '' کہا گیا جس کا ترجمہ ہے''تمھارے درمیان''اورجب امامت کی بات کہی گئی تو''مـنـکم '' کہا گیا جس کا ترجمہ ہے''تم میں سے''گویا نازل ہونے والا عیسیٰؑ ابن مریم تم میں سے نہیں ہوگا بلکہ تمھارے درمیان نازل ہوگا اورامامت

کرانے والا محمد بن عبداللہ المہدی تم میں سے ہوگا وہ نازل ہونے والا نہیں ہوگا۔

(۲)......''فیکم'' اور ''منکم'' کی تعبیر بلیغ سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا حدیث میں دو باتوں کا ذکر ہے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اور دوسرے محمد بن عبداللہ کی امامت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان (آسمان سے) اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا'' مطلب یہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم جیسے اولوالعزم نبی کی موجودگی کے باوجود خود امت مسلمہ کا فرد امام ہوگا۔ چنانچہ تمام شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ **منکم** کا تعلق **امامکم** سے ہے اور امام سے مراد محمد بن عبداللہ المہدی ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ۔ محمد بن عبداللہ کے بارے میں ہر مسلمان جانتا ہے کہ وہ آسمان سے نازل نہیں بلکہ امت مسلمہ میں پیدا ہوں گے، جیسا کہ احادیث میں آپکے خاندان اور والدین کے نام کا ذکر ہے۔

احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد محمد بن عبداللہ کی امامت کا ذکر پوری وضاحت اور صراحت کے ساتھ ہے۔ جب حضرت عیسیٰ دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی جانب سفید منارہ پر سے اتر رہے ہوں گے تو وہ نمازِ فجر کا وقت ہوگا اور نماز فجر کے لئے اقامت کہی جا رہی ہوگی، محمد بن عبد اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھانا چاہیں گے اور کہیں گے جیسا کہ احادیث میں جملہ مذکور ہے ''**تعال صلّ لنا**'' لیکن حضرت عیسیٰ خود محمد بن عبداللہ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر اُن کو امامت کے لئے آگے کر دیں گے اور کہیں گے'' **لا اِنّ بعضکم علی بعض امراء تکرمةَ الله هٰذهِ الامة** ''ہاں! امت محمدیہؐ کی فضیلت ثابت ہو جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امامت کریں گے۔

(۳)......شکیل کا فریب اور اس کی جہالت دیکھئے کہ حدیث پاک کا ترجمہ کرتا

ہے ”کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری) تمھارا کیا حال ہوگا اس وقت جب مریم کا بیٹا ٹھہرے گا تم میں اور تم میں سے ہی پیدا ہو کر تمھارا امام ہوگا“ اس سے کوئی پوچھے کہ اس پوری عبارت میں ہر لفظ کا معنی طے ہے جیسا کہ وضاحت کر دی گئی ہے لیکن ”پیدا ہو کر“ کس لفظ کا معنی ہے؟۔کیا شکیلی اس کی نشاندہی کریں گے؟ دیدہ باید!۔اور جب پیدا ہونا تسلیم کیا جائے گا تو ان کے ماں باپ کا نام پھر کیا ہوگا؟ اور جب دوبارہ پیدا ہوں گے تو ”ابن مریم“ کیسے کہلائیں گے؟ اس طرح کے بیشمار سوالات اٹھیں گے کیا شکیل کے پیروکار خود اپنے شرائط کے مطابق ”بخاری اور مسلم“ کے حوالے سے ان سوالات کو حل کر دیں گے؟۔ ہرگز نہیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکیل بن حنیف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی دوبارہ پیدائش کا شگوفہ نکال کر حقیقت و مجاز کی اُسی راستے پر چلنا چاہتا ہے جس پر مرزا قادیانی اپنے پیروکاروں کو چلا کر دنیا سے ناکام و نامراد جا چکا ہے۔یعنی ابن مریم کی جگہ اس نام کا کوئی دوسرا شخص آئے گا۔ مسلمانوں پر واضح رہے کہ اسی تحریف و بدعقیدگی کا نام مذہب اسلام میں کفر و زندقہ رکھا گیا ہے۔ اللّٰھُمّ احفَظْنَا مِنْہ۔

مغالطہ نمبر ۸

شکیل بن حنیف کا عقیدہ ہے کہ:

”بخاری اور مسلم کی حدیث میں ”من السماء“ کے الفاظ نہیں ہیں اور جن کتابوں میں من السماء کے الفاظ ہیں وہ بہت بعد میں لکھی گئی ہیں جو معتبر نہیں ۔ یہ دراصل لوگوں کا گمان ہے جو کہ ان کتابوں میں احادیث کے ذیل میں شامل کر دیا گیا ہے یہ بخاری اور مسلم کی صحیح روایتوں کے خلاف اس لیے ایسے گمانات تسلیم نہیں کیے جا سکتے

(بحوالہ سابق)

ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:

''صحاح ستہ کی کسی بھی روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے...... صحیح بات یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا صاف صاف ذکر کیا ہے اور آسمان سے آنے کا صحاح ستہ میں کوئی ذکر نہیں ہے (فتوے کے بارے میں حضرت جی کے جوابات صفحہ ۱۶)

واضح رہے کہ اس تحریر کے ناقل ''عمران راشد'' نامی شخص نے شکیل کی تحریر سے پہلے ایک صفحہ کی اپنی تمہید بھی لگا رکھی ہے جس پر ۱۸ نومبر ۲۰۱۳ء کی تاریخ درج ہے۔

جواب (۱)

جس طرح حضرت عیسیٰ ابن مریم سے متعلق روایات صحیحہ میں من گھڑت شرطیں لگا کر شبہات پیدا کیے جاتے ہیں اسی طرح روایات مہدی میں بھی بعض لوگ اسی قسم کے شبہات پیدا کرتے ہیں کہ بہت سی روایات اور کتابوں میں اسم مہدی کی صراحت نہیں، لوگ خود بخود مہدی کا نام وہاں چسپاں کر لیتے ہیں۔ اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے اپنے رسالہ ''مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون'' میں اصول بیان کیا ہے ملاحظہ فرمایئے:

''محدثین قریب قریب اجماع کیے ہوئے ہیں کہ اگر ایک متن میں یا سند میں مبہم ہو اور دوسری حدیث میں مفسر ہو اور قرائن قویہ سے دونوں حدیثوں کا متحد ہونا معلوم ہوتا ہو تو اس مبہم کو مفسر پر محمول کریں گے''

حضرت تھانویؒ کے حوالے سے دو باتیں معلوم ہوگئیں اوّل یہ کہ مذکورہ اصول کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو معترضین کا یہ اعتراض لغو اور بیہودہ ہے۔ اس لیے کہ جب کسی اجمال کی وضاحت دوسری حدیث میں کر دی گئی تو اب اعتراض کی گنجائش

کہاں؟ علاوہ ازیں تمام محدثین کا مبہم روایات کو مہدی یا نزول مسیح عیسیٰ ابن مریم کے باب میں لانا خود قطعی دلیل ہے کہ مبہم روایات کا تعلق مفسر روایات سے ہے۔

دوسری بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ شکیل بن حنیف یا اس کے متبعین کا یہ اعتراض کوئی نیا اعتراض نہیں اس قسم کے اعتراضات بہت پہلے ''ابن خلدون'' جیسے لوگ کر چکے ہیں شکیل نے انہی سے سرقہ کر کے نئے انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جب ان اعتراضات کے مدلل اور مکمل جوابات محدثین اور علماء نے پہلے ہی دے دیئے ہیں تو اب پھر انہی کو پیش کرنا اور ناواقف مسلمانوں کو شکوک وشبہات میں خواہ مخواہ مبتلا کرنا دجل و تلبیس کے سوا اور کیا ہوگا ؟۔

رہی بات اس کی کہ بخاری اور مسلم میں ''من السماء'' کا لفظ نہیں اور جن کتابوں میں من السماء کا لفظ ہے وہ بعد کی لکھی ہوئی ہیں یہ پہلے سے بھی بڑا مغالطہ ہے بلکہ یہ کہنا کہ ''لوگوں کا گمان ہے جو کہ ان کتابوں میں احادیث کے ذیل میں من السماء کا لفظ شامل کر دیا گیا ہے'' ان کتابوں کے محدثین پر بے جا تہمت اور سخت بددینی وگمراہی ہے ایسی بات وہی کہہ سکتا ہے جو ماورائی طاقتوں کا شکار ہو۔ شرعی اور رسمی علوم سے جاہل لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ جن محدثین نے اپنی اپنی سندوں سے جو احادیث تخریج کی ہیں اگر سند صحیح ہو تو وہ حدیثیں بھی معتبر اور قابل استناد ہیں۔ جب مسلسل سند موجود ہے اور تمام راوی صحیح ہیں تو وہ حدیث ایک ہزار سال بعد بھی اگر کسی کتاب میں درج ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اس طرح سے تو اگر کوئی بخاری اور مسلم پر بھی اعتراض کر بیٹھے کہ یہ کتابیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے کافی دنوں بعد لکھی گئی ہیں یا قرآن مجید کے ہی بارے کہہ دے کہ اس کی جمع ترتیب اور کتابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرمانے کے کافی دنوں بعد ہوئی ہے

جیسا کہ شیعہ اور دوسرے گمراہ فرقے کہتے بھی ہیں تو اس ایمانی کمزوری اور دماغی خلل کا کسی کے پاس کیا جواب ہوگا۔ کسی بھی حدیث کے لیے اصل مدار اس کی سند ہے اگر سند مسلسل اور قوی ہے تو اسے قبول کیا جائے گا خواہ کسی بھی کتاب میں درج ہو۔ احادیث کو قبول کرنے کے لیے صرف بخاری اور مسلم کی قید لگانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی مکر وفریب پوشیدہ ہے اور یہ قید لگانے والا اپنے مفاد کی کچھ باتیں منوانا چاہتا ہے۔

(۲)......قرآن پاک میں ''بل رفعہ اللہ الیہ'' سے واضح طور پر اعلان کر دیا گیا ہے کہ یہود نہ ان کو قتل کر سکے نہ ہی سولی پر چڑھا سکے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف آسمان پر اٹھالیا۔ اس وضاحت کے بعد اگر احادیث میں ہر جگہ ''من السماء'' کا لفظ نہ ہو تو اس میں کون سی قدح واقع ہوگئی۔ یہ تو ایسا ہے جیسے کہ اگر آپ کا دوست راشد (فرضی نام) برسوں سے امریکہ میں مقیم ہے اور تمام لوگوں کو اس شخص کی امریکہ میں سکونت و رہائش یقینی اور قطعی طور پر معلوم ہو، اب کبھی راشد کی آمد کے موقع سے آپ دوستوں اور رشتہ داروں کو خبر دیں کہ ''راشد آ رہا ہے، راشد آ رہا ہے'' اور اس موقع پر آپ امریکہ کا ذکر ہی نہ کریں تو جاننے والے پھر بھی سمجھ جاتے ہیں کہ راشد امریکہ سے ہی آ رہا ہے۔

ایسا ہی مسئلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق احادیث میں من السماء کے نہ ہونے کا ہے، اس لیے کہ قرآن میں اعلان ہو جانے کے بعد ہر مسلمان کو یقینی اور قطعی طور پر معلوم ہے حضرت عیسیٰ آسمان پر موجود ہیں، مقیم ہیں، لہٰذا جب آپ علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر دی گئی تو من السماء کا لفظ نہ ہونے کے باوجود ہر صحیح العقیدہ اور سلیم الفکر مسلمان لازماً یہی سمجھتا ہے کہ آپ آسمان سے ہی آئیں گے۔

(۳)...... یہ بہت بڑا مغالطہ ہے کہ حدیث شریف میں ''من السماء'' کا لفظ نہیں آپ صلی علیہ وسلم نے احادیث میں بعض جگہ من السماء کی بھی صراحت فرمائی، حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

عن ابنِ عباس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزلُ أخی عِیسیٰ ابنُ مریمَ مِن السّماء (کنز العمال ج ۷ ص ۲۶۷، ۲۵۹۔ سنن بیہقی ص ۳۰۱)

اس حدیث میں بالکل وہی الفاظ ہیں جن کا مطالبہ ہے۔ پھر بھی فریب کاروں کی دیدہ دلیری دیکھئے کہ سرے سے انکار ہی کر دیتے ہیں کہ حدیث میں نہیں ہے اور جب حدیث میں مل جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ بخاری اور مسلم میں نہیں ہے اور جب اپنے مفاد کی بات ہوتی ہے تو بخاری اور مسلم کی شرط بھول جاتے ہیں۔

مغالطہ نمبر ۹

شکیل کا دعویٰ ہے کہ احادیث مبارکہ میں جو پیشین گوئیاں کی گئی ہیں اور اُن میں جو نام و مقام وغیرہ کی نشاندہی کی گئی ہے وہ درست نہیں؛ اُن کے علاوہ دوسرے نام و مقام کے ساتھ بھی ان پیشین گوئیوں کا ظہور ہوسکتا ہے، مثلاً ایک حدیث شریف میں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کا ذکر ہے تو اس سے دہلی شہر مراد ہوگا، حدیث میں مہدی کا نام محمد بن عبداللہ بتایا گیا ہے تو اُس سے مراد شکیل بن حنیف ہوگا وغیرہ۔ اس بابت شکیل کے استدلال پر غور فرمائیے۔ لکھتا ہے:

> ''پیشین گوئیوں میں اکثر نام براہ راست نہیں ملا کرتے ہیں البتہ عام طور پر صفاتی نام کا ذکر ہوتا ہے......پیشین گوئیوں میں عام طور پر مقامات یا انسانوں کے نام نہیں ملا کرتے۔ (مہدی علیہ السلام کی آمد کی پیشین گوئیاں صفحہ ۴۴، ۵۸)

جواب (۱)

پیش گوئیوں میں افراد کا نام، مقام اور دیگر تفصیلات وعلامات کا ذکر ہی نہایت اہم ہوتا ہے، ان کی بنیاد پر پیشین گوئیوں کے صحیح اور غلط ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے، ان کے پائے جانے اور نہ پائے جانے کی وجہ سے پیش گوئیوں کے قبول وعدم قبول، اقرار وانکار کا مسئلہ طے ہوتا ہے، نیز ان ہی علامات وتفصیلات کی روشنی میں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کون اس پیشین گوئی کا سچا مصداق ہے اور کون جھوٹا ہے جو پیشین گوئی کی تفصیلات اور علامات میں تاویلات اور تحریفات کر کے خود کو پیشین گوئی کا مصداق ٹھہراتا ہے؟ جیسے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے تعلق سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشین گوئی ہے ''ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' (الصّف:۶) میرے بعد ایک رسول آئے گا ان کا نام احمد ہوگا، اگر اس پیشین گوئی میں ذکر کردہ احمد نام کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ کی وضاحت نہ ہوتی تو جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی محض اپنے نام کے ایک جز ''احمد'' کی وجہ سے خود کو اس پیشین گوئی کا مصداق ٹھہرا لیتا لیکن آنخضرت ﷺ کے متعلق اس پیشین گوئی کے دلائل اتنے واضح اور بے غبار ہیں مرزا قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا۔

(۲) ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، تشریف آوری سے متعلق گذشتہ آسمانی کتابوں میں پیشین گوئیاں ہیں، ان پیشین گوئیوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، مقام اور دیگر علامات کا تذکرہ ہے مثلاً یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد اور احمد ہوگا، کوہِ فاران، کوہِ سلع سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پھیلے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں والی سرزمین کی طرف ہجرت کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک مونڈھوں کے درمیان ''ختم نبوت'' کی مہر ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول

فرمائیں گے اور صدقہ قبول نہ کریں گے وغیرہ وغیرہ۔

اہل کتاب میں سے پڑھے لکھے یہودی اور نصرانی، اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی ان علامات کو پڑھ کر اور پھر باضابطہ ان کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی مرتبت کو پرکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، مثلاً مشہور یہودی راہب حضرت عبداللہ بن سلامؓ، اور حضرت سلمان فارسیؓ۔اس لئے یہ کہنا بالکلیہ غلط اور خلاف واقعہ ہے کہ ''پیشین گوئیوں میں اکثر انسان کے نام یا مقام کے نام نہیں ملتے'' صفت تو ایسی چیز ہے کہ کوئی بھی شخص اس سے اپنے آپ کو متصف بتا سکتا ہے اور دھوکہ دے سکتا ہے۔صرف صفت سے کسی کو پہچاننا نہایت مشکل امر ہے۔

(۳)...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصنیف ازالہ اوہام میں شکیل بن حنیف سے پہلے ہی یہی فلسفہ پیش کر کے مہدی بننا چاہا تھا، مثلاً اس نے کہا کہ ''دمشق سے مراد قادیان ہے'' ملاحظہ کیجئے لکھتا ہے:

> ''واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر من جانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں'' (خزائن جلد۳ ص ۱۳۵ در حاشیہ)

اسی طرح حدیث شریف میں وارد حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی دو زرد چادروں سے مراد اس نے دو بیماریاں بتائیں جو خود مرزا کو لاحق تھیں، (۱) ذیابیطس (Diabetes) (۲) مالی خولیا اور مراق۔اسی طرح دجال سے مراد انگریز اور دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی کو بتایا۔گویا مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم سے سے متعلق جملہ علامات واحوال کو بدل کر اپنے من کے موافق ان کا مصداق باور کراتا رہا لیکن دنیا نے اُسے قبول نہیں کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر شکیل بن حنیف کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو اس حساب سے تو تمام شکیلیوں کو چاہئے کہ پہلے مرزا قادیانی کو سچا مہدی مانیں کیوں کہ یہ اصول پہلے اس نے بیان کیا ہے۔ اور اگر مرزا قادیانی اپنے اس فلسفہ میں جھوٹا قرار پاتا ہے تو شکیل سچا کیسے قرار پائیگا؟ شکیل کے پڑھے لکھے پیروکاروں کو اس پر غور کرنا چاہئے؟۔

مغالطہ نمبر ۱۰

شکیل کے بعض پیروکار یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ موجود فرشتوں کا ذکر صرف یقین کرنے کے لئے ہے دیکھنے کے لئے نہیں۔ گویا فرشتوں کی نہ کوئی حقیقت ہے نہ ان کا کوئی وجود ہے۔ لہٰذا شکیل بن حنیف کے ساتھ فرشتے نہ پائے جائیں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

جواب (۱)

اسی قسم کا وسوسہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ''توضیح مرام'' نامی کتاب میں اس نے بھی یہی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ فرشتوں کا کوئی وجود نہیں۔ لیکن قرآن وحدیث کی روشنی میں علماء نے جو اس کا مسکت جواب دیا ہے وہ مرزائیوں کے لیے عبرتناک سبق ہے۔ شکیل بن حنیف کے ماننے والوں کو چاہئے کہ مرزا کی ناکامی سے عبرت حاصل کریں۔ مسلمان تو پہلے ہی دن سے فرشتوں کے وجود پر ایمان رکھتا ہے جیسا کہ ایمان مفصل میں بچوں کو یاد کرایا جاتا ہے ''آمنت باللہ و ملٰئکۃ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر و القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعد الموت '' کہ جیسے اللہ کی ذات پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

فرشتوں کے وجود پر قرآن واحادیث سے دلائل پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب شاہجہاں پوریؒ لکھتے ہیں:

’’مسلمانوں کے عقیدہ میں فرشتے خدا کے مکرم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو جسم نورانی لطیف رکھتے ہیں۔ اشکال مختلف میں متشکل ہوسکتے ہیں۔ بعض اپنے مستقر (ہیڈکواٹر) آسمان سے تعمیل حکم کے لئے زمین پر بھی نازل ہوتے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام فرشتہ حامل وحی خدا کی طرف سے احکام لے کر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا ہے۔(۱) **بل عباد مکرمون. لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون** (انبیاء: ۲۶،۲۷) **لایعصون الله ما امرهم ویفعلون مایؤمرون** (تحریم: ٦) (بلکہ وہ اللہ کے بندے ہیں عزت دئے گئے وہ قول میں اللہ سے پیشدستی نہیں کرتے اور وہ اللہ کے حکم سے عمل کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے حکم سے نافرمانی نہیں کرتے اور وہی عمل کرتے ہیں جس کا ان کو حکم ہوتا ہے۔)

(۲) **اولی اجنحة مثنی وثلاث ورباع** (فاطر: ۱) (دودو بازووالے تین تین بازووالے چارچار بازووالے) بخاری شریف ج ا ص ۴۵۸، باب ذکر الملائکۃ میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔’’**انه صلی الله علیه وسلم رأی جبرائیل علیه السلام له ست مائة جناح** کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو اصلی صورت میں دیکھا اس کے ۶۰۰ بازو ہیں۔

(۳) **وما نتنزل الا بامر ربك** (مریم: ٦٤) (بخاری ج ا ص ۴۵۷) میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مرتبہ ملاقات کیا کیجئے تو یہ آیت نازل ہوئی خدا تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کی زبان سے فرماتا ہے کہ ہم بغیر حکم خدا کے نازل نہیں ہوتے (**هداية الممترى**، احتساب قادیانیت جلد ۷ صفحہ ۲۱۳)

ان آیات واحادیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے اس کا منکر اور من گھڑت معنی بیان کرنے والا کافر وزندیق کہلائے گا۔

(۲)......احادیث میں آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ جامع مسجد دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ پر دو فرشتوں کے سہارے اتریں گے۔ جب مسلمان آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اترتا ہوا دیکھیں گے تو آپکے ساتھ موجود فرشتوں کو بھی دیکھیں گے، جب اللہ تعالیٰ اپنی عظیم تر طاقت وقدرت سے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترتا ہوا دکھا سکتا ہے تو وہ یقیناً آسمان سے آپکے ساتھ اترنے والے دو فرشتوں کو بھی دکھلانے پر قادر ہے لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ موجود فرشتوں کا تعلق یقین کرنے سے بھی ہے اور دیکھنے سے بھی ہے۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ فرشتے اپنی اصلی شکل وصورت میں ہونے کے بجائے کسی انسان کے شکل میں ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل اکثر صحابیٔ رسول حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

(۳)...... نیز یہ اس لئے بھی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس بات کی علامت ہوگی کہ قیامت اب بالکل قریب ہے، جیسے جیسے زمانۂ قیامت قریب ہو رہا ہے ویسے ویسے بعض غیبی امور، غیبی حقائق عالمِ وجود میں حقیقتِ واقعہ بن کر ہم پر ظاہر ہو رہے ہیں مثلاً:

اسلام کے شروع زمانے میں ''فلسفہ وحی'' کو سمجھنا مشکل تھا کہ کیسے اللہ تعالیٰ بغیر کسی ظاہری تار اور کنکشن کے براہ راست سات آسمانوں کے اوپر سے اپنے رسولوں سے کلام کرتے ہوں گے؟ اس وقت مسلمانوں کے لئے وحی کا نظریہ ''یومنون بالغیب'' کے درجہ میں تھا لیکن آج سائنس وٹکنالوجی کے حیرت انگیز انتہائی ترقی یافتہ دور میں وحی جیسی غیبی حقیقت کا سمجھنا خود بخود سہل ہو گیا اور یہ حقیقت امر واقعہ بن کر سامنے آ گئی کہ اب ایک شخص موبائیل فون کے ذریعہ اپنے مقام پر رہ کر سات سمندر پار رہنے والے

اپنے متعلقین سے گفتگو کرسکتا ہے جب کہ دیکھنے میں اس کو اپنے موبائیل فون کا تار اور کنکشن نظر نہیں آتا بلکہ اب تو موبائل آنکھوں کے اشارے پر کام کرنے لگا ہے انگلیوں سے بٹن دبانے کی ضرورت بھی نہیں رہی۔

اسی طرح قیامت کے دن انسان کے ہاتھ میں اس کا ''نامہ اعمال'' دیئے جانے کا مسئلہ ہے، پہلے اس کا سمجھنا سمجھانا دشوار تھا کہ جب کراماً کاتبین انسان کے ہر اچھے اور برے کام کو نوٹ کرتے ہوں گے تو اس کی کتنی جلدیں (Volumes) جمع ہو جائیں گی اور قیامت کے دن ایک کمزور انسان اتنی ساری جلدوں کا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ لیکن آج کمپیوٹر کے دور میں اس اسلامی عقیدہ کو سمجھنا بہت آسان ہو گیا کہ ایک معمولی چھوٹی سی ہارڈ سک میں ہزاروں لاکھوں صفحات کا ڈاٹا محفوظ ہوتا ہے، ایک انسان جب یہ کارنامہ کرسکتا ہے تو اس خدائے قادرِ مطلق کیلئے انسان کا بھی خالق ہے ذرہ برابر بھی مشکل نہیں کہ انسان کی پوری زندگی کے نامۂ اعمال کو ایک انتہائی چھوٹی سی ''چپ'' (Chip) جیسی کسی چیز میں جمع کر کے انسان کے ہاتھ میں تھما دے۔

خلاصہ یہ کہ جس طرح گذشتہ زمانہ کو آج کے زمانہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اسی طرح آج کے زمانہ کو ہم قربِ قیامت کے زمانہ پر قیاس نہیں کر سکتے، جیسے پہلے زمانہ میں جن حقائق کا ہم صرف یقین رکھتے تھے آج ہم ان کو دیکھتے بھی ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں، ایسے ہی موجودہ دور میں جن باتوں کا ہم یقین رکھتے ہیں انشاء اللہ قیامت کے قریب زمانہ میں ہم ان کو دیکھیں گے بھی اور یقین بھی کریں گے۔ جس میں فرشتوں کا آسمان سے اترنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کا رہنا بھی شامل ہے۔

(۴)......دین وشریعت میں جن غیبی باتوں (مثلاً فرشتے) کا یقین کرنے کا حکم ہے وہیں ان کے وجود کو بھی تسلیم کرنا ضروری ہے، کسی غیبی حقیقت کے یقین کرنے کا

صرف یہ مقصد اور یہ مطلب نہیں کہ ہم اس کے وجود کا بھی انکار کر دیں، پس اگر فرشتوں کا ذکر صرف یقین کرنے کے لئے ہے، تو کیا ہم ان کے وجود کو جھٹلا دیں گے؟؟ یہ تو نعوذ باللہ بالکل ایسے ہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، جنت، جہنم صرف یقین کرنے کے لئے ہے، ان کا موجود ہونا ضروری نہیں کیوں کہ ہم نے ان حقیقتوں دیکھا نہیں (**العیاذ باللّٰہ ثم العیاذ باللّٰہ**)

مغالطہ نمبر ۱۱/ایک عمومی اشکال

شکیل بن حنیف سے متأثر بعض لوگ یہ بھی سوال کرلیا کرتے ہیں کہ عقیدۂ ظہور مہدی کی اہمیت وحیثیت شرعی اعتبار سے کیا ہے؟ نیز حضرت مہدی سے متعلق روایات واحادیث کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور ان کا حکم کیا ہے؟۔

جواب (۱)

اس رسالہ کے شروع میں اس بات کی وضاحت اچھی طرح کر دی گئی ہے کہ مذہب اسلام میں مہدویت کوئی ایسا مستقل منصب نہیں کہ جس پر اسلام یا ایمان کی تکمیل موقوف ہو۔ رہی بات اسکی حیثیت کی تو واضح رہے کہ ایسا بھی نہیں کہ اس عقیدے کی کوئی حیثیت یا اہمیت نہ ہو۔ اس لیے کہ احادیث وروایات سے قرب قیامت میں نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے پہلے مسلمانوں کی قیادت وسیادت کے لیے ایک رجل صالح کے ظہور کی خبر دی گئی ہے اسی شخصیت کا نام ''امیر'' سے اور کہیں ''مہدی'' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور کہیں اس شخصیت کا نام ''محمد بن عبداللہ'' بھی بتایا گیا ہے جیسا کہ احادیث مہدی کے باب میں تمام محدثین ''یواطئ اسمُه اسمی و اسمُ أبیه اسمَ أبی'' کا مصداق ذکر کرتے ہیں۔ البتہ قرآن کریم کی کسی آیت میں

مسئلہ ظہومہدی کا ثبوت نہیں ملتا۔ جو لوگ قرآن کریم کی کسی بھی آیت کو مہدی کے لیے نازل مان کر اس سے عقیدۂ ظہور مہدی کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ الحاد و زندقہ کا راستہ اپناتے ہیں جیسے کہ سید محمد جونپوری مدعی مہدویت کے پیروکاروں کا نظریہ ہے تو ایسے لوگوں سے اسلام اور مسلمانوں کا کوئی واسطہ نہیں۔ اور جو لوگ سید محمد جونپوری کے پیروکاروں کی طرح آیات قرآنی سے مسئلہ ظہور مہدی کا استنباط کرتے ہیں وہ بھی زیغ و ضلال میں مبتلا ہیں کیونکہ معتبر و مستند مفسرین اور علماء اہل سنت والجماعت سے ثابت نہیں۔ ظہور مہدی کے وقت جن حالات کا نقشہ احادیث مبارکہ میں کھینچا گیا ہے ان پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حالات ایسے ہوں گے کہ لوگ خود بخود ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کی قیادت اور حکمرانی کو مانیں گے، ان کی قیادت و حکمرانی کی خوبی یہ ہوگی کہ پوری دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی۔ اور یہ ماننے والے سب کے سب مسلمان ہوں گے نہ ماننے والے خواہ یہودی ہوں یا کوئی اور ہو، تائید غیبی سے وہ سب ہلاک کر دیئے جائیں گے اور فتنہ وفساد ختم ہو کر امن وسکون کا ماحول قائم ہو جائے گا۔

تقریباً ہر زمانے میں مکار اور فریبی لوگ اس صاف وصریح عقیدے میں اس قدر غلو کرتے رہے ہیں کہ اسلام نے جو حیثیت واہمیت اس عقیدے کو دی ہے اس سے اُنکا کوئی رابطہ ہی نہیں رہ جاتا ہے۔ صحیح اسلامی عقیدہ اور ان کے غلو کے درمیان مشرق و مغرب کا فرق ہو جاتا ہے۔ غلو پسندی کا ایک غلط نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ بعض لوگ جب اسلام کی جانب سے دی ہوئی حیثیت اور غلو پسندوں کے نظریات کے مابین حق و باطل کی تمیز نہیں کر پاتے تو افراط کے بجائے تفریط کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ نظریہ اپنا لیتے ہیں کہ اگر بخاری اور مسلم میں مہدی کی روایت نہیں پائی جاتی تو وہ قابل تسلیم ہی نہیں۔

چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف کے علاوہ دیگر معتبر و مستند کتب احادیث سے اگر صحیح روایات بھی پیش کی جائیں تو وہ انکار کر بیٹھتے ہیں اور اپنے ہی پیدا کردہ شکوک وشبہات کی بھنور میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ شکیل بن حنیف کو مہدی و مسیح ماننے والے، افراط اور تفریط دونوں کے شکار ہیں۔ اپنے مفاد کی تکمیل کے لیے پہلے ایک معیار وضع کرتے ہیں اور پھر اس معیار پر اترنے کے لیے خود ہی ایک پیمانہ بھی بنا لیتے ہیں جس کے نتیجے میں حق تک رسائی ان کے کے لیے مشکل ترین معاملہ بن جاتا ہے۔

اس افراط اور تفریط کے درمیان اسلام نے جو اہمیت اور حیثیت اس عقیدے کو دی ہے وہ یہ ہے کہ اس سلسلہ کی تمام روایات کو سامنے رکھ کر اگر دیکھا جائے تو فیصلہ یہ قرار پاتا ہے کہ قرب قیامت میں مہدی کا ظہور قطعی اور یقینی عقائد میں سے ہے، بکثرت صحیح روایات میں ان کے نام ونسب، حلیہ اور کارناموں وغیرہ کا ذکر ملتا ہے لیکن یہ عقیدہ اسلام کے ان عقائد میں سے نہیں جن کو ضروریات دین کا درجہ حاصل ہے، اس لیے اگر کوئی صرف مہدی کا انکار کردے تو اسے کافر نہیں کہا جائیگا بلکہ خود مطلق مدعی مہدویت کو بھی علامات میں عدم تطبیق کی بنا پر جھوٹا مکار فریبی ضال ومضل کہا جائے گا لیکن کافر نہیں۔ احادیث کی کثرت کو دیکھتے ہوئے اس عقیدے پر ایمان رکھنا واجب ہے۔

علامہ محمد بن احمد السفارینی الحنبلی متوفی ۱۱۸۸ھ مطابق ۱۷۷۴ء نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "**لوامع الانوار البهية ۱۴۶**" میں لکھا ہے:

"وقدروى عن من ذكر من الصحابة وغير ماذكر منهم بروايات متعددة و عن التابعين و من بعد هم ما يفيد مجموعته العلم القطعى فالايمان بخروج المهدى واجب، كما هو مقرر عند اهل السنة والجماعة.

ترجمہ: جن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ذکر اوپر ہو چکا ان سے اوران کے علاوہ صحابہ سے نیز تابعین اوران کے بعد والوں سے اتنی روایات منقول ہیں جن کا مجموعہ ظہور مہدی پر علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے اس لیے مہدی کے ظہور پر ایمان رکھنا واجب ہے۔جیسا کہ اہل سنت والجماعت کے یہاں مسلم ہے۔

گویا صحیح احادیث کی روشنی میں یقینی اور قطعی علم کی بنیاد پر اہل سنت والجماعت کے نزدیک مہدی کے ظہور وخروج پر مسلمانوں کے لیے ایمان رکھنا واجب ہے۔اب رہی بات یہ کہ جس وقت اصل مہدی کا ظہور ہوگا تو ان کی شخصیت اور ذات پر ایمان لایا جائے گا یانہیں؟ تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ نبی اور رسول کے علاوہ کوئی شخصیت نہیں جس پر ایمان لانے کی بات کی جائے۔ایک ہے ''مہدی کو ماننا'' اور ایک ہے ''مہدی پر ایمان لانا'' اگران دونوں تعبیرات میں فرق کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ ان کے ظہور کے وقت ان کے ماننے یا نہ ماننے کی بات ہوگی ان پر ایمان لانے یا نہ لانے کی بات ہی نہ ہوگی۔اس لیے کہ خود ان کو بھی مانا جائے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات واحادیث پر ایمان لانے کی وجہ سے مانا جائے گا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بنا پر ان کے دست حق پرست پر بیعت کی جائے گی نہ کہ ان پر ایمان لایا جائیگا۔یہ اسلامی روایات پر ایمان لاکر مہدی کو ماننا کہلائے گا نہ کہ مہدی پر ایمان لانا کہلائے گا وہ خود بھی اپنی شخصیت پر ایمان لانے کی دعوت کسی کو نہیں دیں گے۔اگر یہ فرق ملحوظ رکھا جائے تو بہت سارے مکار اور جھوٹے مدعیان مہدویت کی جڑ یہیں سے کٹ جاتی ہے کہ وہ اپنی شخصیت پر ایمان لانے کی دوسروں کو دعوت دیتے پھرتے ہیں، اپنی شخصیت کو مدار نجات بنائے بغیر ان کا کوئی مشن پورا ہی نہیں ہوتا۔اسلام نے اس عقیدے کو جو حیثیت دی ہے وہ صرف اسی قدر ہے اور بس!

جہاں تک مہدی سے متعلق احادیث وروایات کی حیثیت اور حکم کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ بے شمار ائمہ احادیث نے اس کو قدر مشترک تواتر کی حد تک تسلیم کیا ہے جبکہ بعض نے صرف خبر احاد، اور بعض نے خبر اجیاد کے طور پر ان کو حجت مانا ہے لیکن متعدد طرق سے مروی ہونے کی بنا پر اس کی کثرت اور تواتر معنوی سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ ملاحظہ فرمایئے علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح، قرطبی الانصاری تیرہویں صدی عیسوی (متوفی ۱۲۷۲ء) کے مشہور عالم دین نے اپنی تصنیف ''التذكرة فی أحوال الموتی والآخرة ''میں لکھا ہے:

''قال ابو الحسن محمد ابن الحسين بن ابراهيم بن عاصم الابری السجذی: قد تواترت الأخبار و استفاضت بكثرت رواتها عن المصطفى ﷺ يعنى المهدى، وانه من اهل بيته. و أنه يملأ الأرض عدلاً، يخرج مع عيسىٰ عليه السلام فيسا عده على قتل الدجال بباب لد بأرض فلسطين الخ

(التذكرة، علامه قرطبی ص ۳۴۷ مطبوعه بیروت)

ترجمہ: امام ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم بن عاصمؒ نے فرمایا ہے کہ مہدی کی روایتیں متواتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان روایتوں کے ناقلین کی کثرت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ مہدی اہل بیت میں سے ہوں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے زمانے میں وہ آئیں گے اور فلسطین میں ''باب لد'' نامی مقام پر دجال کے قتل کرنے میں ان کا تعاون کریں گے۔

علامہ قرطبی کے تقریباً تین سو سال بعد سولہویں صدی عیسوی کے مشہور ومقبول عالم حافظ ابن حجر مکی ھیتمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۷۳ھ مطابق ۱۵۶۶ء نے لکھا ہے:

''قال بعض الأئمة: قد تواتر الأخبار و استفاضت بكثرة

رواتها عن المصطفى ﷺ يعنى المهدى، وأنه من أهل بيته.
(القول المختصر فی علامات المهدى المنتظر ص ۲۳)

ترجمہ: بعض ائمہ کا کہنا ہے کہ یقینی طور پر مہدی کی روایات متواتر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والوں کی کثرت کے سبب مشہور ہیں اور وہ اہل بیت میں سے ہوں گے۔

اسی طرح سترہویں صدی عیسوی میں اس موضوع پر نہایت بسط و تحقیق سے لکھنے والے متکلم علامہ **سید محمد ابن عبد الرسول ابرزنجی، الشافعی** (ولادت ۱۲ ربیع الاول ۱۰۴۰ھ مطابق اکتوبر ۱۶۳۰ء وفات یکم محرم ۱۱۰۳ھ مطابق ستمبر ۱۶۹۱ء) نے فرمایا ہے:

''اماّ اِسْمُه ففى أكثر الروايات أنه محمد وفى بعضِها أنه أحمد و اِسْم أبيه عبدالله فقد وردَبل صَحّ عنه صلى الله عليه كما عند أبى داؤد والترمذى وقال حسن صحيح عن ابن مسعود رضى الله عنه أنه قال يواطئُ أى يوافقُ اِسمهٗ اِسمى واسمُ أبيه اِسمَ أبى.

(الاشاعة لاشراط الساعة صفحه ۱۳۲)

اورنسب، حلیہ، زمانہ اور جائے ولادت ''مدینۃ المنورہ'' وغیرہ دیگر علامات ذکر کرنے کے بعد ''تنبیہ'' کا عنوان لگا کر آگے لکھتے ہیں:

''لم أقفْ على اسمِ أم المَهدى بعدَ الفحص بالتتبع، صفحه ۱۴۲''

ترجمہ: جہاں تک مہدی کے نام کی بات ہے تو اکثر روایات میں ان کا نام محمد ہے جبکہ بعض روایتوں میں احمد بھی آیا ہے، جو روایات اس سلسلے میں ہیں بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح روایات منقول ہیں جیسا کہ ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور ''حسن صحیح'' بتایا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہدی کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔...... مہدی کے ماں کے نام کے سلسلے میں تحقیق وتلاش کے بعد بھی کوئی ثبوت دستیاب نہیں ہوا کہ کیا ہوگا''

بیسویں صدی کے مشہور عالم حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ التفسیر والحدیث دارالعلوم دیوبند التعلیق الصبیح میں فرماتے ہیں:

''وبا الجملة أن أحاديث ظهورِ المهدی قد بلغت فی الكثرة حد التواتر وقد تلقاها الأمةبالقبول فيجب اعتقاده ولايسوغ رده و اِنكاره كما ذكره المتكلمون فی العقائد اللازمة الّتی يجب اعتقادها على المسلم. (التعليق الصبيح ص ۱۹۸ ج ٦)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ کہ ظہور مہدی کی احادیث کثرت کی وجہ سے تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور پوری امت نے ان کو قبول کیا ہے اس لیے اس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے اور اس کے ردو انکار کی گنجائش نہیں جیسا کہ ائمہ متکلمین نے اُن ضروری عقائد میں اس کو شمار کیا ہے جن پر اعتقاد رکھنا مسلمانوں کے لیے واجب ہے۔

اور فروری ۱۹۵۴ء میں تصنیف کردہ اپنے ایک معروف ومشہور رسالہ ''نزول عیسیٰؑ اور ظہور مہدی'' میں لکھتے ہیں:

''کتب حدیث میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم، امام مہدی کے ذکر سے خالی ہیں لیکن دیگر کتب معتبرہ میں ظہور مہدی کی روایتیں اس قدر کثیر ہیں کہ محدثین نے ان کا تواتر تسلیم کیا ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ بخاری اور مسلم نے احادیث صحیحہ کا استیعاب نہیں کیا، بخاری اور مسلم میں کسی حدیث کا نہ ہونا اس کے غیر معتبر ہونے کی دلیل نہیں۔ مسند احمد اور سنن ابی داؤد اور ترمذی وغیرہ میں صدہا اور ہزارہا ایسی روایتیں ہیں جو بخاری اور مسلم میں نہیں۔

(ص ٦ ۴ مطبوعہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند)

۱۹۷۱ء کی اپنی ایک دوسری تصنیف عقائدالاسلام میں لکھتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ہے کہ امام مہدی کا ظہور احادیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے۔

(عقائدالاسلام ص۱۱۳ مطبوعہ شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند)

مذکورہ بالا ائمہ متکلمین کی تصریحات سے معلوم یہ ہوتا ہے قیامت سے قبل نفس ظہور مہدی کا مسئلہ متفق علیہ ہے اور اسلام کے اُن عقائد میں سے ہے جنھیں تواتر کا درجہ حاصل ہے۔ اس باب میں جو احادیث و آثار وارد ہیں وہ تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں اور اُن میں کوئی ایسا تعارض بھی نہیں ہے جسے علماء امت نے واضح طور پر دُور نہیں کیا ہو۔ بلکہ علمائے کرام نے اس کی بھی وضاحت کردی ہے کہ ظہور مہدی کا مسئلہ اسلام کے قطعی و یقینی عقائد میں سے ہے اور اس پر ایمان لانا واجب وضروری ہے۔

شکیل بن حنیف اور اس کے پیروکاران مسائل کو ناواقفوں کے سامنے معمہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور اس قسم کے علمی سوالات و جوابات میں اس لیے الجھاتے ہیں کہ شاید ان کے زعم میں عقیدۂ ظہور مہدی ضروریات دین میں سے نہیں لہٰذا محض دعویٰ مہدویت کی وجہ سے شکیل اور اس کے متبعین کو کافر نہ کہا جائے۔ یا یہ کہ حضرت مہدی سے متعلق مروی احادیث و آثار کو تواتر لفظی کا درجہ حاصل نہیں اس لیے اگر ان روایات کا شکیل انکار کردے تو اس انکار کی وجہ سے بھی اسے کافر نہیں کہا جائے گا۔ ایسے لوگوں کی چشم کشائی کی لیے عرض ہے کہ دور حاضر کے شکیل بن حنیف کے دعویٰ کی حقیقت و حیثیت اور اس کی خطرناکی کو انھوں نے یا تو سمجھا ہی نہیں یا سمجھ بوجھ کر صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

شکیل بن حنیف صرف مہدی ہونے کا دعویدار نہیں بلکہ ایسی مہدویت کا دعویدار

ہے جس میں اس کی شخصیت پر ایمان لانا ہی ایمان و کفر کا مدار ہے۔اس کا دعویٰ ہے کہ ’’اللہ نے مجھے اس کام کی ذمہ داری سونپی ہے‘‘ (سنبھلی کے اعتراض کا جواب ص ۳۰) چنانچہ اپنے اس دعوی کے مطابق خدا کی جانب سے سونپی گئی اس جدید ذمہ داری کو منوانے ہی کی غرض سے مستقل طور پر اپنے پیروکاروں سے بیعت لیتا ہے۔ایک جدید ذمہ داری سونپنے کی نسبت،خدا کی جانب کرنے کا لازمی تقاضہ ہے کہ جس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے اگر کوئی شخص اس کو نہ مانے تو اس کو خدائی حکم کا منکر یعنی کافر کہا جائے چنانچہ اس کے متبعین کھل کر یہ بات کہتے ہیں کہ اسلام و ایمان صرف وہی ہے جس کو شکیل اسلام و ایمان منوائے۔اور شکیل بھی اس جدید ذمہ داری کے نہ ماننے والوں کو نہ صرف یہ کہ اپنے پیروکاروں میں شامل نہیں مانتا بلکہ اپنے پیروکاروں کو منکرین سے، زندگی کے ہر شعبے میں الگ تھلگ رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔اگر کوئی شخص شکیل بن حنیف پر ایمان نہ لائے یعنی حضرت مہدی اور عیسیٰ ابن مریم سے متعلق تمام روایات و آثار کا مصداق اسے نہ مانے تو شکیلیوں کے نزدیک وہ مسلمان ہی نہیں۔شکیلیوں میں اس قدر تشدد ہے کہ اگر کوئی شخص شکیل کے حالات وکوائف تحقیق سے معلوم کرنے لگے اس کے حسب ونسب کی تفتیش کرنے لگے،اس کی زندگی کے خفیہ گوشوں کی تفصیلات معلوم کرنے لگے تو نہ صرف یہ کہ مطلوبہ تفصیلات بتاتے ہی نہیں بلکہ صرف اتنی سی بات سے بدک کر سلام و کلام تک ترک کر دیتے ہیں۔موضوع سے متعلق علمائے اسلام کے بیانات کو سننا تک گوارا نہیں کرتے۔

اسی طرح ان روایات صحیحہ کا خود کو مصداق حقیقی بنانے کے لیے ان کا مفہوم و معنی ایسا وضع کرتا ہے جو تحریف و زندقہ کے قبیل سے ہوتا ہے۔یعنی امت مسلمہ کے مستند و معتبر محدثین وفقہاء نے ان روایات صحیحہ کا جو معنی و مطلب سمجھا اور بیان کیا ہے اس کی

تغلیط کر کے گویا اجماع امت کے خلاف ان روایات صحیحہ کی ایک ایسی نئی تعبیر وتشریح منوانے پر بضد ہوتا ہے کہ وہ روایات ان نئی تعبیرات وتشریحات کی متحمل تو کیا ہوتیں ان وضعی تعبیرات وتشریحات اور الفاظ روایات کے درمیان مشرق ومغرب کا فرق ہوتا ہے اوراس پر مستزاد یہ کہ اس بے جوڑ نکتہ آفرینی کو حقیقی اسلام منوا کر مسلمانوں کو اس کی دعوت دیتا پھرتا ہے بلکہ اس کو بنیاد بنا کر مسلمانوں سے الگ اپنی جماعت تشکیل دیتا ہے ظاہر سی بات ہے کہ روایات صحیحہ کا خود تراشیدہ معنیٰ ومطلب اس کو خرق اجماع تک پہنچاتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے زیغ وضلال ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا اوراب اس کے دعوے کی حیثیت محض مدعی مہدویت کی نہیں رہ جاتی بلکہ اس فتنہ گر کی ہو جاتی ہے جو اسلام کے نام پر مذہب اسلام کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہے اور دین کے نام پر ناواقف مسلمانوں کو بے دین بنانے کی سازشیں رچ رہا ہے۔

مثلاً، حدیث میں وارد لفظ ’’مدینہ‘‘ سے مراد دہلی لیتا ہے ’’خلیفہ کی موت‘‘ سے مراد حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ امیر تبلیغی جماعت کو لیتا ہے، ’’کنز اور خزانہ‘‘ سے مراد مرکز تبلیغ حضرت نظام الدین دہلی کو بتاتا ہے، جبکہ حدیث میں وارد الفاظ ’’امیر، رجل صالح اور مہدی‘‘ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا جو حدیث شریف سے ہی مستفاد وماخوذ ہے اوراہل بیت سے ہوں گے، شکیل کہتا ہے کہ ان الفاظ سے مراد ’’شکیل بن حنیف ہے۔ حدیث شریف میں دجال کے ماننے والوں پر خوش حالی اور نہ ماننے والوں پر پریشانی کے حالات آنے سے مراد دونوں ملکوں پر کنٹرول کرنے والی حکومت (امریکہ فرانس اوران کے اتحادی ممالک) کا ان کے ساتھ نرمی اور سختی کرنا لیتا ہے۔ حدیث میں دجال کے حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھ کر برف کی طرح پگھلنے سے مراد امریکہ کی اقتصادی حالت کا کمزور ہونا بتاتا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام سے متعلق کہتا

ہے کہ حدیث میں کہیں یہ نہیں ہے کہ وہ دنیا میں ماں کے پیٹ سے نہیں آئیں گے اور جو ینزل کا لفظ ہے اسکے معنی اترنے کے ہیں، اترنا چاہے آسمان سے ہو یا مکان کی چھت سے یا ٹرین، بس اور رکشا یعنی کسی سواری سے ہو سب کے لئے ینزل کا لفظ بولا جاسکتا ہے۔ دمشق کے مشرق میں ایک مینار کی مسجد سے مراد لکشمی نگر دہلی کی ایک مینار والی مسجد بتاتا ہے۔ جب روایات میں وارد علامات کا مصداق خود کو نہیں ثابت کر پاتا تو کبھی روایت کو ہی غلط اور کبھی اس کے مفہوم و معنی بتانے والے علمائے دین کو غلط اور کبھی فقہاء امت کی حیثیت کو چیلنج کرتے ہوئے ان پر اور اُن کی دینی خدمات پر انتہائی سوقیانہ حملے کر بیٹھتا ہے۔

جو احادیث اس کے مشن کے موافق نہ ہوں ان کو محدثین کا ''گمان اور خیال'' کا الزام لگا کر عام مسلمانوں کو احادیث مبارکہ سے بے اعتماد اور منحرف بناتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ یہ من گھڑت تعبیرات و تحریفات، روایات مہدی کا انکار نہیں بلکہ ان روایات کے ساتھ بدترین کھلا مذاق اور توہین آمیز تماشہ ہیں۔ علماء امت اور محدثین کرام نے ان روایات کے مصداق و مفاہیم کی تعیین بھی کر دی ہے اور اس عقیدے کو اہل سنت والجماعت کے نزدیک متفقہ اور اجماعی طور پر اسلام کا یقینی عقیدہ اور اس پر ایمان لانا واجب قرار دیا گیا ہے۔ اگر اس کے مصداق و مفاہیم کے ساتھ ہر شخص کو تماشہ کرنے کی اجازت ہو تو متفق علیہ احادیث مبارکہ کو ہر شخص تماشہ بناتا پھرے گا۔ لہٰذا شکیل بن حنیف کے دعوئ مہدویت کو اس کے اس مکروہ و گمراہ فکر و عمل سے الگ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔

علاوہ ازیں شکیل ایسی مہدویت کا بھی دعویدار ہے جس میں اس کو مسیح ابن مریم بھی ماننا لازم ہے جیسا کہ اس کی بعض تحریریں اس سے قبل درج کی گئی ہیں۔ اسکے بے شمار

پیروکاروں نے اس بات کی گواہی علماء امت کے سامنے دی ہے کہ جب وہ بیعت لیتا ہے تو اس میں مہدی کے ساتھ ساتھ خود کو مسیح عیسیٰ ابن مریم بھی منواتا ہے اور یہ سارا کاروبار نہایت شاطرانہ اور تلبیسانہ انداز میں ہوتا ہے۔ جب اس کے متبعین سے پوچھا گیا کہ وہ عوام کے سامنے آکر اپنے دعوے کی وضاحت کیوں نہیں کرتا؟ یا تحریراً صاف طور پر اپنی بات کیوں نہیں پیش کرتا تو جواب ملا کہ انھوں نے جو علامات و حالات ظہور مہدی اور مسیح کے بیان کیے ہیں جب ان میں پائے جاتے ہیں تو تحریر لکھنے کی کیا ضرورت؟ ہم ان علامات کو ان میں پاکر ان کو مہدی اور مسیح مانتے ہیں۔ اور واضح رہے کہ علامات سے مراد وہی ہیں جن کو وہ نئی تعبیر و تشریح سے منواتا ہے یعنی ''مدینہ'' سے مراد دہلی اور ''محمد بن عبداللہ'' سے مراد محمد شکیل بن حنیف۔ خود کو مسیح عیسیٰ ابن مریم منوانے ہی کی غرض سے اس نے حضرت مسیح بن مریم کے نزول من السماء کا انکار کردیا اور اس بات کا قائل ہے کہ عیسیٰ بن مریم آسمان پر نہیں ہیں بلکہ نئے سرے سے ماں کی پیٹ سے پیدا ہوں گے اور ان کی پیدائش یا مہدی کی پیدائش کی جگہ ہندوستان ہے۔ اسی طرح فرشتوں کے وجود کا بھی منکر ہو جاتا ہے تاکہ دعوئ میسیحیت کی وجہ سے کوئی شخص اس سے فرشتوں سے ملاقات کا مطالبہ نہ کرلے۔

گویا احادیث مبارکہ کے متفق علیہ اور متعارف معانی سے انحراف و انکار تو ہے ہی اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی نئی پیدائش ماننے اور دعوئ میسیحیت کرنے کی بدعقیدگی بھی پائی جاتی ہے نیز نزول عیسیٰ علیہ السلام کا بھی منکر ہے اور یہ اخیر کے دونوں اجزاء ایسے ہیں جن پر شکیل کی دعوئ مہدویت کی بنیاد ہے جبکہ اس کے قائل یا مدعی کو اسلام میں داخل ماننے کی گنجائش نہیں رہ جاتی بلکہ سراسر کفر و زندقہ سے ہی تعبیر کیا جانا مناسب ہوگا۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گرامی قدر حضرات مفتیان کرام دارالافتادارالعلوم دیوبند! زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ:

گذشتہ چند سالوں سے امت میں ایک نیا فتنہ پیدا ہوا ہے، جس کے جال میں کالج اور یونیورسٹیوں کے طلبہ پھنستے چلے جارہے ہیں ،اور روز بروز اس فتنے کی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں، آپ کے سامنے کچھ مختصر تفصیل پیش کی جاتی ہیں، آپ اس کی روشنی میں حکم شرعی سے آگاہ فرما کر ممنون فرمائیں:

عثمان پور، ضلع دربھنگہ، صوبہ بہار کے رہنے والے محمد شکیل بن حنیف نامی شخص نے پہلے ظہور مہدی کی روایات میں تاویلات شروع کیں اور اپنے متعلق امام مہدی ہونے کا دعوی کیا، اس کے بعد حضرت عیسی علیہ السلام کی نزول کے متعلق نصوص کی غلط تاویل وتشریح کی اور اپنے متعلق مسیح عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعوی کردیا اور اب وہ صاف طور پر اپنے کو امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعوی کرتا ہے اور جب قرآن وحدیث کی روشنی میں اس پر اعتراضات کیے جاتے ہیں تو اپنے جھوٹے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لیے نصوص میں مختلف غلط تاویلات اور تحریفات کرتا ہے جیسا کہ اس کی طرف منسوب تحریرات اور اس کے متبعین کے بیانات سے واضح ہے، اور اب وہ اپنے آپ کو امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم کی حیثیت سے پیش کررہا ہے اور اپنے متبعین سے اسی پر بیعت لے رہا ہے، اور اب اس کا یہ دعوی دودو چار کی طرح واضح ہوگیا، جس کے متعدد ثبوت وشواہد ہیں، کچھ تفصیل پیش خدمت ہے:

(۱)......حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نزول فرمانے کے عقیدے میں تحریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(الف): عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کئی پیشین گوئیاں صحاح ستہ کی الگ الگ کتابوں میں ہے۔ بخاری اور مسلم میں تو عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا صاف صاف ذکر ہے...... صحاح ستہ کی کسی بھی روایت میں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے آنے کا کوئی بھی ذکر نہیں ہے تو کیا صحاح ستہ کے تمام محدثین نے آسمان (من السماء) کے لفظ کو غائب کردیا؟ نہیں! صحیح بات یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ کی پیدائش کا صاف صاف ذکر کیا ہے اور آسمان سے آنے کا صحاح ستہ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔'' (فتوے کی حیثیت اور اس کا جواب ص ۱۸، مؤلفہ محمد شکیل بن حنیف)

(ب): ''اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آئیں گے تو وہ صحاح ستہ میں درج عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق کسی ایک بھی روایت میں آسمان (یعنی من السماء) کا لفظ دکھائے۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوسکتے تو وہ بخاری اور مسلم میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے الفاظ پر غور کرے)

(فتوے کی حیثیت اور اس کا جواب ص ۱۸، مؤلفہ شکیل بن حنیف)

(ج): ''صحاح ستہ میں مہدی اور عیسیٰ کے نام کی کئی روایتیں ہیں مگر کسی ایک بھی حدیث میں عیسیٰ اور مہدی دونوں ناموں کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ مزید یہ کہ ابن ماجہ میں عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کو صاف صاف ایک ہی شخصیت بتایا گیا ہے''

(فتوے کی حیثیت اور اس کا جواب، صفحہ ۲۰ مؤلفہ شکیل بن حنیف)

مذکورہ بالا تحریروں سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے نزول من السماء کا انکار اور دوبارہ پیدائش اور حضرت مہدی اور حضرت مسیح عیسیٰؑ بن مریم دونوں کے ایک ہونے کا نظریہ اچھی طرح واضح ہے۔

(۲)......ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ میں علاقہ لکشمی نگر کے باشندگان نے مدرسہ امینیہ دہلی

کے مفتی صاحب سے شکیل بن حنیف کے متعلق جب کہ وہ اُس وقت علاقہ لکشمی نگر ہی میں رہتا تھا، اس کے دعاوی ذکر کر کے استفتاء کیا، جس میں اس کے دعوئ مہدویت کا بھی ذکر ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''ایک شخص جس کا نام محمد شکیل ہے بہار کا رہنے والا ہے علاقہ لکشمی نگر میں رہتا ہے اپنے آپ کو امام مہدی کہتا ہے اور لکشمی نگر کی جامع مسجد کو دمشق کی جامع مسجد کہتا ہے۔ صحاح ستہ، ائمہ اربعہ اور مدارس اسلامیہ اور تبلیغ کے کام کو غلط بتاتا ہے اپنے ساتھ چار آدمی رکھتا ہے جن کو خلیفہ بتاتا ہے۔......اور لوگوں کو بیعت کر رہا ہے اور کہتا ہے جو میری بات نہ مانے وہ کافر ہے۔ کیا اس کے خلاف اگر عوام احتجاج کریں یا اس کو ماریں تو درست ہے اور کیا یہ شخص مرتد ہے یا نہیں؟ اور جو اس کے ہاتھ پر بیعت ہو رہے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ مدلل جواب لکھیں تاکہ عوام جو گمراہ ہو چکی اس کو صحیح راستے پر لا سکیں''

(۳)......۷ جنوری ۲۰۰۵ء میں رمیش پارک کی بڑی مسجد اور لکشمی نگر کی دیگر بعض مساجد کے ائمہ وغیرہ نے دہلی میں صدر جمعیۃ علماء ہند (حضرت مولانا سید اسعد مدنی نوراللہ مرقدہ) کو خط لکھا جس میں وہ لوگ اپنے چشم دید حالات اور مشاہدات؛ بلکہ براہ راست شکیل بن حنیف سے سنے ہوئے دعاوی کے الفاظ لکھتے ہیں:

''وہ کبھی یہ اعلان کرتا ہے کہ میں امام مہدی ہوں اور کبھی یہ کہتا ہے کہ میں حضرت عیسیٰ ہوں، لیکن اب باقاعدہ اس نے ایک ہال لے لیا ہے اور اس میں اپنے ساتھیوں کو جوڑ کر......تلقین (پرچار) کرتا ہے''

یہ چشم دید لوگوں کے بیانات ہیں۔ شکیل کا خود کو امام مہدی کہنا، عیسیٰ کہنا، اپنے نہ ماننے والوں کی تکفیر کرنا اور اپنے معتقدات کا پرچار کرنا وغیرہ سب کچھ اِن حضرات کے تحریری بیان سے واضح ہے۔

(۴)......حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند کے حسب حکم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی شاخ مجلس تحفظ ختم نبوت دہلی کی زیرنگرانی جب دہلی کے کئی علاقوں میں جناب مولانا شاہدانور بانکوی، مولانا محمد جنیدرانچوی کارکنان مرکزالتراث الاسلامی دیوبند اور خود راقم سطور (شاہ عالم گورکھپوری) نے شکیل کے پیروکاروں کا تعاقب کیا اور اہل علاقہ کی مدد سے ان کو افہام وتفہیم کے لیے آمادہ کرنا چاہا تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ''ہم بغیر کسی دلیل کے شکیل بن حنیف کو امام مہدی اور مسیح مانتے ہیں ......اگر آپ لوگ ہمارے بطلان پر قرآن وحدیث بھی پیش کریں گے تو ہم اسے بھی نہیں مانتے'' شکیل کے پیروکاروں کا یہ جواب سوشل میڈیا اور اخبارات نے بھی نشر کیا، ملاحظہ ہو روزنامہ ہندوستان ایکسپریس دہلی جمعہ ۱۴ فروری ۲۰۱۴ء صفحہ ۸۔ ذرائع ابلاغ میں نشر ہونے کے باوجود شکیلیوں نے اس کا کوئی تردیدی جواب بھی نہیں دیا جبکہ وہ ہر چھوٹی بڑی بات کا جواب دیتے رہتے ہیں، جیسا کہ انھوں نے حضرت مفتی محمود حسن صاحب بلندشہری مدظلہ کے ایک فتوے کا اور جناب مولانا انصاراللہ قاسمی صاحب مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ آندھراپردیش کی ایک تحریر کا جواب دیا، اسی طرح اور کئی ایک علماء کے سوالات کے جوابات دیئے ہیں۔

(۵)......شکیل بن حنیف کے ایک پیروکار کے بھائی: مولانا معراج الاسلام مظاہری ارریاوی (مقیم بٹلہ ہاؤس جامعہ نگرنئی دہلی) کی طرف سے دفتر تحفظ ختم نبوت کو ایک تحریر موصول ہوئی، جس میں انھوں نے شکیل بن حنیف دربھنگوی کے متعلق یہ ذکر کیا کہ اس نے امام مہدی اور عیسیٰ ہونے کا دعوی کررکھا ہے۔ پھر ۲۹ رصفر ۱۴۳۵ھ میں یہ مع اپنے بھائی مولانا محمد منہاج الاسلام قاسمی اور ایک اور صاحب: مرتضی بن مشتاق احمد (دہلی) دارالعلوم دیوبند آئے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کرکے

زبانی گفتگو کے علاوہ شکیل بن حنیف کے متعلق ایک تفصیلی تحریر پیش کی جس میں اس فتنہ کی سنگینی کو ذکر کیا، ان حضرات کی تحریر و بیان سے شکیل بن حنیف کے عقائد اور اس کے پیروکاروں کے پرچار کا واضح ثبوت ملتا ہے اور یہ تحریرات منسلک استفتاء ہیں۔

(۶)...... جامع مسجد اوکھلا دہلی میں شکیل کے خیالات و نظریات کے خلاف کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی اور مجلس تحفظ ختم نبوت ساؤتھ دہلی کے زیر اہتمام مورخہ ۱۵/۱۶/۱۷/ جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۷/۱۸/۱۹/ مارچ ۲۰۱۴ء تربیتی کیمپ اور عمومی اجلاس عام منعقد کیا گیا جس میں راقم سطور (شاہ عالم گورکھپوری) نے تینوں دن شکیل بن حنیف کے باطل خیالات و نظریات کو بالخصوص اس کے امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام) ہونے کے دعوے کو پیش کر کے اسکی تردید کی۔ کئی ایک شکیلی بھی شریک پروگرام ہوئے لیکن کسی نے بھی شکیل کی جانب منسوب عقائد و نظریات کا انکار نہیں کیا بلکہ تمام حاضرین کے سامنے جن کی تعداد دو سو سے متجاوز تھی وہ اپنے ملحدانہ و من گھڑت تاویلات کو صحیح قرار دیے جانے پر مصر رہے۔

(۷)...... جناب محمد سعد علی صاحب ساکن جامعہ نگر دہلی کو شکیل کے پیروکاروں نے بہکانے کی بہت کوشش کی، موصوف نے راقم سطور (شاہ عالم گورکھپوری) کے نام اپنے ایک خط میں جن جن عقائد کی طرف ان کو دعوت دی جا رہی تھی، ان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

”اس (شکیل کے پیروکار پرچارک) نے یہ بتایا کہ قیامت بہت قریب ہے اور حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم (جن کے متعلق قرآن و حدیث میں پیشین گوئیاں ہیں) جن کا امت انتظار کر رہی ہے وہ آچکے ہیں۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تم کو کس طرح اس بات کا پتہ چلا؟ تو اس نے بتایا کہ وہ بذات خود اُس مدعی سے مل کر آیا ہے، اس نے بتایا کہ وہ (مہدی و مسیح ابن مریم) مہاراشٹر میں رہ رہے ہیں اُس

نے بتایا کہ حضرت جی (مدعی مہدی و مسیح ابن مریم کا لقب) کا نام شکیل بن حنیف ہے اس کے ماموں اور کئی سارے دوست بھی شکیل بن حنیف سے مل کر آئے ہیں......اس نے میرے دوستوں کو ایسے لوگوں سے ملوایا جو کہ ہمارے علاقے میں بلکہ پوری دہلی میں اس نئی دعوت کو عروج و ترقی فراہم کر رہے ہیں''

(خط محمد سعد علی، جامعہ نگر نئی دہلی محررہ یکم نومبر ۲۰۱۵ء)

(۸)......جناب قاری محمد عارف جمال صاحب امام مسجد اصلاح دہلی کی تفصیلی رپورٹ جو کل ہند مجلس کو موصول ہوئی ہے جس پر مقامی حاضرین وشاہدین کے دستخط بھی ہیں اس میں شکیل کے خیالات ونظریات واضح طور پر درج ہیں، موصوف کی طویل رپورٹ کے چند اقتباسات پیش ہیں:

''علماء سے...... گفتگو میں شکیل کے متبعین نے علامات قیامت سے متعلق حدیثوں کی من گھڑت تاویل کی۔ان کا کہنا تھا کہ دجال کے متعلق حدیث میں جو ہے کہ ایک دن ایک سال کا ہوگا، اس سے مراد دجال کے نکلنے کی جگہ پر ایک دن ایک سال کے برابر ہونا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد زمین کا نارتھ پول اور ساؤتھ پول ہے جہاں چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے، جب یہ حدیث بیان کی گئی تو صحابہ کو نارتھ پول ساؤتھ پول کا علم نہیں تھا، جب حضرت عیسی علیہ السلام آئیں گے تو اس علاقہ کے لوگوں کو نارتھ پول ساؤتھ پول کا علم ہوگا۔اسی طرح انھوں نے بتایا کہ حدیث میں جانوروں کے دودھ میں برکت کے متعلق پیشین گوئی بھی پوری ہو چکی ہے اس لئے کہ جرسی گائے بہت دودھ دیتی ہے لہذا شکیل بن حنیف مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔

حدیث میں دجال کی پیشانی پر ک ف ر لکھے ہونے کا انہوں نے مطلب بتایا کہ ''ک ،ف ،ر'' سے مراد امریکہ اور فرانس ہیں، یہ اور ان کے اتحادی مما لک ہی دجال ہیں۔ دجال کے ایک شخص کو قتل کرنے ،اس کے بعد اس کو زندہ کرنے سے متعلق حدیث کا جو مطلب انہوں نے بیان کیا وہ درج ذیل ہے:

حدیث میں رجل من المؤمنین سے مراد کوئی ایک آدمی نہیں ہے بلکہ ملک کا سربراہ مراد ہے...... دجال سے مراد امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک ہیں، شہید ہونے سے مراد صدام کا پھانسی پر لٹکنا ہے اور شہید اعظم سے مراد صدام حسین ہے، حدیث میں اس کے دو ٹکڑے کر دینے سے مراد ملک کو تقسیم کر کے دو ٹکڑے کر دینا ہے، دونوں ٹکڑوں کے بیچ چلنے سے مراد، ان دونوں ملکوں پر کنٹرول کرنا ہے، اور دوسری حدیث میں دجال کے ماننے والوں پر خوش حالی اور نہ ماننے والوں پر پریشانی کے حالات آنے سے مراد دونوں ملکوں پر کنٹرول کرنے والی حکومت (امریکہ فرانس اور ان کے اتحادی ممالک) کا ان کے ساتھ نرمی اور سختی کرنا، ۱۹۹۰ء و۱۹۹۱ء میں دجال (یعنی امریکہ فرانس اور ان کے اتحادی ممالک) نے عراق اور کویت کو الگ کر دیا، کویت نے دجال کا ساتھ دیا تو دجال (امریکہ وغیرہ) نے خوش حالی یعنی نرمی اور مہربانی کا معاملہ کیا اور عراق نے مخالفت کی تو اس کے خلاف دجال نے سختی کی، اس مسلمان آدمی کے دو ٹکڑے کر دینے کے بعد پھر سیدھا کھڑا ہونے کا مطلب ہے ان دونوں ملکوں کی لڑائی ختم کر دینا، چنانچہ دجال (امریکہ فرانس اور ان کے اتحادیوں) نے آ کر عراق اور کویت کی لڑائی ختم کرا دی،......
حدیث میں دجال کے حضرت عیسی علیہ السلام کو دیکھ کر برف کی طرح پگھلنے سے مراد امریکہ کی اقتصادی حالت کا کمزور ہونا ہے۔ یہ بھی ہو چکا ہے، امریکہ کے بینک تک دیوالیہ ہو گئے ان سب حالات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دجال نکل چکا اور حضرت عیسی علیہ السلام آ گئے۔ انھوں نے مزید بتایا کہ ابن ماجہ کی حدیث **لا مھدی الا عیسیٰ** میں صاف ہے کہ مہدی ہی عیسی ہیں یعنی دونوں ایک ہی شخصیت ہیں الگ الگ نہیں ہیں،...... پیشین گوئی سمجھنے کا اصول ہے کہ پیشین گوئی میں استعمال کئے گئے الفاظ کا مطلب کیا ہے؟ اس کا پتہ جب چلتا ہے جب پیشین گوئی پوری ہوتی ہے اس سے پہلے نہیں۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق حدیثوں میں آیا ہے کہ شب معراج میں

حضرت عیسیٰؑ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات دوسرے آسمان پر ہوئی، لیکن حدیث میں کہیں یہ نہیں ہے کہ وہ دنیا میں ماں کے پیٹ سے نہیں آئیں گے ،حضرت عیسیٰ (شکیل بن حنیف) جب ماں کے پیٹ سے آئے تو پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ کے دوسرے آسمان سے دنیا میں آنے کا راستہ ماں کا پیٹ ہے۔

انھوں نے یہ بھی کہا کہ صحاح ستہ کی کسی حدیث میں السماء کا لفظ نہیں اور صحاح ستہ کے علاوہ کتابوں کو ہم نہیں مانتے ہیں اور جو ینزل کا لفظ ہے اسکے معنی اترنے کے ہیں اترنا چاہے آسمان سے ہو یا مکان کی چھت سے یا ٹرین، بس اور رکشا یعنی کسی سواری سے ہو سب کے لئے ینزل کا لفظ بولا جاسکتا ہے تو حدیث میں ینزل سے مراد کس چیز سے اترنے کے ہیں؟ اس کا پتہ اس وقت چلا جب حضرت عیسیٰ (شکیل بن حنیف) آگئے کہ ینزل سے مراد سواری سے اترنے کے ہیں۔

انھوں نے بتایا کہ دمشق کے مشرق میں ایک مینار کی مسجد سے مراد کیا ہے اس کا پتہ بھی جب چلا جب حضرت عیسیٰ (شکیل بن حنیف آگئے) کہ لکشمی نگر دہلی کی ایک مینار والی مسجد ہے اور دمشق کے مشرق میں ہے اور ایک مینار والی ہے۔

حضرت مہدی سے متعلق حدیث میں ہے کہ ان کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور ان کے والد کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام پر ہوگا، اس کے صحیح مطلب کا پتہ جب چلا جب حضرت (حضرت مہدی شکیل بن حنیف) آگئے کہ ان کا پورا نام محمد شکیل بن حنیف ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ہے اور محمد شکیل میں پہلا لفظ محمد ہے۔ اور والد سے مراد حدیث میں عبداللہ نہیں ہیں بلکہ حضرت ابراہیم کا لقب حنیف ہے، اور حدیث میں حضرت مہدی کے متعلق ہے کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے تو زمین سے مراد پوری زمین نہیں ہے بلکہ زمین کا وہ حصہ ہے جہاں پر وہ رہتے ہوں گے اور حضرت مہدی (یعنی شکیل بن حنیف) اورنگ آباد میں جس محلّہ میں رہتے ہیں وہاں عدل وانصاف ہے کہیں کوئی ظلم وستم نہیں ہے،،

ان سب کے علاوہ بھی ملک کے مختلف مقامات سے مسلسل یہ خبریں آرہی ہیں کہ شکیل بن حنیف نامی شخص اپنے متعلق امام مہدی اور مسیح عیسیٰ بن مریم ہونے کا مدعی ہے اور عام طور پر اسکول وکالجز کے اسٹوڈنٹس اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ تیزی کے ساتھ اس کے فتنے کا شکار ہورہے ہیں اور نیٹ وغیرہ کے ذریعہ روز بروز اسکی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں، اور درج بالا ثبوت وشواہد اور ان کے علاوہ دیگر ثبوت وشواہد سے شکیل بن حنیف اور اس کے پیروکاروں کا جو دعوی ثابت ہوتا ہے، یعنی: شکیل بن حنیف کا امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونا، یہ ان کا واضح عقیدہ ہے، اس میں کسی طرح کا تردد معلوم نہیں ہوتا، نیز آج تک شکیل بن حنیف یا اس کے کسی پیروکار کی طرف سے اس کا انکار سامنے نہیں آیا اور نہ ہی سنا گیا؛ بلکہ شکیل بن حنیف کے تمام پیروکار کھل کر یہ کہتے ہیں کہ شکیل بن حنیف امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم ہیں؛ بلکہ بعض پیروکاروں سے یہاں تک سنا گیا کہ ''ہم بغیر کسی دلیل کے شکیل بن حنیف کو امام مہدی اور مسیح مانتے ہیں ......اگر آپ لوگ ہمارے بطلان پر قرآن وحدیث بھی پیش کریں گے تو ہم اسے بھی نہیں مانتے''، جیسا کہ ماقبل میں نمبر۴ میں بھی ذکر کیا گیا۔

اب درج بالا حالات کی روشنی میں حضرات مفتیان کرام سے چند سوالات ہیں:

سوال (۱)......مذکورہ شخص (شکیل بن حنیف در بھنگوی) جو اپنے متعلق امام مہدی اور مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور لوگوں سے اس پر بیعت لیتا ہے اور حضرت مہدی منتظر اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو ایک شخصیت مانتا ہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آسمان سے نزول فرمانے کا انکار کرتا ہے، وہ شرعی اعتبار سے مسلمان ہے یا کافر ومرتد؟۔

سوال (۲)......اور جو لوگ ایسے جھوٹے مدعی کو سچا مان کر اس کے امام مہدی اور مسیح

عیسیٰ ابن مریم ہونے پر ایمان لاتے ہیں اوراس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں ان کا کیا حکم شرعی ہوگا ؟۔

سوال (۳) ...... نیز ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے کی اجازت ہوگی یا نہیں؟۔

ان تینوں سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ عنایت فرمائیں۔

المستفتی : شاہ عالم گورکھپوری
نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند
۱۸/ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۰/دسمبر ۲۰۱۵ء بروز چہارشنبہ

جواب دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب وبا للّٰہ التوفیق: ۔ تینوں سوالات کے جواب سے پہلے بطور تمہید اصولی طور پر چند باتیں عرض ہیں:

(۱)......تمام علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ ضرویات دین میں سے کسی چیز کا انکار بلاشبہ کفر ہے۔

لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الإسلام وإن كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في شرح التحرير ورد المحتار من الإمامة ومن جحود الوتر

(اكفار الملحدين ص ١٧)

إجماع الأمة على تكفير من خالف الدين المعلوم بالضرورة والحكم بردته إن كان قد دخل فيه قبل خروجه منه، ولو كان الدين مستنبطاً بالنظر لم يكن جاحده كافراً، فثبت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جاء بالدين القيم تاماً كاملاً، وأنه ليس لأحد أن يستدرك عليه ويكمل له دينه من بعده.

(حوالہ بالا ص ٨١، ٨٢)

(وما) أي: والذي (يوجب التكذيب) هو (جحد كل ما ثبت عن النبي) صلى الله عليه وسلم (ادعاؤه ضرورةً) أي: بحيث صار العلم بكونه ادعاءه ضرورياً كالبعث والجزاء والصلوات الخمس، (ويختلف حال الشاهد للحضرة النبوية و) حال (غيره) ممن لم يشهدها (في بعض المنقولات دون بعض، فما كان ثبوته ضرورةً عن نقلٍ اشتهر وتواتر فاستوى في معرفته الخاص والعام استويا) أي: الشاهد وغيره (فيه) أي: في وجوب الإيمان به (كالإيمان برسالة محمد) صلى الله عليه وسلم (وما جاء به من وجود الله تعالى) .... (وانفراده) تعالى باستحقاقه العبودية على العالمين) ...... (وأنه) تعالى (يحي الموتى وأن الساعة آتية لا ريب فيها وأنه) تعالى (حرم الربا والخمور والقمار وهو الميسر ونحو ذلك مما جاء مجيئ هذا) مما تضمنه القرآن أو تواتر من أمور الدين، فكل ذلك لا يختلف حال الشاهد للحضرة النبوية وحال غيره ممن لم يشاهدها.

(المسامرة وشرحه المسايرة ص ١٤٩، ١٥٠)

(۲)......ضروریات دین میں کوئی ایسی تاویل کرنا جس سے ان کا اجماعی مفہوم ہی بدل جائے اور صرف لفظی طور پر ماننا پایا جائے یہ انکار ہی کی صورت ہے اور کفر ہے؛ کیوں کہ یہ تاویل نہیں بلکہ تحریف ہے اور اصطلاح میں اس کو کفر زندقہ کہتے ہیں۔

(امداد الفتاوی ۵: ۴۰۴، ۴۰۵، جواہر الفقہ ۱: ۶۳ - ۸۶،۱۱۴ بحوالہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، امام غزالیؒ، علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ شامیؒ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ، علامہ ابن قیمؒ، علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ، شیخ محی الدین ابن عربیؒ، علامہ وزیر یمانیؒ اور قاضی عیاضؒ وغیرہ۔ اکفار الملحدین، آپ کے مسائل اوران کا حل جدید تخریج شدہ ۱: ۵۵-۵۷، تحفہ قادیانیت ۱: ۳۰۹، ۳۱۰، عقائد الاسلام مؤلفہ: حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ ۱: ۶۳، ۲: ۱۱۱، فتاوی محمودیہ ۱: ۴۳۴ مطبوعہ: ادارۂ صدیق ڈابھیل، گجرات، اورتوضیح المرام في نزول المسیح علیہ السلام ص ۱۸ وغیرہ)

(۳)......ضروریات دین میں جہالت عذر نہیں؛ لہٰذا جہالت کی وجہ سے دین کی کسی ضروری چیز کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے (اکفار الملحدین ص ۶۲ بحوالہ: اشباہ وحاشیہ حموی)

(۴)......احناف کے نزدیک ضروریات دین کی طرح قطعیات دین کا انکار بھی کفر ہے، البتہ اگر قطعی چیز ضروریات دین سے نہ ہو تو اس کی قطعیت جاننے کے بعد انکار کرنا کفر ہوگا ورنہ نہیں اور اگر اہل علم نے اسے بتایا اور عناداً نہیں مانا بلکہ انکار پر ڈٹا رہا تو بھی کافر ہو جائے گا۔

المسامرۃ و شرحہ المسایرۃ (ص ۱۵۱) میں ہے:

(وأما ما ثبت قطعاً ولم يبلغ حد الضرورة) أي: لم يصل إلى أن يعلم من الدين ضرورة (كاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت) الصلبية (بإجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الإكفار بجحده بإنهم لم يشترطوا) في الإكفار (سوى القطع في الثبوت) أي: ثبوت

ذلك الأمر الذي تعلق به الإنكار لا بلوغ العلم به حد الضرورة، (ويجب حمله)أي:حمل الإكفار الذي هو ظاهر كلامهم (على ما إذا علم المنكر ثبوته قطعاً) لا على ما يعم علم المنكر ثبوته قطعاً وجهله بذلك؛(لأن مناط التكفير وهو التكذيب أو الاستخفاف بالدين عند ذلك يكون)أي:إنما يكون عند العلم بثبوت ذلك الأمر قطعاً،(أما إذا لم يعلم) ثبوت ذلك الأمر الذي أنكره قطعاً(فلا) يكفر إذ لم يتحقق من تكذيب ولا إنكار، اللهم (إلا أن يذكر أهل العلم ذلك)أي:أن ذلك الأمر من الدين قطعاً(فيلج) ......أي يتمادى فيما هو فيه عناداً فيحكم في هذه الحالة بكفره لظهور التكذيب.

نیز شامی ۶: ۳۵۵، جواہر الفقہ ۱: ۶۷ بحوالہ: جوہر التوحید از ماتریدیہ، اور آپ کے مسائل اوران کا حل (جدید تخریج شدہ ۱: ۵۵) بھی دیکھیں۔

(۵)......جمہور کے نزدیک حدیث متواتر سے حاصل ہونے والا علم، قطعی وضروری ہوتا ہے، ظنی یا صرف قطعی نہیں ہوتا؛ اسی لیے حدیث متواتر کا منکر کافر ہے۔ اور بطریق تواتر ثابت ہونے والے تمام امور دین، ضروریات دین میں داخل ہوتے ہیں۔

(أصول البزدوی، باب المتواتر ص ۱۵۰،أصول السرخسی ۱:۲۹۱،الفصول فی الأصول للجصاص ۳:۳۵،حسامی ص ۶۸، ۶۹،مسلم الثبوت مع فواتح الرحموت ۲:۱۳۹، المسامرة وشرحه المسايرة ص ۱۴۹،۱۵۰،آپ کے مسائل اوران کا حل جدید تخریج شدہ ۱:۵۲،۵۳،۲: ۲۴۹، امداد الفتاوی ۶: ۱۸۲،۱۸۳ بحوالہ: فتاوی ظہیریہ، توضيح المرام في نزول المسيح علیہ السلام ص ۳۳ بحوالہ:توجيه النظر للجزائري ومقدمہ بھاول پور للكشميري،اورعقائد الاسلام ۲:۱۱۰، وغیرہ)

(۶)......حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ نے فرمایا:

تین قسم کے امور ضروریات دینیہ میں شامل ہوتے ہیں؛ (۱): جو قرآن کریم میں منصوص ہوں۔ (۲): جو احادیث متواترہ سے ثابت ہوں (خواہ تواتر لفظی ہو یا معنوی)۔ (۳): جو صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک امت کے اجماع اور مسلسل تعامل وتوارث سے ثابت ہوں۔ الغرض ضروریات دین ایسے بنیادی امور ہیں جن کا تسلیم کرنا شرط اسلام ہے اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر وتکذیب ہے، خواہ دانستہ انکار کرے یا نادانستہ، اور خواہ واقف ہو کہ یہ مسئلہ ضروریات دین میں سے ہے یا واقف نہ ہو بہر صورت کافر ہوگا، شرح عقائد نسفی میں ہے: الإیـمان فی الشرع هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى، أي: تصديق النبي صلى الله عليه وسلم بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالى (شرح عقائد: ۱۱۹)۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ جو شخص ضروریات دین کا منکر ہو وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا الخ

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید تخریج شدہ ۱: ۵۳-۵۵)

فقہائے کرام نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کو ضروریات دین میں شمار کیا ہے؛ اس لیے اس کا منکر کافر ہے اور اس میں کسی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے، درمختار (مع الشامی ۲: ۳۰۰، ۳۰۱ مطبوعہ: مکتبہ زکریا دیوبند) میں ہے:

وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها كقوله: إن الله تعالى جسم كالأجسام وإنكاره صحبة الصديق۔

اور شامی میں ہے: قولہ: ”وإنكاره صحبة الصديق“ لما فيه من تكذيب قوله تعالى: إذ يقول لصاحبه. ح . وفى الفتح عن الخلاصة: ومن أنكر خلافة الصديق أو عمر فهو كافر اهـ، ولعل المراد إنكار استحقاقهما فهو مخالف لإجماع الصحابة لا إنكار وجودها لهما.

بحر. وينبغي تقييد الكفر بإنكار الخلا فة بما إذا لم يكن عن شبهة كما مر عن شرح المنية بخلاف إنكار صحبة الصديق تأمل ۔

اورعلامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: فالضرورة فی الثبوت عن حضرة الرسالة وفي كونه من الد ين لا من حيث العمل ولا من حيث الحكم المتضمن الخ (اكفار الملحد ين ص ۳)

(۷)......قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے آسمان سے نزول سے متعلق جو احادیث نبویہ -علی صاحبہا الصلاۃ والسلام- آئی ہیں وہ حدتواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جیسا کہ متعدد علمائے کرام نے اس کی صراحت فرمائی ہے، جیسے: حافظ ابن کثیرؒ، ابن جریر طبری، ابن عطیہ غرناطی، ابوحیان اندلسی، ابوالولید ابن رشد مالکی، ابی شارح مسلم، ابوالحسن آبری، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، علامہ سفارینیؒ، علامہ شوکانیؒ، علامہ صدیق غماریؒ، محمد بن جعفر کتانیؒ، علامہ محمد زاہد کوثری، نواب صدیق خان قنوجیؒ، علامہ قرطبیؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مفتی محمد شفیع صاحبؒ، علامہ محمود آلوسیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ، حضرت فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحبؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر صاحبؒ وغیرہ۔

(تفسير ابن كثير، تفسير سوره مائده، آيت: ۱۵۹جلد۲:ص:۴۵۴، ۴۶۴، تفسير سوره زخرف، آيت: ۶۱، جلد۷، ص:۲۳۶. تفسير طبری، تفسير سوره آل عمران، آيت: ۵۵، جلد:۵، ص:۴۵۱. البحر المحيط، تفسير سوره آل عمران، آيت: ۵۵، جلد:۲، ص:۴۹۷. حاشية التصريح بما تواتر في نزول المسيح ۶۳ بحوالہ: النهر الماد من البحر على حاشية البحر المحيط. شرح ابی ۱:۲۶۵. فتح الباری، كتاب الأنبياء،

باب نزول عيسى ابن مريم ٦:٦٠٣. حاشية التصريح بما تواتر في نزول المسيح ۶۴بحوالہ: لوامع الأنوار البهية۲:۹۴،۹۵. التوضيح في تواتر ما جاء فى المنتظر والدجال والمسيح. عقيدة أهل الإسلام في نزول المسيح عليه السلام ص۱۱. نظم المتناثر من الحديث المتواتر ص۱۴۷. نظرة عابرة في مزاعم من ينكر نزول عيسى عليه السلام قبل الآخرة ص۶۵، ۶۶، ۷۶. توضيح المرام في تزول المسيح عليه السلام ص۳۳بحوالہ: حجج الكرامة ص۲۳۴. التصريح بما تواتر في نزول المسيح ص٤٨، ٥٦، نظرة عابرة في مزاعم من ينكر نزول عيسى عليه السلام قبل الآخرة ص۴۲. روح المعانی، تفسیر سورہ احزاب، آیت: ٤٠، جلد۲۲،ص:۳۴۔ عقائد الاسلام ۱:۶۳،۶۶،۲:۱۰۱. تحفہ قادیانیت، آپ کے مسائل اوران کاحل جدید تخریج شدہ۲:۱۹۶،۲۱۶، ۲۱۷۔فتاوی محمودیہ۱:۴۳۰،۴۳۴مطبوعہ ادارہ صدیق ڈابھیل۔اور توضيح المرا م في نزول المسيح عليه السلام ص۱۸)۔

(٨)......جس طرح حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان پر بحالت حیات اٹھایا جانا مذہب اسلام میں ایک قطعی ویقینی عقیدہ ہے،اس پر ایمان لانا فرض وضروری ہے،اسی طرح حضرت عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کا قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونا بھی مذہب اسلام میں ایک قطعی ویقینی عقیدہ ہے، اس پر بھی ایمان لانا فرض و ضروری ہے،قرآنی نصوص، احادیث متواترہ اوراجماع امت سے ثابت شدہ ہے،اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کرتمام صحابہ کرامؓ،تابعین عظامؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدین ،فقہائے کرام،مجددین امت اور پوری امت اسلامیہ کا یہ ایک متفقہ،قطعی اوریقینی عقیدہ ہے،وخروج الدجال ويأجوج ومأجوج وطلوع الشمس من

مغربها ونزول عيسى عليه السلام من السماء وسائر علامات يوم القيامة على ما وردت به الأخبار الصحيحة حق كائن(فقه اكبر مع شرح فقه اكبر ص۱۳۶ مطبوعه :مجتبائی دهلی)،ونؤمن بأشراط الساعة من خروج الدجال ونزول عيسى ابن مريم عليهما السلام من السماء الخ(عقيدة الطحاوی ص۳۱)،وأشراط الساعة من خروج الدجال ونزول عيسى بن مريم عليه الصلاة والسلام من السماء وخروج يأجوج ومأجوج وخروج الدابة ...... وطلوع الشمس من مغربها كل منها حق وردت به النصوص الصريحة الصحيحة(المسامرة وشرحه المسايرة ص۱۶۹)،الإجماع الثاني والأربعون:وأجمعوا على أن شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم لأهل الكبائر ...... وعلى أن الإيمان بما جاء من خبر الإسراء بالنبي صلى الله عليه وسلم إلى السماوات واجب، وكذلك ما روي من خبر الدجال ونزول عيسى ابن مريم وقتله الدجال وغير ذلك من سائر الآيات التي تواترت الروايات بين يدي الساعة من طلوع الشمس من مغربها وخروج الدابة وغير ذلك مما نقله الثقات(رسالة أهل الثغر للإمام الأشعري ص۲۸۸ مطبوعه: العلوم والحكم بالمدينة المنورة) (مزید بالتفصیل صدی وارحوالجات کے لیےتحفہ قادیانیت ا:۳۰۸-۵۸۰اورآپ کے مسائل اوران کاحل جدید تخریج شدہ ۲:۲۶۸،۲۶۹دیکھیں)،اس میں کسی طرح کی تاویل یاشک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے؛ کیونکہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے؛ کیونکہ یہ قرآن کریم اوراحادیث متواترہ سے ثابت ہے، نیز متعدد علمائے کرام نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے۔ چناں چہ شیخ احمد دردیر مالکیؒ نے قیامت کی طرح قیامت کی پانچ علامات کبری کوبھی

ضروریات دین میں شمار فرمایا ہے، جن میں قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول فرمانا بھی ہے (دیکھئے شرح الخریدة البهية ص۱۵۲)۔ نیز مسامرہ میں متواترات دین کو ضروریات دین میں شمار کیا ہے (ص ۱۵۰) اور علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ (اکفار الملحدین) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ (تحفہ قادیانیت ۱:۳۰۸، ۳۱۱) اور حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر صاحبؒ (توضيح المرام في نزول المسيح عليه السلام ص ۱۹) وغیرہ نے بھی اسکی صراحت فرمائی ہے۔

(۹)......نزول عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عقیدہ میں باجماع امت نزول سے مراد آسمان سے بحالت حیات نزول فرمانا ہے کسی عورت کے شکم سے پیدا ہونا ہرگز مراد نہیں ہے۔ کیوں کہ اگرچہ صحیح بخاری وغیرہ کی روایات میں نزول کے ساتھ من السماء کے الفاظ نہیں آئے لیکن حدیث صحیح سے من السماء کی قید ثابت ہے (و الأحاديث كلها ليست منحصرة في الصحيحين ولا في أصول الستة كما هو مقرر عند علماء هذا الشأن، فعدم الذكر فيها "السماء" ليس بمضر إذا ثبت ذكرها في دواوين الإسلام، وقد ذكر شيخ مشايخنا المحدث الإمام مولانا أنور شاه الكشميري في تصنيفه: عقيدة الإسلام ص ٤٩ الطبعة الأولى، وادعى (أي: القادياني الشقي) أن لفظ السماء لم يجئ في حديث نزوله – عليه السلام –، والحال أنه ثابت في كتاب الأسماء والصفات للبيهقي بالإسناد الصحيح ۱:۳۰۱، وفي كنز العمال ۱:۲۶۸/۷، و۱:۲۵۹/۷، كذا أفاده شيخنا المحدث صاحب الفضيلة حبيب الرحمن الأعظمي أحد مشيخه الحديث بالجامعة الإسلامية دار العلوم بديوبند)

نیز حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے نزول سے متعلق جو احادیث آئی

ہیں اور وہ تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں، ان کے مضامین کی روشنی میں نزول سے مراد آسمان سے بحالت حیات اترنا ہی ہے (کسی عورت کے بطن سے) پیدا ہونا یا کچھ اور ہرگز مراد نہیں ہے (دیکھئے: **التصريح بما تواتر في نزول المسيح مع تعليق الشيخ أبو غدة** ؒ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر تمام صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہا و محدثین عظام اور دیگر تمام علمائے امت؛ بلکہ پوری امت مسلمہ نے نزول سے آسمان سے بحالت حیات اترنا ہی مراد لیا ہے (دیکھئے: تحفہ قادیانیت ۱: ۳۰۸-۵۸۰، عنوان: حضرت عیسی علیہ السلام کی حیات ونزول کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجددین واکابرامت کی نظر میں) اس لیے اس متواتر و بدیہی عقیدہ کے اجماعی مفہوم میں پیدائش کی تاویل کرنا یا کوئی اور ایسی تاویل کرنا جس سے اس کا اجماعی اور قطعی ویقینی مفہوم یکسر بدل جائے اور ایک دوسرے معنی پیدا ہوجائیں، ایسا ہی ہے، جیسے کوئی یہ کہے کہ میں قرآن کریم کو مانتا ہوں، مگر قرآن سے مراد وہ کتاب نہیں جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے؛ بلکہ اس سے کچھ اور مراد ہے جسے عام لوگ نہیں سمجھتے، تو یہ شخص باوجودے کہ قرآن کریم کو ماننے کا دعوی کرتا ہے، لیکن ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہ قرآن کریم کا منکر ہے، یا کوئی شخص یہ کہے کہ ''میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں، مگر محمد رسول اللہ سے مراد وہ شخصیت نہیں جو مسلمان سمجھتے ہیں؛ بلکہ محمد رسول اللہ سے مراد فلاں شخص ہے جو فلاں بستی میں پیدا ہوا'' تو یہ شخص اگر چہ لفظی طور پر ''محمد رسول اللہ'' کو ماننے کا دعوی کرتا ہے، مگر ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم جس شخصیت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے اور تمام مسلمان جس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اس کا منکر ہے۔ پس نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ میں پیدائش یا سواری سے اترنے وغیرہ کی تاویل، تحریف وانکار اور کفر زندقہ ہے

مسوّی شرح مؤطا میں ہے:

إن المخالف للدين الحق إن لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافر، وإن اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وإن اعترف به ظاهراً لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق (۲:۱۳۰مطبوعہ مجتبائی)اورردالمحتار (کتاب الجهاد، باب المرتد ۶:۳۸۴مطبوعہ: مکتبہ زکریا دیوبند) میں ابن کمال کے حوالہ سے ہے:فإن الزنديق يموه كفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها في الصورة الصحيحة، وهذا معنى إبطانه الكفر الخ (مزید حوالجات تمہید:۲ میں گذر چکے)۔

(۱۰)......حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں امت مسلمہ کا متواتر اوراجماعی عقیدہ تین حصوں پر مشتمل ہے؛ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام آسمان پر اٹھالیے گئے، دوسرے یہ کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں اور تیسرے یہ کہ وہ قرب قیامت میں قتل دجال کے لیے آسمان سے نزول فرمائیں گے،اسکے بعدان کی وفات ہوگی۔ یہ تینوں باتیں لازم وملزوم ہیں؛ کیونکہ جب وہ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے تو یقیناً نازل بھی ہوں گے،یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم،احادیث نبویہ علی صاحبها الصلاۃ والسلام اوراکابرین امت کی تصریحات میں کبھی بمقتضائے مقام ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر کیا گیااور کبھی ان کے آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہوکر زمین کی طرف تشریف آوری کی خبر دی گئی (تحفہ قادیانیت ۱: ۳۱۲)۔اسی طرح احادیث نبویہ- علی صاحبها الصلاۃ والسلام -میں دجال اکبر کے نکلنے اوراس کوقتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی خبر الگ الگ بھی دی گئی

ہےاور دونوں کی ایک ساتھ بھی اور یہ دونوں خبریں متواتر ہیں اور آپس میں لازم وملزوم بھی؛ کیوں کہ جب یہ طے ہوگیا کہ دجال اکبر کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ ہوگا تو نزول عیسیٰ سے پہلے دجال اکبر کا خروج لازم ہوا، یہی وجہ ہے کہ بعض احادیث میں صرف نزول عیسیٰ کو ذکر کیا گیا اور بعض میں صرف دجال اکبر کے خروج کو اور بعض میں دونوں کو (حوالہ بالاص ۳۱۳)۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ایک اہم ترین علامت بھی ہے جیسا کہ سورہ زخرف آیت:۶۱ میں اور متعدد صحیح وصریح روایات میں آیا ہے، نیز علمائے کرام نے قیامت کی پانچ اجماعی علامات میں نزول عیسی علیہ السلام کو بھی ذکر کیا ہے؛ اس لیے جس طرح نفس قیامت پر ایمان لانا لازم وضروری ہے، اسی طرح قیامت کی قطعی ویقینی علامات پر بھی ایمان لانا لازم وضروری ہے (تحفہ قادیانیت ۱:۳۶۹ بحوالہ: ابن حبان، ۴۱۶، ۴۱۷ بحوالہ: شیخ ابن عربیؒ ورازیؒ ، ۵۵۵، ۵۵۶ بحوالہ: سفارینی وغیرہ، ۵۵۹، ۵۶۰ بحوالہ: شیخ ابن دردیرؒ وغیرہ، عقائد الاسلام ۱: ۶۳، ۶۶، ۲: ۱۰۱، اور توضیح المرام فی نزول المسیح علیه السلام ص ۱۷، ۱۸)

(۱۱)......خروج دجال اور نزول عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کی روایات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ دجال اکبر کا خروج پہلے ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول بعد میں، اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی روایت میں صاف طور پر اس کی صراحت بھی آئی ہے (دیکھئے: التصريح بما تواتر في نزول المسيح ، حدیث نمبر: ۳۹، ۴۴، ص ۲۱۰، ۲۱۷، ۲۱۸)؛ لہٰذا دجال اکبر کے ظہور سے پہلے جو لوگ مسیح ابن مریم ہونے کا دعوی کریں گے، ان کے جھوٹا ہونے کی ایک قطعی دلیل یہ بھی ہے۔

(۱۲)......اوپر ذکر کردہ اصول کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ

قرب قیامت میں حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے آسمان سے نزول کا انکار کرنے والا یا اس میں اجماعی ومتواتر مفہوم کے خلاف کسی طرح کی تاویل کرنے والا علمائے امت کے نزدیک بلا شبہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، نیز متعدد علمائے کرام نے اس کی صراحت بھی فرمائی ہے جیسے: علامہ سیوطیؒ، علامہ آلوسیؒ، علامہ کشمیریؒ، علامہ زاہد کوثریؒ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ، حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند اور مولانا سرفراز خاں صفدر صاحبؒ وغیرہ۔

(الحاوی للفتاوی ۲: ۱۶۶۔ روح المعانی تفسیر سورہ احزاب، آیت: ۴۰، ۲۲: ۳۴ بحوالہ علمائے کرام۔ التصریح بماتواتر في نزول المسيح ص۴۸، اکفار الملحدین ص۱۱۔ نظرة عابرة في مزاعم من ينكر نزول عيسى عليه السلام قبل الآخرة ۔ تحفہ قادیانیت حصہ اول فتاوی محمودیہ ۱: ۳۴ مطبوعہ: ادارہ صدیق ڈابھیل اور توضیح المرام في نزول المسيح عليه السلام وغیرہ)۔

(۱۳)...... مسیح دجال (دجال اکبر) کا خروج بھی قیامت کی متفق علیہ پانچ علامات کبری میں سے ہے، جنھیں شیخ احمد دردیر مالکیؒ ضروریات دین میں سے شمار کیا ہے (دیکھئے: شرح الخريدة البهية ص۱۵۲) اور یہ عقیدہ احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے (عقائد الاسلام حصہ اول، علامات قیامت کا بیان ص ۶۵) پس اس پر بھی بلا تاویل ایمان لانا فرض وضروری ہے اور اس میں کوئی ایسی تاویل کرنا جس سے اس کا اجماعی مفہوم مکمل طور پر بدل کر کوئی نیا مفہوم پیدا ہو جائے یہ اس عقیدے کو صرف لفظی طور پر ماننا ہوگا، حقیقت میں اس عقیدے کا انکار ہی ہوگا (جیسا کہ تمہید۲ میں گذرا)

(۱۴)...... ظہور مہدی کے سلسلہ میں جو احادیث آئی ہیں، وہ معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں، یعنی: نفس ظہور مہدی امر متواتر ہے جیسا کہ متعدد کبار علمائے کرام نے اس

کی صراحت فرمائی ہے،اور دیگر متعدد حضرات نے اسے قبول فرمایا ہے جیسے: حافظ ابو الحسن آبریؒ ،علامہ قرطبیؒ، علامہ مزیؒ، حافظ ابن القیمؒ، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، حافظ سخاویؒ، علامہ ابن حجر مکیؒ،علامہ زرقانیؒ، علامہ سیوطیؒ،صاحب: مغانی الوفاء بمعانی الاکتفاء، شیخ محمد برزنجی شافعیؒ،سفارینیؒ، علامہ شوکانیؒ،نواب صدیق خان قنوجیؒ،محمد بن جعفر کتانیؒ،علامہ صدیق غماریؒ،ابوالعلاء ادریس بن محمد حسینی عراقیؒ،شیخ جسوس،شیخ حمود بن عبداللہ تویجری،حضرت مجدد الف ثانیؒ،شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ،علامہ زاہد کوثریؒ، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ،حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھیؒ ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ،حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)وغیرہ۔

(مناقب الشافعي.التذكرة للقرطبي ص۱۲۰۵،۱۲۰۶.تهذيب الكمال، ترجمہ محمد بن خالد جندى صنعانى ۱۴۹:۲۵.المنار المنيف،فصل ۵۰،ص۱۴۲. فتح الباري، كتاب الأنبياء، باب نزول عيسى علیہ السلام ۶: ۶۰۳، تهذيب التهذيب، ترجمه محمد بن خالد جندى. فتح المغيث،بحث متواتر ۴۰۹:۳.الصواعق المحرقة ص۲۳۲، ۲۲۳. الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص۴۳بحوالہ: شرح مواهب.الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص۴۳ بحوالہ:أخبار المهدي.الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص۴۳،۴۴ بحوالہ:مغانى الوفاء بمعانى الاكتفاء.أشراط الساعة للوابل ص۲۶۰ بحوالہ: الإشاعة لأشراط الساعة ص۸۷،۱۱۲۔لوامع الانوار البهية ۸۴:۲، البحور الزاخرة في علوم الآخرة ص۴۷۰.أشراط الساعة للوابل ص۲۶۱،الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص۴۵، حاشية التصريح بما تواتر في نزول المسيح ص۶۴بحوالہ:التوضيح في

تواتر ماجاء فی المنتظر والدجال والمسیح .أشراط الساعه للوابل ص ۲۶۲بحوالہ : الإذاعة لما كان وما يكون بين يدی الساعةص۱۱۲۔أشراط الساعه للوابل ص۲۶۲، حاشية التصريح بما تواتر في نزول المسيح ص۶۴بحوالہ:نظم المتناثر من الحديث المتواتر ص۱۴۷. حاشية التصريح بما تواتر في نزول المسيح ص۶۴بحوالہ:عقيدة أهل الإسلام في نزول المسيح ص۱۱.الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص۴۳ بحوالہ: ابو العلاء اور شيخ جسوس.الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر، آپ کے مسائل اوران کاحل جدید تخریج شدہ ۵۸۲بحوالہ: مکتوبات مجدد الف ثانیؒ ، دفتر دوم ، مکتوب: ٦٧.فتاوی حقانیہ ۱:۳۰۳ بحوالہ: اشعة اللمعات . التصريح بما تواتر في نزول المسيح ص٦۵بحوالہ:نظرة عابرة في مزاعم من ينكر نزول عیسیٰ عليه السلام قبل الآخرة ص۴۹.التعليق الصبيح ٦:۱۹۸، عقائد الاسلام ۱:۲٦۴:۱۰۱. ترجمان السنة ۴:۳۵۰-۳۵۲ آپ کے مسائل اوران کا حل جدید تخریج شدہ ۱:۴،۵۷،۲:۳۵٦،۳٦۴، ۳٦٦ . امداد الفتاوی ٦:۲۴۸، ۲۴۹، تلخيص مؤخرة الظنون اور''اسلام میں امام مہدیؓ کا تصور'' ص۲۲۷. اور مقدمہ: الأحاديث الصحيحة فی الخليفة المهدي ص ۷، وغیرہ)

اور حضرت محمد مہدیؓ کی علامات کے سلسلہ میں صحیح احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے،اوراگر بظاہر کہیں کچھ تعارض ہے تو علمائے محققین نے صحیح تطبیق کے ذریعہ اسے دور فرمادیا ہے۔اور علامہ شوکانیؒ نے فرمایا: مہدی منتظر کے متعلق ہمیں ایسی پچاس احادیث ملی ہیں جو قابل اعتبار ہیں،جن میں بعض صحیح ،بعض حسن اور بعض ضعیف منجبر ہیں، اور یہ بلا شک وشبہ متواتر ہیں جب کہ تواتر کا وصف سب کے نزدیک اس سے کم پر بھی صادق آتا ہے،اور صحابہ کرام سے مروی آثار جو حکماً مرفوع ہی ہیں،ان کے علاوہ ہیں

اوران کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے(أشراط الساعة للوابل ص۲۶۱)اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے ایک رسالہ میں ظہور مہدی کی صرف صحیح احادیث جمع فرمائیں تو ان کی تعداد ۳۷/تک پہنچ گئی اوران پر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے ۹/احادیث کا اضافہ فرمایا،جس سے یہ کل ۴۶/صحیح احادیث ہوگئیں (الخليفة المهدي فى الأحاديث الصحيحة)۔اور علامہ سفارینیؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ نے ظہور مہدی کو قیامت کی علامات کبری میں شمار فرمایا ہے(لوامع الأنوار البهية ۲:۷۰، عقائدالاسلام ۱:۶۳)۔اور متعدد علمائے کرام نے اس کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ یہ مذہب اسلام کا قطعی ویقینی عقیدہ ہے اوراس پر ایمان لانا لازم وضروری ہے(لوامع الأنوار البهية ۲: ۸٤،البحور الزاخرة في علوم الآخرة ۱: ٤٧٠،الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص ۲۷-۲۸۲،التعليق الصبيح ٦: ۱۹۸،عقائد الاسلام ۶۴،۱۰۱،ترجمان السنة ۴:۳۵۰-۳۵۲،آپکے مسائل اور ان کا حل جدید تخریج شدہ ۲: ۲۱۵ بحوالہ: ازالۃ الخفاء فارسی ۱:۶)۔

نیز ظہور مہدی اور نزول عیسی علیہ السلام کی متواتر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ دونوں شخصیتیں الگ الگ ہیں، دونوں ایک نہیں ہیں جیسا کہ ابوالحسن محمد بن الحسین آبری نے مناقب الشافعی میں اور دیگر حضرات نے اس کی صراحت فرمائی ہے(دیکھئے:الاحتجاج بالاثر على من أنكر المهدي المنتظر ص ۲۷، فتح الباري، كتاب الأنبياء، باب نزول عيسى عليه السلام ٦: ٦٠٣، عقائد الاسلام ۱:۶۸)۔اور سنن ابن ماجہ کی جو روایت نقل کی گئی ہے وہ حد درجہ ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا۔

اوراگر یہ حدیث صحیح مان لی جائے جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ کی رائے ہے(البـــدایة والـنهـایة، الـفتـن والملاحم ۱۹:٦٦، ٦٧)توچوں کہ اِس کاشکیل بن حنیف کا بیان کردہ مفہوم احادیث صحیحہ متواترہ اور صحابہ کرام وتابعین عظام وغیرہم کے سمجھے ہوئے اجماعی معنی ومطلب کے خلاف ہے؛اس لیے محمد شکیل بن حنیف کا گھڑا ہوامفہوم ہرگز درست نہیں ہوسکتا؛ بلکہ اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ اس وقت کامل درجہ کے ہدایت یافتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے؛ کیوں کہ وہ نبی ورسول بھی ہیں جب کہ حضرت مہدیؒ نبی یارسول نہ ہوں گے۔اور نبی کی ہدایت،عصمت اور دیگر متعدد خصوصیات پر مشتمل ہوتی ہے(تهـذیـب الـكـمـال، ترجمه محمد بن خالد جندی صنعانی ۲۵ : ٤٩ ،البـحور الزاخرة في علوم الآخرة ١ :٤٦٩، ٤٧٠ ،لوامع الأنوار البهية ٢ :٨٤، التـذكـرة للقرطبي ص ١٢٠٥، ١٢٠٦ ،الاحتجاج بالاثر على من أنـكر المهدي المنتظر ص ٢٩٧، أشراط الساعة للوابل ص ٢٧١، ٢٧٣، عـقـائد الاسلام ١ : ٦٨، ٦٩ ،امداد الفتاوی ٦ : ٢٥٢ ،اسلام میں امام مہدیؒ کا تصور ص ۲۳۸، ۲۳۹وغیرہ)۔پس نفس ظہور مہدی بھی امر متواتر ہےاور حضرت مہدی (منتظر)اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کاالگ الگ شخصیت ہونا بھی امر متواتر ہے۔

اب تمہیدی امور کے بعدان کی روشنی میں سوالات کے جواب حسب ذیل ہیں:

(۱–۳):شکیل بن حنیف کے متعلق سوال اور متعلقہ کاغذات میں جوتفصیلات ذکر کی گئیں، نیز ذاتی طور پر مجھے جومعلومات وتحقیقات حاصل ہوئیں،ان کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ شکیل بن حنیف اپنے متعلق امام مہدی اور مسیح موعود عیسیٰ بن مریم ہونے کا دعویدار ہےاوراس کے متبعین وپیروکاراس کے اس دعوی کوتسلیم کرتے ہوئے اسے امام مہدی اور عیسیٰ بن مریم مانتے ہیں اور جب قرآن وحدیث کی روشنی

میں ان لوگوں پر اعتراضات کیے جاتے ہیں تو یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول وغیرہ کے متعلق جو نصوص قطعیہ ہیں، ان کی ایسی من گھڑت تشریح کرتے ہیں جن سے ان نصوص کا اجماعی، قطعی ویقینی مفہوم مکمل طور پر بدل جاتا ہے اور ایک دوسرے معنی پیدا ہو جاتے ہیں، جو تمام علمائے اسلام کے نزدیک بلا شبہ ان نصوص قطعیہ کا انکار وکفر ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ میں قرآن کریم کو تو مانتا ہوں لیکن اس سے مراد وہ قرآن نہیں ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے بلکہ اس سے مراد کچھ اور ہے جو عام لوگ نہیں سمجھتے، تو یہ شخص باوجودے کہ قرآن کریم کو ماننے کا دعوی کرتا ہے لیکن ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہ قرآن کریم کا منکر ہے۔ یا کوئی شخص یہ کہے کہ ''میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہوں مگر محمد رسول اللہ سے مراد وہ شخصیت نہیں جو مسلمان سمجھتے ہیں بلکہ محمد رسول اللہ سے مراد فلاں شخص ہے جو فلاں بستی میں پیدا ہوا'' تو یہ شخص اگرچہ لفظی طور پر ''محمد رسول اللہ'' کو ماننے کا دعوی کرتا ہے، مگر ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم جس شخصیت کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے اور تمام مسلمان جس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں، یہ اس کا منکر ہے (دیکھئے تمہید: ۲، ۹)، نیز اس کے دعوی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بحالت حیات آسمان پر اٹھائے جانے، اس وقت سے لے کر اب تک بلکہ نزول تک آسمان پر موجود ہونے اور قرب قیامت میں ان کے آسمان سے نزول فرمانے ان تینوں کا انکار اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی، حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور ماں کے پیٹ سے اسی دنیا میں دوبارہ پیدائش اور کسی باپ کی طرف نسبت اور مستقل نسب وخاندان وغیرہ کا نظریہ بھی پایا جاتا ہے جو قرآن وحدیث کی روشنی میں بلا شبہ غلط در غلط اور باطل وبے بنیاد اور کفر زندقہ ہے (دیکھئے تمہید: ۱، ۲، ۶، ۸، ۹، ۱۰)

نیز جب اس نے خود کو مسیح موعود عیسیٰ بن مریم کہا تو اس نے نبوت کا دعوی کیا؛ کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے تو صفت نبوت کے ساتھ ہی تشریف لائیں گے؛ کیوں کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنی نبوت سے کبھی معزول نہیں ہوتے، البتہ نزول کے بعد انجیل اور اپنی شریعت پر عامل نہ ہوں گے بلکہ شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے اور اسی کے موافق لوگوں کی رہنمائی اور ان کے درمیان فیصلے فرمائیں گے (عقائد الاسلام ۱: ٦٨)

اسی طرح شکیل بن حنیف کا اپنے آپ کو امام مہدی کہنا اور ظہور مہدی کی روایات اپنے اوپر منطبق کرنا بھی قطعاً غلط و باطل و بے بنیاد ہے۔ کیوں کہ اس میں دور دور تک حضرت محمد مہدیؑ کی علامات نہیں پائی جاتیں (جیسا کہ ظہور مہدیؑ کی روایات کی روشنی میں شکیل بن حنیف کے ماضی اور حال کا مطالعہ کرنے سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے) اور اس کا حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک شخصیت قرار دینا بھی اہل حق کے نزدیک درست نہیں۔

الحاصل شکیل بن حنیف جو اپنے کو امام مہدی اور مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام کہتا ہے، وہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے آسمان سے نزول وغیرہ کا انکار کرنے اور خود کو مسیح موعود قرار دینے کی وجہ سے بلا شبہ کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور جو لوگ اس کذاب و مفتری کو سچا مان کر اسے امام مہدی اور مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام مانتے ہیں یا مزید اس عقیدہ پر اس کے ہاتھ پر بیعت ہوتے ہیں، وہ بھی بلا شبہ کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے اس کذاب و مفتری کو امام مہدی اور مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام مان کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول وغیرہ کا انکار کر کے کفر و ارتداد اختیار کیا۔

اور ایسے لوگوں کو ہرگز مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اور عام مسلمانوں پر اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لیے ان سے معاملات اور معاشرت وغیرہ ہر چیز میں دوری وکنارہ کشی واجب وضروری ہے، البتہ ماہر قرآن وحدیث وباصلاحیت علمائے کرام کے لیے شکیلیوں کو کفر وارتداد سے نکالنے اور ان کی اصلاح کے لیے ان سے گفت وشنید اور بحث ومباحثہ وغیرہ کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ہر ممکن طریقہ سے اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے بھرپور جدوجہد اور کوشش کرنی چاہئے۔

فقط واللہ تعالیٰ أعلم۔

دستخط حضرات مفتیان کرام

محمد نعمان سیتاپوری غفرلہ ۲۱؍ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۲؍جنوری ۲۰۱۶ء شنبہ

اجاد من اجاب: حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ، مفتی دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ تعالیٰ. الجواب حق و الحق احق أن یتبع :

حررہ العبد محمود حسن غفرلہ بلند شہری (مفتی دارالعلوم دیوبند) ۲۲/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح : فخرالاسلام (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

الجواب صحیح : وقار علی غفرلہ (نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)

دستخط حضرات اساتذہ کرام

الجواب صحیح : ابوالقاسم نعمانی غفرلہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) ۲۲/۳/۳۷ھ

الجواب صحیح و المجیب مصیب ، اللھم جنبنا الفتن ما ظھر منھا و ما بطن :

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالنپوری، خادم دارالعلوم دیوبند۔ ۲۱ ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ

ریاست علی غفرلہ، خادم تدریس دارالعلوم دیوبند۔ ۲۳/۳/۱۴۳۷ھ

جواب درست ہے: حبیب الرحمٰن، خادم التدریس دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/۱۴۳۷ھ

الجواب صحیح : محمد عثمان منصور پوری (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

یکم ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

تائیدی دستخط

محمد شکیل بن حنیف کا فتنہ ایک ارتدادی فتنہ ہے، اس سلسلے میں دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کا یہ فتویٰ نہایت درست ہے۔

خالد سیف اللہ رحمانی (جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

۱۱؍ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ

خلاصۂ کلام

شکیل بن حنیف کی تحریک ایک فتنہ ہے مذہب نہیں

گذشتہ اوراق کے مطالعہ سے یہ بات بنیادی طور ذہن نشین ہوچکی ہوگی کہ قادیانیت اور بہائیت کی طرح شکیل بن حنیف کی تحریک بھی کوئی مذہب نہیں کہ جس میں اخروی نجات وفلاح تلاش کی جائے بلکہ خالص فتنہ ہے جس سے دُور رہنے میں اُخروی نجات وفلاح ہے۔ قادیانیت کی طرح شکیل کے فکری اور عملی اجزائے ترکیبیہ کو دیکھتے ہوئے لفظ ''مذہب'' سے اس کی تعبیر وتشریح بھی درست نہیں بلکہ لفظ مذہب کے ''اصطلاحی تقدس و پاکیزگی'' کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے بجائے ''شکیل کا مذہب'' کے شکیل کی تحریک یا شکیل کا فتنہ وغیرہ کہا جائے تا کہ اس کی صحیح ترجمانی ہوسکے اور عوام وخواص بھی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

اسی طرح کوشش کی جائے کہ اس کے پیروکاروں پر بھی کوئی اسلامی اصطلاح استعمال نہ کی جائے۔ قادیانیوں کی طرح شکیل کے پیروکاروں کی بھی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی شکل وشباہت میں مسلمانوں کے درمیان زندگی گذاریں تا کہ اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان کسی کو کوئی فرق ہی محسوس نہ ہو۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ یہ فرق اچھی طرح واضح کریں اور کھل کر واضح کریں؛ اس میں خواہ مخواہ کی مصالحت، مصلحت کا نام لے کر مداہنت کے مرتکب نہ ہوں۔ شکیل کے پیروکاروں کا حال یہ ہے کہ وہ علماء کی گفتگو سننا بھی پسند نہیں کرتے تو اب اُن سے کیا اصلاح کی توقع کی جائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان اُن سے ایسا ہی معاملہ کریں جیسا کہ اسلام سے منحرف

دیگر فتنوں اور فتنہ پروروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔اس طریقۂ کار سے انشاء اللہ اُن پر بھی حق واضح ہونے کے امکانات روشن ہوں گے اور ایک عام مسلمان اُن کے فریب میں نہیں آئے گا، جو لوگ انھیں مسلمان سمجھ کر اُن سے قریب ہوتے ہیں وہ بھی محفوظ ہوجائیں گے۔ جیسے کہ کوئی مسلمان کبھی مندر میں نماز ادا کرنے کا تصور بھی نہیں کرتا، چرچ میں عبادت کرنے نہیں جاتا، قادیانیوں کے مرزاڑے میں کبھی نماز پڑھنے نہیں جاتا، کیوں کہ اسے معاشرے میں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ غیر مسلم ہیں، اسلامی عبادات کی ادائیگی ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔اسی طرح شکیل کے پیروکاروں کے ساتھ اگر معاملہ کیا گیا تو یہ فتنہ انشاء اللہ خود بخود ختم ہوجائے گا اور اسے قبول عام نہیں ہوگا۔بصورت دیگر سخت خطرہ ہے کہ قادیانیوں کی طرح آہستہ آہستہ مسلمانوں کے درمیان یہ فتنہ بھی جگہ بنالے اور مسلمانوں کے لیے آزمائش کا سبب بن جائے۔

اسلامی اصطلاحات کی جگہ اُن پر وہی زبان استعمال کی جائے جو قادیانیوں کے لیے ہوتی ہے یا عیسائیوں اور اور غیر مسلموں کے لیے ہوتی ہے۔مثلاً ایک شخص کے بارے یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ شکیل کا پیروکار ہے تو یہ نہ کہا جائے کہ وہ فلاں جگہ نماز پڑھتا ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ فلاں جگہ نماز کی شکل میں پوجا پاٹ کرتا ہے۔ان کے پڑھے لکھے لوگوں کو شکیلی پنڈت، شکیلی پوپ، پادری وغیرہ کا لفظ استعمال کیا جائے۔یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شکیل سے بیعت ہوا ہے بلکہ اس کی جگہ کہا جائے فلاں شخص شکیل کے ہاتھ پر مرتد ہوا ہے۔شکیل کا فتنہ ارتدادی فتنہ ہے شکیل کے پوپ و پنڈت مسلمانوں میں گمراہی پھیلا رہے ہیں، حکومت کا رویہ بھی اسلام دشمنوں کے آلۂ کار ہونے کی وجہ سے ان کے لیے نرم ہے۔اس طرح کے اصطلاحات کے لیے کتاب ''فتنۂ قادیانیت اور اسلامی اصطلاحات'' کا مطالعہ انشاء اللہ مفید ہوگا۔

شکیل بن حنیف اور قادیانیت میں فرق

اس رسالہ میں بطور نمونہ مندرج مسائل سے یہ حقیقت بھی جگ ظاہر ہے کہ شکیل کی تحریک اور قادیانیت میں ہمہ جہت مماثلت ہے شکیل کا آئیڈیل مرزا غلام احمد قادیانی ہے فرق صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی اسلام دشمن طاقتوں کا قدیم آلۂ کار ہے اور شکیل جدید اور لیٹسٹ آلۂ کار ہے۔ دونوں کا بنیادی ہدف مذہب کے نام پر انسانیت کو بھٹکانا اور ہندستانی باشندوں کو یہود ونصاریٰ کا غلام بنانا ہے۔ دونوں کا اگر ایک دن کے لیے بھی اسرائیل و برطانیہ سے ربط ٹوٹ جائے تو یہ سارے مکروہ پودے مرجھا کر اپنی موت مرجائیں اور حکمرانوں میں ان کی جو پذیرائی ہے وہ بھی خود بخود بند ہو جائے گی۔

فتنۂ شکیل بن حنیف کے سد باب کے طور وطریق

اس کی تردید وتعاقب کے لئے راقم سطور نے جو طریقۂ کار مفید سمجھا ہے وہ وہی ہے جو قادیانیت کے لئے ہے۔ یعنی بجائے مذہبی مباحثوں میں الجھنے الجھانے کے اُن کی ہی تحریروں کی روشنی میں وہ پہلو زیر بحث لائے جائیں جن سے شکیل اور اس کی تحریک کی فطری اور بنیادی کمزوریاں عوام وخواص پر ازخود واضح ہو جائیں اور یہ حقیقت کھل جائے کہ شکیل کی تحریک ایک ایسا فتنہ ہے کہ جس میں نجات وفلاح تلاش کرنے کی بجائے اس سے دوری بنائے رکھنا نجات وفلاح کے لئے ضروری ہے۔

اس موقع سے جو لوگ شکیل کے رد میں میدان میں کام کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں انھیں بہت کچھ سوجھ بوجھ سے کام لینا ہوگا۔ یاد رہے کہ شکیل اور اسکے متبعین سے گفتگو کے وقت احادیث وقرآن کو موضوع بحث بنانے سے ان کو تقویت ملے گی۔ اگر شکیل کی زندگی کو موضوع بحث بنایا جائے؛ اس کے دعاوی کا تقابل قرآن وحدیث

سے نہیں بلکہ اس کی زندگی کے حالات و واقعات سے کیا جائے، اس کے ہفوات و تضادات کا جائزہ خود اسی کے اقوال اور تحریروں کی روشنی میں لیا جائے تو انشاء اللہ بہت جلد اس فتنے پر قابو پایا جاسکے گا ۔جن لوگوں کو اس کی زندگی کا مطالعہ نہ ہو انھیں ہر گز اس میدان میں آنے کی ضرورت نہیں ورنہ خواہ مخواہ ایسے لوگ قرآن و حدیث اور مذہب اسلام کو میدانِ کارزار بنا کر عام مسلمانوں کو اس غلط فہمی میں مبتلا کریں گے کہ شاید شکیل کی تحریک بھی کوئی مذہب ہے۔

صحیح اور اصولی نہج پر تیاری نہ ہونے کے سبب بوقت گفتگو بہت سے لوگ، جوابات کا جو انداز اپناتے ہیں اس سے ایک عام مسلمان اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ چونکہ دونوں جانب سے قرآن وحدیث سے استدلال کیا جارہا ہے لہٰذا شکیل کے پیش کردہ مسائل بھی قابل توجہ ہیں، فرق صرف یہ ہے، علماء کچھ کہتے ہیں اور شکیل کچھ اور کہتا ہے۔حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ معاملہ ایسا نہیں بلکہ دونوں میں اسلام اور کفر کا فرق ہے آپ خود غور کریں کہ شکیل کی طرف سے اسکی تحریروں میں قرآن وحدیث سے جو استدلالات پائے جاتے ہیں وہ اس وجہ سے نہیں کہ اُن کا کوئی ربط اس کی تحریک سے ہے بلکہ وہ اس وجہ سے پائے جاتے ہیں تا کہ دین سے ناواقف لیکن مذہب پسند کالج کے تعلیم یافتہ لوگوں کو اس طرح اسلام کے نام سے وہ اپنا گرویدہ بنا سکے۔ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اسکے خیالات ونظریات؛ بابیت ، بہائیت اور قادیانیت کا چربہ ہیں جن کا مذہب اسلام سے کبھی نہ کوئی ربط رہا ہے اور نہ ہے اور نہ آئندہ رہے گا؛ ہاں! قادیانیوں کی طرح اپنی خود ساختہ تحریک پر شکیل بن حنیف نے بھی اسلام کا لیبل لگا رکھا ہے جو خطرناک بات ہے۔ہمیں اس کی اسی ذہنیت کو ایسے لب ولہجہ میں بیان کرنا ہوگا کہ جس سے قرآن وحدیث کا بیجا استعمال جو اس نے کیا ہے اسکا فریب عوام پر واضح ہو جائے۔

مثلاً: اگر شکیل بن حنیف کے فتنے کی حقیقت بیان کرنی ہے تو خود شکیل کی زندگی یا اس کے ماننے والوں کی زندگی کو اس طرح موضوع بحث بنایا جائے کہ اس درمیان قرآن وحدیث کے ذکر کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ اور اگر ضرورت ہو تو پوری وضاحت کے ساتھ ذکر کیا جائے کہ اسلامی تعلیمات وہدایات الگ محسوس ہوں اور شکیل کا فتنہ الگ محسوس ہو۔ کیوں کہ تجربہ میں یہ آیا ہے کہ شکیل کے ماننے والے تو پہلے سے یہی چاہتے ہیں کہ نام آئے شکیل کا اور موضوع بحث بنائے جائیں قرآن واحادیث؛ تاکہ شکیل کی حقیقت تو واضح نہ ہو ہاں قرآن وحدیث کے نام پر بولنے کا موقع مل جائے کہ اس آیت کا یہ نہیں یہ مطلب ہے اس حدیث کا یہ نہیں یہ مطلب ہے۔ لہٰذا اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان کو اس تلبیس کا موقع نہ دیا جائے۔

اسی طرح اگر قرآن وحدیث میں مندرج عقائد ومسائل کو نماز جمعہ سے پہلے یا بعد میں یا اور کسی موقع سے بیان کرنا ہی ہے تو اسکا انداز ایسا ہونا چاہئے کہ آپ خالص اسلامی تعلیمات کو بیان کررہے ہیں۔ اب اسکے مقابل جو بھی آئے خواہ قدیم ہو یا جدید یا نیا کوئی اور فتنہ پیدا ہو جائے وہ سب باطل ٹھہریں گے۔ بیان کے دوران فتنوں کا نام مثالوں میں لیا تو جائے لیکن تقابلی انداز میں نہیں۔ تقابل جہاں ہوگا وہیں فتنہ پروروں کو بولنے اور اپنی بات بڑھانے کا موقع ملے گا۔ ہاں! ہمیں اس سے انکار نہیں کہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ تقابل کرنا مفید ہوتا ہے یا مخاطب کی رعایت میں تقابل کرنا ضروری ہوتا ہے تو ایسے مواقع کی بات الگ ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ بہت سی کتابیں تقابلی انداز میں ہی لکھی گئی ہیں وہ اسی قسم کے مواقع کے لیے تصنیف کی گئی ہیں لیکن ایسے موقع کے لیے نہیں جہاں فتنہ پروروں کو تلبیس کا موقع ملے۔ اس لیے موقع ومحل اور مخاطب کا بہر صورت لحاظ رہے۔

فتنوں کے اس دور میں بھی مساجد و مدارس دین کا قلعہ ہیں آج بھی معاشرے میں مساجد کو بہت کچھ اہمیت حاصل ہے۔جن علاقوں میں خواہ یہ فتنہ ہو یا اور کوئی فتنہ پھیل رہا ہو ان علاقوں کی مساجد کے ائمہ حضرات کو چاہیے کہ کم از کم دو جمعہ، ان موضوعات پر بیان کے لیے خاص کریں،اس میں خواہ وہ خود بیان کریں یا دیگر علماء سے بیان کرائیں۔لیکن بہرصورت تسلسل باقی رکھا جائے جس میں اسلامی روایات وعقائد کو کسی بھی حدیث کی کتاب ''باب الفتن'' سے سنایا جائے اوراس کی تفصیلات سے عوام کو باخبر کیا جائے ۔نیز اس موضوع کی دیگر مستند کتابوں اور پمفلٹ وغیرہ سے روشناس کرایا جائے تاکہ پڑھے لکھے لوگوں کو دلچسپی ہو تو کتابیں حاصل کر کے بچشم خود مطالعہ کریں۔اور جن علاقوں میں یہ فتنہ نہیں ہے اُن کو چاہئے کہ پھر بھی کم از کم ایک جمعہ اس موضوع پر بیان کے لیے خاص کریں جس میں پورے سال اسلامی عقائد پر ہی روشنی ڈالی جائے اور جو عقائد ضروریات دین میں سے ہیں ان کو اس طرح واضح انداز میں بیان کیا جائے کہ اس کے خلاف عقائد کے غیر اسلامی ہونے پر ایک عام مسلمان بھی خود ہی فیصلہ کر لے۔

قابل توجہ گذارش

یہ بات ذہن نشین رکھنے کی ہے کہ اس فتنے کا رخ زیادہ تر اُن لوگوں کی طرف ہے جو دینی عقائد کو گیرائی و گہرائی سے نہیں جانتے، دین کے بنیادی عقائد سے ناواقف ہیں اسی لیے کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اس سے زیادہ متأثر دکھائی دیتے ہیں۔مختلف مقامات سے جو اطلاعات مل رہی ہیں وہ کالجوں اور اسکولوں کے مسلم طلباء کے متأثر ہونے کے بارے میں ہیں۔ ہر فتنہ پرور انہی کو اپنا پہلا تختۂ مشق بناتا ہے۔

لہٰذا جن کی اولادیں کالجوں میں زیر تعلیم ہیں ان کو فکر مند ہونے کی سخت ضرورت ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنے اولاد کی دنیاوی تعلیم وترقی کے لیے جہاں کوشاں ہیں وہیں ان کو اسلامی عقائد ودینیات پڑھانے کی بھی فکر کریں اور اس سلسلے میں علمائے کرام سے مشورہ کریں۔ اسی طرح متولیان مساجد کو چاہئے کہ وہ اپنی مساجد سے عقائد کے موضوع پر لٹریچر کی تقسیم کو اپنے معمولات میں شامل کریں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ بہت مفید ہوگا۔ اس سلسلے کے مفید کتابچے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند یا جہاں اس کی شاخیں قائم ہیں وہاں دستیاب ہیں۔

تمت بالخیر بعون اللہ تعالیٰ

ردقادیانیت پر مستند اور معیاری کتابیں

ردقادیانیت کے زریں اصول (اردو) حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ	گالیاں کون دیتا ہے، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
ردقادیانیت کے زریں اصول (ہندی) ترجمہ مولانا شاہ عالم گورکھپوری	مرزائی اور تعمیر مسجد //
ثبوت حاضر ہیں، جناب پروفیسر محمد خالد متین صاحب	قادیانی اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق //
اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ، مفتی عبدالغنی پٹیالوی رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی مسائل (اردو) //
نزول عیسیٰ اور ظہور مہدی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی مسائل (ہندی) //
ختم نبوت خورد //	قادیانیوں کو دعوت اسلام، //
دعاوی مرزا //	قادیانی اقرار //
اسلام اور مرزائیت کا اصولی اختلاف //	آخری اتمام حجت، //
ختم نبوت کامل، مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی مردہ، //
مسیح موعود کی پہچان، مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی ذبیحہ //
تحقیق الکفر والایمان، مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ	کلمہ طیبہ کی توہین (اردو، ہندی) //
فلسفہ ختم نبوت، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ	مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی وسوسے، مفتی سعید احمد پالنپوری
قادیانیت پر غور کرنے کا سیدھا راستہ، مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ	امام مہدی کا ظہور، مفتی محمد سلمان منصور پوری و مولانا شاہ عالم گورکھپوری
مرزا قادیانی کا مختصر تعارف، مولانا محمد منظور چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ	کفریہ عقائد، مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری
تناقضات مرزا، علامہ نور محمد ٹانڈوی رحمۃ اللہ علیہ	فتاوی فیصلے (اردو) مولانا معزالدین گونڈوی
ختم نبوت اور بزرگانِ امت، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی مغالطے، مفتی سید محمد سلمان منصور پوری
ذرا غور کریں (اضافہ شدہ) مولانا محمد اسماعیل کٹکی رحمۃ اللہ علیہ	قادیانی مسلمان کیوں نہیں؟ مولانا معزالدین گونڈوی
بابیت اور بہائیت ایک تعارف (اردو) مولانا شاہ عالم گورکھپوری	بابیت وبہائیت ایک تعارف (ہندی) ترجمہ: محمد احمد گورکھپوری
علماء اسلام اور سرکاری عدالتوں کے فیصلے (اردو، ہندی) //	مرزا کادیانی کو مسیح و مہدی ماننا کفر ہے، مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی
مرزائیت اور عدالتی فیصلے (اردو، ہندی) //	مولانا محمد قاسم نانوتویؒ پر قادیانی بہتان کا جواب //
قادیانیوں کی سیاسی وسماجی پوزیشن (اردو، ہندی) //	قادیانیوں کو اسلامی شعائر اپنانے کا کوئی حق نہیں //

مرکزی دفتر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند......مکتبہ دارالعلوم دیوبند